اعلام یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہل سنت نہ کوئی خریدے
RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED
NOT
ISSUED

خلاصہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدر

# کنز مکتوم فی حل عقد اُمّ کلثومؑ

ازرشحات قلم افادت شیم جناب محقق مدقق

سرکار حذاقت مدار مولوی حکیم سید علی اظہر بن

علامۃ الزمن جناب مولوی سید حسن زادت افاداتہما

رئیس کھجوہ بازار بندی ضلع سارن

مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی

واقع لکھنؤ کٹرہ ابوتراب خان سنہ ۱۳۱۱ھ

۶۱۸۹۲

عرض مصنف لازم ہے کہ جملہ مومنین خصوصاً سادات اس رسالہ عجالہ کو من اولہ الی آخرہ مع حاشیہ دیکھیں اور پڑھیں جملہ مطالب متعلق اصل تحقیق عقد حضرت ام کلثوم میں نہ کوئی امر زاید از مطلب ہے نہ خارج از بحث جہاں تک ہو سکے اسکی اشاعت میں کوشاں ہوں کہ ناسور قلوب مومنین کے لئے مرہم اعجاز ہے والسلام۔

## فہرست مطالب کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم علیہا السلام


| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| انکار علمای حنفیہ از عقد اور اوسکا دلیل بطلان ثابت ہونا | ۷ | حقیقت مذہب شیعہ باقرار اہلسنت | ۱۰ | مضرات شیعہ و مفید اہلسنت از تسلیم وقوع عقد مع جواب | ۱۲ |
| اقوال علما و متاخرین منکرین عقد مع اظہار حالت جواب تسلیمی | ۲۰ | بحث نکاح دختران رسول | ۳۰ | وجہ جواب تسلیمی علمای شیعہ | ۱۸ |
| احکام اہلسنت در صورت لزوم فساد بر صحابہ | ۵۳ | طبقہ اولی انکارات اہلسنت متعلقہ قصہ فدک و قرطاس و اخراج الفاظ از صحیح بخاری و مسلم | ۵۴ | لزوم فسادات در صورت تسلیم عقد از اہلسنت متعلقہ صحابہ و جلالیر | ۳۳ |
| طبقہ ثانیہ انکار اہلسنت درباره معاویہ و یزید از قتل امام حسین ع | ۶۹ | طبقہ ثالثہ انکار درباره ہارون قصہ عباسہ خواہر ہارون | ۷۰ | تاویلات اہلسنت بجنات جواب روایت جنیہ | ۶۴ |
| اسباب اختباہ رواۃ درباره روایات عقد عمر | ۸۷ | دلائل اشتباہ و اغلاط رواۃ اول متعلق صخر سنی | ۹۹ | حرمت نکاح معتزلہ و شافعیہ۔ | ۳۸ |
| دلیل پنجم متعلق عقد عبد اللہ | ۱۰۸ | دلیل ششم متعلق استحالہ تولد زید و ابطال وفات حضرت ام کلثوم قبل معاویہ | ۱۰۹ | قدم عالم تحلیل فروج بنی آدم | ۶۲ |
| مسلک کفاءت سب خلیفہ دوم | ۱۲۶ | نظایر اشتباہ رواۃ اول درباره ابو حنیفہ | ۱۳۷ | شرکت حضرت ام کلثوم در معرکہ کربلا | ۱۱۳ |
| قدح اہلسنت در سب انبیا بغرض مساوات خلیفہ دوم | ۱۶۴ | مقالہ ثانیہ موضوعیت روایات عقد | ۱۶۷ | معاضدات خارجیہ عدم وقوع عقد قصہ مغیرہ | ۱۱۸ |
| دلیل دوم و سوم عدم ذکر احمد و اجماعات کل روایات عقد | ۱۸۱ | دلیل چہارم اختلاف روایات و اضطراب رواۃ | ۱۸۴ | قائلین متعہ از متعہ نزد امام مالک و اصول اہلسنت درباره و ایات متضاد | ۱۷۰ |
| زید بن اسلم | ۱۹۲ | زبیر بن بکار | ۱۹۳ | دلیل اول وضعیت روایت عقد | ۱۷۸ |
| دار قطنی | ۱۹۹ | سوانح عمری ابو حنیفہ راوی عقد | ۲۰۲ | دلیل پنجم کذب و ضعف کل روایات عقد | ۱۸۷ |
| تنکار بی بی عایشہ | ۲۲۸ | بحث دعوی اہلسنت بشہرت و تواتر قصہ عقد | ۲۳۱ | اختفای اہلسنت فضایل اہلبیت و حالات و اغراض وضع روایت | ۱۷۸ |
| | | دلائل عدم وقوع عقد | ۲۳۸ | سفیان | ۱۸۸ |
| | | | | عطا خراسانی | ۱۹۸ |
| | | | | تضعیف و تکذیب ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ و تجلیل او با اہلسنت طاہرین | ۲۱۸ |
| | | | | عدم جواز قیاس و اتفاق کل فقہا بر روایت غلط | ۲۳۲ |
| | | | | خاتمہ تحقیق عقد ام کلثوم و وفات آن سیدہ و زمانہ عقد | ۲۴۴ |

## مقالہ اولے

بر بنیاد اشتباہ رواۃ اصل تحقیق

| | | | |
|---|---|---|---|
| دلایل و عادی خبیثہ اصل تحقیق اثبات چہارم کلثوم متعلقہ خلیفہ دوم | ۷۹ | دلیل سوم متعلق مہر | ۹۹ |
| دلیل چہارم متعلق عقد عون بن جعفر | ۱۰۴ | | |

# علیکم کتابنا کنتم تعملون
# هذا کتابنا ینطق بالحق انا نستنسخ ما کنتم تعملون

الحمد لله الملک الوهاب که درین ایام سعادت انتساب کتاب مستطاب عدیم النظیر
ولاجواب متعلق بمبحث عقد حضرت ام کلثوم دختر جناب ولایت مآب صلوات الله وسلامه
علیهما افحاماً لاعداء العترة الاطیاب و ارغاماً لانوف المعرضین عن جادة الصواب الموسوم

Checked
1987

CHECKED 1990

# بالکنز المکتوم فی حل عقد ام کلثوم




من مصنفات غرة محاسن الایام عمده الافاضل الکرام النحریر المدقق الحبر المحقق حائز المقامات السنیه
الفائز بالمدارج العلیه قاطع اعناق الجاحدین قامع اساس الضالین المتعب نفسه فی حمایة الدین
ذوی الشرف الازهر الحکیم المولوی السید علی اظهر دامت برکاته وزادت افاداته

در مطبع بستان مرتضوی طبع در رشید

| | |
|---|---|
| داخلہ نمبر | ۴۰۴۸ |
| فن نمبر | ۲۷ الف |
| کتاب نمبر | |




بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد بندہ افقر مولف ذوالفقار حیدر علی اظہر بن المولی المومن السید حسن دام ظلہ العالی بخدمت برادران ایمانی عرض پرداز ہے کہ گو مدت مدیدہ سے یہ مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام درمیان علمای فریقین دایر و سایر ہی مگر نہ علمای اہلسنت نے اس مسئلہ کو باستقلال تصنیف کر کے پیش کیا نہ علمای شیعہ ایدہم اللہ نے توجہ کامل فرمائی بلکہ جسطرح مخالفین نے ضمناً و تطفلاً اسکا تذکرہ کیا علمای الحق نے بھی اوسیطرح رد و ابطال اسکا فرمایا خواہ تحقیقاً بہ انکار کلی خواہ الزاماً بہ تسلیم فرضی اسلیے کہ یہ امر بفرض وقوع بھی کسیطرح نہ مفید مخالفین ہی نہ مضر اہل الحق لیکن چونکہ تا بحال کوئی کتاب بالاستقلال اس مادہ مین علمای فریقین سے نہین لکھی گئی تو کچھ عرصہ سے جب اہلسنت ہر مسئلہ مین عاجز آتے تو بعض مسایل فرعیہ مین گفتگو شروع کی بے سر و پا مسایل چھانے لگے بالخصوص اس مسئلہ مین زیادہ تر شور و غل مچایا اور عوام فریبی کا دام بچھایا علمای اعلام

ایدہم اللہ کی بے اعتنائی اور عدم توجہی نے اور بھی انہین سر چڑہایا یہانتک کہ
بدانست خود علماے مذہب حق شیعہ اثنا عشریہ کو اس مسئلہ مین بالکل لاجواب
اور مغلوب ٹھہرایا حتی کہ صاحب آیات بینات جنکی تحقیقات پر عوام اہلسنت
بہت نازان ہین فرماتے ہین کہ شیعہ کسی مسئلہ مین ایسی زچ اور دق نہین ہوے جیسا
اس مسئلہ مین دق اور زچ ہوے افسوس مقولہ صرف انہین بزرگ کا نہین ہے
جنکی لیاقت وحالت سے سارا عالم واقف ہے بلکہ خود مولوی حیدر علی فیض آبادی
جنکو اپنی قابلیت وہمہ دانے پر وہ ناز تہا کہ بمقابلہ اپنے اساتذہ کے کوس
لمن الملکی بجاتے تہے اور سواے اپنے سبکو نافہم بتاتے تہے اور اس زمانہ کی اہلسنت تو
اونکو اپنا امام ہی تصور کرتے ہین وہ حضرت بھی ازالۃ الغین مین ایسا ہی دعوے
فرماتے ہین پھر بیچارے جاہلون کا کیا قصور بہرکیف جب غوغاے بیجا انحضرات کا
اس اتہام مین بڑہا اور قابل تحمل واعراض اہلحق نرہا ناچار کمترین نے بنابر
اصرار بعض اعاظم دین ایدہم اللہ اسطرف توجہ کی اور بہت قلیل عرصہ مین
تفصیلا تحقیق اس مسئلہ کی کرکے ساتوین جلد ذوالفقار حیدری کی خاص اسی
باب مین قرار دی چونکہ اوسمین ہر روایت پر اہلسنت کی بحث کی گئی ہے اور
اختلافات اوسکے دکہائی گئے اور موضوع ہونا اون روایات کا اور کاذب اور
خائن ودجال ہونا اونکے راویونکا ثابت کیا گیا ہے علاوہ اسکے اہلحق کیطرف
سے جملہ اعتراضات بیجا وتوہمات واہیہ مخالفین کا جواب شافی بہی دیا گیا ہے اور
جو کچہہ اغلاط وتحریفات تہے کہولے گئے ہین اور روایات فریقین سے بحث
کا مل کی گئی ہے لہذا حجم اوس کتاب کا پچاس ساٹہہ جز سے زیادہ ہو گیا اور پوری

ایک جلد کامل وسکی مرتب ہوئی چونکہ بوجہ ضخامت کتابت وکثرت مصارف
طبع ہونا اوسکا باعتبار استطاعت نحیف فی الحال ناممکن تھا اور بنظر زبان بندی مخالفین
واطمینان خاطر مومنین اشاعت اوسکی حد وجوب وفرض سے بھی متجاوز معلوم
ہوتی تھی لہذا بعض احباب اطیاب سلمہم اللہ نے بکمال الحاح واصرار فرمایا کہ اجمالاً
لب لباب اوس کتاب کا مع اصل جواب جو تحقیقات مفصلہ سے ثابت ہو
شایع کرنا چاہیئے اور اوس بحر زخار کو کسیطرح کوزہ مین بند کرنا چاہیے لاقل
بطور فہرست ہی سہی کہ شاید ان مضامین خوش آئین وتحقیقات حق آگین کے
مطالعہ سے مومنین ذوالاقتدار کے دلونمین شوق پیدا ہو اور جوش مین کر اصل
کتاب کو جلد چھپوائین الغرض مین نے بھی اپنے احباب کی اس فرمائش کو بدل
قبول کیا اور بخیال بے اعتباری حیات ناپائیدار زیادہ تر مستعد ہوا کہ شاید
اجل موعود آجاے تو دل کی حسرت دل ہی مین رہجاے اور یہ جواہر تحقیقات گرانمایہ
نادرالوجود معرض شہود مین نہ آئین اور مومنین اس سے کچھ بہرہ مند نہون مخالفین
کی زبانین بند نہون ازین قبیل اور چند مصلحتون سے بکمال تعجیل یہ رسالہ بطور فہرست
کنز مکنوم پیشکش ارباب علوم کیا گیا وما توفیقی الا باللہ الحی القیوم
امید کہ جو حضرات اس رسالہ سے مستفیض ہون مولف کو دعاے خیر سے فراموش نکرین

تمہید مفید جو لوگ اسلام کے دائرہ مین داخل اور لااقل توحید ورسالت
ومعاد کے قایل ہین حسب حکم خدا ووصیت رسول اوپر واجب وفرض ہے
کہ تعظیم ومودت واحترام اہلبیت رسول انام مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کرین اور اونکے اعزاز واکرام کے جملہ مراتب کو ملحوظ رکھین

میرا مطلب یہان یہ نہین ہے کہ اہلسنت خواہی نخواہی اونکی خلافت ہی کو
مان لین کیونکہ جو ظلم ہونا تھا ہو چکا جسکو جو کچھ ملنا تھا مل چکا حریفان باد پیما خورد و خفتند
بلکہ لااقل اتنا ہی لحاظ کرین کہ کسی قسم کی اہانت و ذلت حضرات کی نسبت
گوارا نکرین اور اپنی زبان کو اونکی توہین و تحقیر سے بچاتے رہین اس سے
یہ بھی میرا منشا نہین ہے کہ کسی صحیح واقعہ کا بلا سبب انکار کیا جائے اور کسی امر واقعی
کا اخفا کر دیا جاے فان اللہ لا یستحیی من الحق بلکہ صرف اسیقدر چاہتا ہون
کہ جو واقعات انحضرات کے راست راست ہون اونہین کو ظاہر کرین اور بلا
تحقیق کامل کوئی امر خلاف شان اونکی طرف منسوب نہ کرین نہ میری یہ
فرمائش ہے کہ جیسے خلفا و صحابہ کے معائب و الزامات مٹانیکے لئے یقینیات [۱]
و متواترات و احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہین وہی سلوک یہان بھی کیا جاے
اور اسکی بھی امید نہین کر سکتا کہ جو کچھ فرضی و وہمی دختر حضرت خلیفہ اول
کی تعظیم کیجاتی ہے بضعہ رسول کے حق مین اوسکی مراعات ہو جیسا کہ صواعق [۲]
محرقہ مین ہے و ابو المظفر فتوی کرد بتادیب شدید در حق کسیکہ راضی نمیشد
کہ زنے را سوگند در شب دہد و بآن زن گفت اگر تو دختر ابو بکر باشی ترا در روز
سوگند خواہم داد و فتوی بتادیب آنشخص بواسطہ آن داد کہ بے ادبی کردہ [۳]
درین نوع قضیہ نام دختر ابو بکر بردہ بود دیگر یہ آرزو بھی نہین کر سکتا کہ اپنے
خلیفہ ہارون رشید کی خواہر عباسہ کے برابر ہی اہلبیت رسول کی قدر دانی [۴]
کرین کیونکہ اقتدار دنیوی انکو کہان حاصل ہوا جو دنیا پرست لوگ انکی طرفدار ہو
بلکہ مین فقط اسیقدر چاہتا ہون کہ اس مسئلہ عقد دختر بضعۃ الرسول حضرت ام کلثوم

[۱] تفصیل اسکی بالاعادہ مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالے ۱۲
[۲] ص ۵۶ ورق قلمی ترجمہ صواعق محرقہ
[۳] تفصیل اسکی بالاعادہ مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالے ۱۲
[۴] تفصیل اسکی بالاعادہ مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالے ۱۲

علیہا السلام کے بارہمین صرف تعصب جنبہ داری سے ہی دست بردار ہوکر
انصافانہ تحقیق کرین کہ آیا واقعی یہ عقدہ خلیفہ دوم کے ساتھہ ہوا یا نہین ہوا
مجادلہ مکابرہ ہٹ دہرمی کو دخل ندین پھر دیکھین کہ عقلا و نقلا کسیطرح یہ امر
ممکن الوقوع ہی یا نہین کیونکہ مقصود راقم بیان صرف تحقیق امر واقعی ہی نہ اظہار معائب
و مطاعن خلیفہ دوم یا اونکے اسلام و نفاق سے گفتگو کرنا اور حضرات اہل سنت
سے بھی ملتمس ہون کہ بالفرض اگر اہلبیتؑ کو مستحق خلافت نہین جانتے اور نصوص
صریحہ وراثت و امامت کو انکے بارہمین نہین مانتے کسی خیال سے ہو تو خیر نہ سہی
ابتو نہ طمع مال ہے نہ امید حصول سلطنت فکر نجات آخرت البتہ لاحق ہی پھر کیون
کردار آبائی کے بناد کے لیئے انصاف و ایمان کے پہلو کو چھوڑین اور ترک مودت
ذوالقربے سے اجر رسالت فخر المرسلین کو رائیگان کرین بنظر افزائش قدر و جذبہ اور
صحابہ (جنسے فلاح اخروی کا حصول محال ہی) اہل قرابت کی پایہ منزلت کو جو
عقلا و نقلا بعد رسول سب سے اعلی اور سب پر مقدم ہی ناحق بغرض اعلاے مراتب
خلیفہ ثانی بلا تحقیق و بلا ضرورت گھٹائین (کیونکہ یہ امر نہ ثبت حقیت خلافت ہی
نہ مفید ایمان و فضیلت نہ دافع الزام و معائب) خواہی نخواہی یہ تہمت لگائی
جائین اور خدا اور رسول سے بھی نہ شرمائین نہ عقل و نقل سے کام لین نہ تحقیق امر واقعی
فرمائین یہ نری نافہمی ہی اونلوگونکی جو اس مسئلہ کو موجب ندامت و معاجری
مذہب شیعہ جانتے ہین جس سے بڑہ کر کوئی غلط فہمی نہو گی کیونکہ اولا توقیر
و تعظیم اہلبیت طاہرین تو تمامی اہل اسلام پر عموما فرض ہی سنی ہو خواہ شیعہ ثانیا
درصورت تخصیص شیعہ نکی اہلبیت طاہرین کے ساتھہ اس مسئلہ مین کوئی الزام نہین ہے

اسواسطے کہ دو حال سے خالی نہین یا عقد نہین ہوا یا ہوا پہلی صورت یعنی
درصورت عدم وقوع عقد تو کوی بات ہی نہین ہے جیسا کہ فی الواقع یہی ہے
نہ عقد ہوا نہ خطبہ نہ دوسرا کوئی امر چنانچہ بہت سے اکابر اہلحق اس قصہ کے بالمرہ
منکر ہین خود جناب[1] شیخ مفید علیہ الرحمہ اوستاد جناب سید مرتضی علم الہدے
اعلی اللہ مقامہما جنسے جناب[2] سیدۃ نساء العالمین نے اپنی اولاد کی تعلیم کی فرمائش
کی اور جناب امیر نے بخلعت فاخرہ انت شیخی ومعتمدی مخلع فرمایا اور
دیگر حضرات باوصف قرب عہد ائمہ معصومین علیہم السلام اس واقعہ سے بالکلیہ
انکار کرتے ہین چنانچہ کلام اونکا بعد اسکے مذکور ہوگا انشاءاللہ تعالی حتے کہ
خود علماے اہلسنت بھی اس انکار کے مقر ہین گو اوسپر معترض بھی ہون چنانچہ
ترجمہ صواعق محرقہ[3] صفحہ ۱۵۹ ہے زیادہ شد تعجب من از اہلبیت زمان مالک انکار تزویج
عمر با ام کلثوم میکنند ولیکن عجب نیست از ایشان چرا کہ اینجماعت با علما اختلاط
نکردہ اند و معذلک جہل روافض بر عقول ایشان استیلا یافتہ و در رفض ایشانرا
مقلد خود ساختہ در خاطر شان در آوردہ اند کہ حکایت این تزویج دروغست
بلکہ خود مولوی حیدر علیہ صاحب ازالۃ الخفا[4] صفحہ ۹۵۹ الغین مین فرماتے ہین نور الدین حسینی میگوید کہ عجب دارم
از روافض خذلہم اللہ کہ روایات اہلبیت وافادات شان کہ عقل ونقل از امہیدہ است
وقرآن وحدیث تاسیس آن میکند ہرگز بگوش جا نمیدہند ونقد دین وایمان
خود را بروایات چندے از ابالسہ دجاجلہ کہ نقیض این احادیث است
حوالہ میکند الخ ان عبارات کا جواب شافی بلکہ مبین ہونا انکا اس کلام کے
اصل کتاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم مین بخوبی مذکور ہے پس اس سے بخوبی ثابت ہے

کہ شیعون کو اس حکایت سے بالمرہ انکار ہے اہلبیت رسول ہی بالمرہ منکر ہین اور
روایات اہلبیت علیہم السلام ہرگز من نقیض ان روایات اہلسنت کی یقیناً موجود ہین خواہ مولوی صاحب
اون رواۃ کو ابلیس فرمائین یا دجال بتائین اسکا اونکو اختیار ہے مگر اصل مطلب
ہمارا یعنی انکار اہلحق اس واقعہ سے بلکہ انکار اہلبیت رسول اور روایات اہلبیت
رسول کا مناقض روایات اہلسنت وارد ہونا بخوبی ثابت ہوا باقی رہا امر واقعی
کا دریافت کہ نکاح ہوا یا نہین پس انشاء اللہ تحقیقات اسکی مابعد اسکے
کیجائے گی لیکن یہان سے غو بیانی اون علماے اہلسنت کی بخوبی ظاہر ہوئی
جو اسکے مدعی ہین کہ کل علماے شیعہ وقوع عقد کے مقر ہین بھر کیف بلالحاظ
دیگر ادلہ قویہ کی جو مابعد مذکور ہونگے خود اہلبیت رسول اور اکابر اہلحق کا انکار
کرنا اس واقعہ سے اور اوسکو دروغ جاننا بنفسہ دلیل بطلان واقعہ مذکورہ
ہے چہ جائیکہ اور دلیلین بھی ہون کیونکہ شیعہ منکر ہین اور انکار کے لیئے حاجت
دلیل نہین اور اہلسنت مدعی والبینۃ علی المدعی پس بار ثبوت اونپر ہے اور شیعہ
مانع ہین مانع کے بار ثبوت خود اہلسنت کا قول ہے مانع کو ضرورت دلیل نہین
شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین ہر عاقل پوشیدہ نیست کہ اقوال و افعال
شخص بہ فرزندان و برادران و اقارب و عشایر او قسمیکہ مکشوف میباشد
بر دیگریکہ گاہ گاہ بصحبت او رسد چرا خواہد بود پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا اور اصلیت
اوسکی ہوتی تو اہلبیت طاہرین کیون انکار کرتے اور روایات اونکی نقیض
روایات اہلسنت کیون وارد ہوتی جنکا خود اہلسنت بھی اقرار کرتے ہین
پس بقول شاہ صاحب ان اہلبیت رسول پر جو اقارب و عشایر سی تھے

لہ انشاء اللہ تعالیٰ
تحقیق مطلب مع مولوی صاحب کہ اہلبیت رسول ہی بالمرہ منکر ہین اور
کذا فی وصال و مفتری کس
کی روایات مستفیض من النقیض ہین
وانا ممکن من التقیض
فی انکار علماے شیعہ وقوع عقد بطلان واقعہ

در بدانست اہلسنت محب تشخین سے تھے یہہ حال کیونکر مخفی ہوا اور کیونکر روایات
اونکی نقیض روایات اہلسنت واقع ہوے پس انکار اہلبیت طاہرین دلیل قطعی
بطلان واقعہ مذکورہ ہے علاوہ اسکے جو جس مذہب کا ہوتا ہے باقرار فاضل
رشیدہ وہ شخص اپنے یہانکے واقعات کو خوب جانتا ہے جیسا کہ انتساب جواز متعہ
عین طرف امام مالک کے جو اقوال علماے اعلام حنفیہ سے بخوبی ثابت ہے
یہی عذر پیش کیا کہ اجل البیت ابصر بما فی البیت قول مالکیہ نقل مذہب امام مالک عین
بہ نسبت نقل حنفیہ زیادہ قابل قبول ہے بلکہ برخلاف اوسکے نسبت کرنا صاف
ستم برجان انصاف ست انتہی ملخصا اور خاتم علماے فرنگی محل مولوی عبد الحی
لکھنوی اپنی سعی مشکور میں کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اصحاب مذہب جسقدر اپنے
مذہب سے واقف ہوتے ہیں دوسرے مذہب سے واقفیت نہیں رکھتے پس مالکیہ
کا اور اونکے کتب کا انکار امر مذکور سے مقدم کیا جاویگا اور نسبت کرنا ابن تیمیہ
یا ابن عبد الہاد وغیرہ کا امام مالک کیطرف کب مسموع ہوگا انتہی اور خود مولوی
حیدر علی فرماتے ہیں وقوع ظلم بر اہلبیت بقصد احراق خانہ ایشان بجناب
فاروق نسبت کردن و حالانکہ اہل حق ازان انکار می نمایند چنانکہ داستی عنقریب
خواہی دانست انشاء اللہ از غرائب افادات و دعوی قصد احراق از اکثر کتب
اہلسنت از عجائب ترہات جس سے معلوم ہوا کہ صاحب مذہب کا قول اپنے
مذہبی امور میں بہ نسبت دوسرون کے زیادہ معتمد ہے اور باوصف اوسکے
انکار کی نسبت کرنا ستم برجان انصاف اور غرائب افادات سے ہے گو وہ امور
اعاظم علماے اقوال اور روایات متکاثرہ سے ثابت ہوں پس یہی تقریر شیعونکی

صفحہ ۱۲ سطر ۱۰ سے
۱۵ انعین ابن تیمیہ حیدر علی بقصد احراق الاسلام بحکم الاوزاعی وذکر امر بادکرد بہ عین اور بجانب شیعہ الخ مفوض پیش فرمایا ہے عین الامر مالک
۱۶ حیدر علی قال ہو ابن تیمیہ الخ
۱۷ علی ابن عبد الہاد وغیرہ کا امام مالک
۱۸ ابن تیمیہ
۱۹ ابن عبد الہاد
۲۰ حیدر علی
۲۱ ابن تیمیہ
۲۲ ابن عبد الہاد
۲۳ حیدر علی
۲۴ ابن تیمیہ
۲۵ ابن عبد الہاد
۲۶ حیدر علی
۲۷ ابن تیمیہ
۲۸ ابن عبد الہاد
۲۹ حیدر علی
۳۰ ابن تیمیہ
۳۱ ابن عبد الہاد
۳۲ حیدر علی
۳۳ ابن تیمیہ
۳۴ ابن عبد الہاد
۳۵ حیدر علی
۳۶ ابن تیمیہ
۳۷ ابن عبد الہاد
۳۸ حیدر علی
۳۹ ابن تیمیہ
۴۰ ابن عبد الہاد
۴۱ حیدر علی
۴۲ ابن تیمیہ
۴۳ ابن عبد الہاد
۴۴ حیدر علی
۴۵ ابن تیمیہ
۴۶ ابن عبد الہاد
۴۷ حیدر علی
۴۸ ابن تیمیہ
۴۹ ابن عبد الہاد
۵۰ حیدر علی
۵۱ ابن تیمیہ
۵۲ ابن عبد الہاد
۵۳ حیدر علی
۵۴ ابن تیمیہ
۵۵ ابن عبد الہاد
۵۶ حیدر علی
۵۷ ابن تیمیہ
۵۸ ابن عبد الہاد
۵۹ حیدر علی
۶۰ ابن تیمیہ
۶۱ ابن عبد الہاد
۶۲ حیدر علی
۶۳ ابن تیمیہ
۶۴ ابن عبد الہاد
۶۵ حیدر علی
۶۶ ابن تیمیہ
۶۷ ابن عبد الہاد
۶۸ حیدر علی
۶۹ ابن تیمیہ
۷۰ ابن عبد الہاد
۷۱ حیدر علی
۷۲ ابن تیمیہ
۷۳ ابن عبد الہاد
۷۴ حیدر علی
۷۵ ابن تیمیہ
۷۶ ابن عبد الہاد
۷۷ حیدر علی
۷۸ ابن تیمیہ
۷۹ ابن عبد الہاد
۸۰ حیدر علی
۸۱ ابن تیمیہ
۸۲ ابن عبد الہاد
۸۳ حیدر علی
۸۴ ابن تیمیہ
۸۵ ابن عبد الہاد
۸۶ حیدر علی
۸۷ ابن تیمیہ
۸۸ ابن عبد الہاد
۸۹ حیدر علی
۹۰ ابن تیمیہ
۹۱ ابن عبد الہاد
۹۲ حیدر علی
۹۳ ابن تیمیہ
۹۴ ابن عبد الہاد
۹۵ حیدر علی
۹۶ ابن تیمیہ
۹۷ ابن عبد الہاد
۹۸ حیدر علی
۹۹ ابن تیمیہ
۱۰۰ ابن عبد الہاد

طرف سے دربارہ دروغ ہونے حکایت عقد کے بوجہ انکار کرنے علماے کبار
شیعہ کے کیونکر نہ مقبول ہوگی جنکے ناقل بہی خود بہی حضرات ہین کہ بذریعہ روایات
اہلبیت طاہرین شیعہ اور اہلبیت اس واقعہ کو دروغ جانتے ہین حالانکہ خود
اسکے بہی معترف ہین کہ شیعہ مذہب علی سے زیادہ واقف ہین جیسا کہ علامہ تفتازانی
وغیرہ نے تصریح کی اور شاہ عبدالعزیز نے بہی شیعون کی محب اہلبیت طاہرین
ہونیکا اقرار کیا بلکہ مولوی عبدالحلیم رفاضل معاصر مولوی عبدالحی لکھنوی
فرنگی محلی نے تو اس اقرار بمتابعت و ولاے شیعہ کے ساتھ چار و ناچار حقیت
مذہب شیعہ کا بہی اظہار کیا چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقاید ص ۲۰ حل المعاقد فی شرح العقاید مطبوع مطبع علوی ۱۲۷۰ھ
جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیت مذہب اشاعرہ اور بطلان سایر مذہب کا
دعوی کیا اور تمثیل مین کہا ہے مثل شیعہ کے کہ جو تمسک کرتے ہین اوس چیز سے
جو مروی ہے اونکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے اونہین شیعون کے عصمت کو اونہین ائمہ سے
فرماتے ہین ھذا اختلاج الخ یعنی اس کلام مین اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود
دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت شیعہ اسوجہ سے کرتے ہین
کہ اون ائمہ ع کو مجدد دین (یعنی نیا دین سنانے والے جانتے ہین) اور اونکو
ناقد دین (یعنے ختم المرسلین ہے) الخ ناقل نہین جانتے تو ایسا دعوی شیعون پر
محض افترا و بہتان ہے اور اگر مقصود اوسکا یہ ہے کہ شیعہ اسوجہ سے ائمہ اہلبیت
کی متابعت کرتے ہین کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب ص سے احکام دین کے
ناقل ہین اور عادل ترین امت ہین یہانتک کہ اونکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعہ پر
طعن یا اس بنیاد پر ہے معاذ اللہ کہ ائمہ اہلبیت عادل نہین ہین اور اونکی

فی مذہب شیعہ باقرار
جناب عبدالحلیم صاحب

عدالت اور عصمت کا دعوی غلط ہے پس ایسا دعوی کرنا موجب زوال ایمان ہے
یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہلبیت کی متابعت جایز نہین ہے گو وہ
لوگ عدول امت سے ہون پس ایسا دعوی محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ
اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسیوجہ سے کہ اونکو عادل اور
ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے
انتہی کلامہ جزاہ اللہ خیرا پس اس تقریر سے علاوہ اعرفیت شیعہ و متابعت
ائمہ ہدی علیہم الصلوۃ والسلام کی کمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی بہرکیف
بتصریحات شاہ صاحب و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و مولوی عبدالحی
اہلبیت طاہرین اور شیعونکا انکار کرنا وقوع عقد مذکور سے باقرار اہلسنت
مقدم کیا جاویگا اور ان اہلسنت کا افترا و بہتان کب مسموع ہوگا حالانکہ
شاہ ولی اسد صاحب تو اون روایات کو جو بطور اہلسنت اہلبیت طاہرین
سے منقول ہین صرف اسوجہ سے کہ شیعہ اہلبیت اونکو نہین مانتے یا نہین پہچانتے
غلط بتاتے ہین جیسا کہ قرۃ العینین مین فرماتے ہین پس اگر از حضرت مرتضی ع
و ذریت او این معانی منقول میبود لا اقل مامیہ و زیدیہ میتوانستند و بر آن
قایل میبودند و لیس فلیس پس جب شیعہ و زیدیہ کی نہ مانتے اور نہ قایل ہونی سے
شاہ صاحب بعض مسائل تصوف کو باطل کرتے ہین حالانکہ روایات اہلسنت
مین وہ معانی اہلبیت کیطرف منسوب ہین تو روایات عقد باوصف انکار اہلبیت
و شیعہ و ورود روایات مخالفہ روایات سنیہ کیونکر مردود و باطل ہوگی چہ
جائیکہ خود روایات اہلسنت سے بھی عدم وقوع اس عقد کا ثابت ہوا اور

ثور یعقوب حنفی نابلسی

صاحب قرۃ العینین

جملہ روایات عقداد ہنین کے قواعد واصول کے مطابق موضوع وغلط قرار
پاہین جیساکہ عنقریب مذکور ہوتا ہے انشاء اللہ تعالے باقی رہی دوسری
صورت کہ عقد ہوا کیسطرح ہو پس بنابر اصول اہلسنت اسقدر محالات اور
مفاسدات والزامات عاید ہوتے ہین کہ دفعیہ اونکا ممکن نہین بجز انکار از وقوع
عقد کوئی چارہ نہین بخلاف شیعون کے کہ بنابر اونکے اصول کے درصورت
تسلیم وقوع عقد بھی کوئی امر قابل الزام نہین کیونکہ بظاہر مفید اہلسنت و
مضر شیعہ اس عقد مین یہی باتین ظاہر کیجاتی ہین کہ خلیفہ دوم اور جناب امیرؑ
مین اتحاد واتفاق اسدرجہ تھا کہ ایسی مواصلت ہوی تو دعوی شیعہ دربارہ
عداوت غلط ہوا دوسرے یہ کہ خلیفہ دوم کا ایمان اور فضیلت ثابت ہوئی
کہ ایسے نہوتے تو یہ عقد کیونکر ہوتا پس دعوی شیعہ دربارہ کفر ونفاق انکے
غلط ہوا اور ظاہرا انہین اعتراض سے اہلسنت نے اس غلط قصہ کو مشتہر کیا ہے
اب ان دونون امرونکو دیکھنا چاہیئے کہ کہانتک اسکی اصلیت ہے اور اصول
شیعہ کے بنابر یہ الزام عاید ہوتا ہے یا نہین (افسوس کہ اس بحث کو مین
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین جہان صاحب آیات بینات کی تمامی تقریر کا جواب لکھا
بڑی بسط سے لکھ چکا ہون یہانپر اوسکا تذکرہ بخوف طوالت ممکن نہین مگر کچھ مختصر طور پر گذارش کرتا ہون ناظرین عوام الناس
یعنی اسکا دلیل اتحاد وموافقت وعدم عداوت ہونا اوسیوقت راست
ہوسکتا ہے کہ جب فرقہ شیعہ اسکا قایل ہو کہ کیسطرح نکاح بدون اتحاد کلی
وموافقت ممکن نہین حالانکہ کسیکا یہ مقولہ نہین ہے نہ کسی عاقل ہی کا قول ہے
کہ کیسطرح نکاح ہو جبرًا یا قہرًا صرف نکاح سے اتحاد واتفاق ثابت ہوجاتا ہے

بلکہ خود اہلسنت بھی عام طور پر یہ دعوی نہین کر سکتے کیونکہ جن لوگون سے
جناب رسولخدا کی بیٹیان (حسب بیان اہلسنت) بیاہی گیئن زعموا
اونکے ایمان کے قایل ہین نہ اتحاد و نہ اتفاق کے مقر بلکہ صاف صاف
طور پر اونکو کافر کہتے ہین مثل عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب شوہر سابق حضرت
رقیہ و ام کلثوم و ابوالعاص شوہر حضرت زینب جنکے بارہمین تنقیص جناب
سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کے لیئے حدیث خیرہنا زینب
یعنی بہترین دخترون سے میری زینب ہی روایت کرتے ہین پس جب ایسی
مناکحت و مواصلت مین جو بلا جبر و اکراہ تھا با ایمہ قرابت قریبہ فریقین نہ قایل
اتحاد و اتفاق ہین نہ مدعی ایمان و فضیلت (حالانکہ اثبات فضیلت خلیفہ
ثالث کے لیے مثل کلیل الصحابۃ کلھم عدول یہ کلیہ بنایا کہ داماد نبی نمیشود مگر کسیکہ
عاقبت او محمود شود کما فی ازالۃ الخفا با ایمہ جن لوگون کو داماد نبی بیان کرتی ہین
اونہین کافر بھی کہتے ہین) تو پھر اس صورت خاص مین کہ حسب روایات خود
اہلسنت اگر ہوا تو جبرا ہوا کیونکر ان امور کا اثبات ہو سکتا ہے حضرت نوح
اور حضرت لوط پیغمبر کے ازواج جنکا کفر قرآن سے ثابت ہی جیسا کہ خود خدا نے
سورہ تحریم مین بغرض تمثیل بی بی عایشہ و حفصہ کے فرمایا ضرب اللہ مثلا
للذین کفروا امرءۃ نوح و امرءۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا
صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا و قیل ادخلا النار
مع الداخلین و ضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرءۃ فرعون اذ قالت
رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ و نجنی من فرعون و عملہ و نجنی من القوم الظالمین

یعنی خدا نے مثال دی اونکی جو کافر ہوگئی زن نوح اور زن لوط کی کہ
دو نیک بندون کی بی بیان تھین اون دونون نے خیانت کی پس پیغمبر
نزدیکی سے اونکو کچھہ نفع نہ ملا اور حکم دیا گیا کہ جاؤ جہنم مین جانیوالون کے ساتھ
اور ایمان لانیوالون کی مثال دی خدا نے زن فرعون سے جسنے یہ دعا کی کہ الٰہی
گھر بنا میرے لئے اپنے پاس بہشت مین اور نجات دے مجھکو فرعون سے اور
اوسکے عمل سے اور نجات دے مجھے قوم ظالمین سے الایہ پس ان دونو
انبیاء کرام اور اونکی دونو بیبیون مین کہان اتحاد و نفاق تھا اور کہان اس
مواصلت و مناکحت سے ایمان پایا گیا انہین حضرت لوط نے اون کفار سے
جو بطلب ملائکہ آئے تھے کہا ھؤلاء بناتی ھن اطہر لکم انکنتم فاعلین کہ یہہ میری
بیٹیان پاکیزہ ہین تمھارے لئے اگر ہو کرنیوالے یعنی انسے نکاح کرو پس
کیا حضرت لوط مین اور اون کفار مین اتحاد و اتفاق تھا یا وہ مومن تھے
جو یہ فرمائش کیگئی حضرت آسیہ جو حسب روایات اہلسنت بیہوچھی حضرت
موسی کلیم اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے تھین زوجیت فرعون مین آئین
پس کہان اتحاد و اتفاق و ایمان پایا گیا کذلک بہت سی مثالین ہین جنکا
احصا نہین ہوسکتا پس جب ان مواصلت و مناکحت سے نہ اتحاد حاصل ہوا
نہ اتفاق جیسا کہ دونون صوتون کا فیصلہ خود احکم الحاکمین نے کردیا تو
اس مسئلہ خاص مین کیونکر صرف نکاح ہوجانے سے اتحاد و اتفاق و ایمان کا
ثبوت ہوگا خصوصًا در صورتیکہ روایات اہلسنت سے ثابت و متحقق ہو کہ یہ نکاح
اگر ہوا ہے تو ایکطرف سے نہایت جبر و تشدد کے ساتھہ اور دوسری طرف سے

نہایت مجبوری کے ساتھہ کہ کئی عذر کئے گئے تمامی خاندان نے ناراضی
ظاہر کی پس باینہمہ کون عاقل کہہ سکتا ہی کہ ایسا نکاح دلیل کمال اتحاد
واتفاق ہے یہہ امر تو نہایت درجہ بدیہی ہے کہ جو لڑکی اوس خاندان
عالی سے ہو جسکے برابر کوی خاندان شریف دنیا مین نہو اور اوسکی نسبت
حسب حکم رسول بیچ حقیقی چچا کی بیٹی سے بچپنے سے مقرر ہو جو ہمسن اور ہمعمر اور ہمسر
اور اوس خاندان مین یہ رسم بہی نہایت مضبوطی کے ساتھہ بحکم رسول مقبول
جاری ہو کہ اپنے ہی کنبہ مین بیٹی بیاہی جائے اور تمامی خاندان از حد تا
بپدر واز عم تا برادر یہی چاہتا ہو کہ یہ رشتہ اسیطرح قایم ہو اور نہایت صغر سن
بہی ہو کہ کسیطرح قابل شادی نہو کیونکہ ابہی بالکل تین چار برس کی بیان
کیجاتی ہے باینہمہ وہ لڑکی ایسی کارہ و متنفر ہو کہ آنکھہ ناک توڑنے پر
مستعد ہو پس ایسی شریف لڑکی سے اگر وہ بادشاہ جابر عقد کرنا چاہے
جسنے اوس لڑکی کے تمامی خاندان پر انتہا کے ظلم اور ستم کئے ہون اور
اور ساتھہ بیٹھہ برسکا اوسکا سن ہو جو اوس لڑکی کے نانا کا سسر ہو
اور نہایت ذلیل اور رذیل خاندان سے ہو اور ایسا بد خلق و بد خو ہو کہ اوسکی
جلیس و انیس لوگ اوس سے کارہ رہین وہ لڑکیان جو ہمسر کے بادشاہ
بیٹی ہو جنکے ماں باپ بہن کی تعظیم و توقیر یہ بادشاہ سب سے زیادہ کرے
اور صلہ و انعام مین کوی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اوس سے کارہ ہون
بلکہ وہ لڑکیان بہی اوس بادشاہ سے متنفر ہون جو اوس بادشاہ کی رعایا
سے ہون اور اوس بادشاہ کے احباب و زرداران دولت حتی

حتی کہ رعایا ہی معترض ہون پس بالفرض اگر بفرض محال خلاف عقل و نقل نکاح ہو جائے تو کسی عاقل کے نزدیک ایسی مواصلت و مناکحت کسیطرح دلیل اتحاد و اتفاق ہو سکتی ہے ہرگز نہین ہرگز نہین (ان کل امرون کا ثبوت خود اہلسنت کی روایات مین موجود ہے جو اصل کتاب مین بشرح تمام مذکور ہے) بہرکیف امر اول غلط ہوا اور دعوے اتحاد و اتفاق کا بخوبی بطلان ہوا حالانکہ یہ امر یعنی بغض و عداوت خلیفہ دوم جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ اون دلائل قطعیہ و براہین یقینیہ سے ثابت ہے کہ اگر اسکی خلاف کا کوی دعوے کرے تو خود مذہب اوسکا اور ساری کتابین جنکی صحت قرآن کے برابر یا زیادہ سمجھی گئی ہی باطل ہوتے ہین حتے کہ خود خلیفہ دوم نے جیسا اپنے منافق اور کافر ہونیکا اقرار کیا بلکہ اپنے نفاق پر قسم کھائی ویسا ہی جناب امیر کے اولے و احق ہونیکا بخلافت اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کیا جیسا کہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام مین محاضرات امام راغب اصفہانی و موفقیات زبیر بن بکار و نظم درر السمطین محمد بن یوسف زرندی سے منقول ہے پس اگر اہلسنت کوی ایسی روایت وضع کرتے کہ اولاد جناب امیر علیہ السلام اور اولاد خلیفہ دوم مین باہمی وصل و پیوند ہوا اور بخوشی جناب امیر علیہ السلام نے ایسی مواصلت جایز کی تو ابولہب کیطرح اتحاد و اتفاق کا دعوے کرنا ممکن ہوتا اس صورت خاص کو کہ چار پانچ برس کی لڑکی ساٹھ پینسٹھ برس کے بڈھے سے یا ین اصرار و اجبار بیاہی جائے کوی عاقل دلیل اتحاد و اتفاق

ص ۲۴۲ و ۲۴۳ انوار النعمانیہ

ص ۱۵۲ و ۱۵۳ طبع قدیم مطبع محمدی میزان الاعتدال علامہ ذہبی ذکر زید بن وہب

۱ استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۶۱۹ نہایت ص ۶۲۶

نہین کہ سکتا از نجاست کہ شاہ ولی اللہ نے دعوی اتحاد و اتفاق سے
صاف صاف فار غطی دیدی کہ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین گویہ صحابہ جو اقران
و ہمسران خلیفہ سے تھے ببرکت صحبت بنوی برخلاف عادت مستمرہ بنی آدم
ایذا و فک خلافت مین مرتکب کسی امر محرم کی نہوئی معہذا از انقباض خاطر
خالی نبودند در بسیاری از احادیث خواہی گذشت برانچہ دلالت میکند
بر انقباض خواطر و عدم تمام بضرت انتہی مختصرا پس باوصفیکہ اس انقباض خاطر کے
مقر ہین معذلک اس نکاح جبری سے اثبات اتفاق و اتحاد سراسر حیرت خیز
بلکہ سفاحت امیز باقی رہا امر دوم یعنی ثبوت ایمان و فضیلت صرف
اس مناکحت سے پس یہ امر بھی امر اول مین ثابت ہو چکا کہ صرف مناکحت
یا فرزندیت سے ایمان کا اثبات نہین ہو سکتا اگر ایسا ہو تو پھر کسی کافر کو کافر
نہین کہہ سکتے کیونکہ سب حضرت آدم صفی اللہ کی اولاد سے ہین انکے سوا
نہ معلوم کتنی پشتین انبیا اور اوصیا کی گذری ہین اور جب خاتم المرسلین اپنی پیاری
دختر نیک اختر جناب سیدۃ نساء العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہا سے فرمائین
کہ تم اسکا بھروسا نہ کرنا کہ میری بیٹی ہو عمل نیک کرو تب رستگاری ہوگی پھر
کس منہ سے کوئی ایسا غلط دعوی کر سکتا ہے (بوجہ کمال شہرت ان امور کے
ہمنے اس مختصر تقریر پر قناعت کی ورنہ ہزارون دلیلین کتب کلامیہ مین موجود ہین
ہر کیف اصول شیعہ پر بھی دو اعتراض وارد کیے جاتے ہین جنکی رد نہایت
آسانی سے ہوتی ہے کوئی محنت مشقت بھی نہین کرنی پڑتی یہی بات ہوا
کہ بعض علماے شیعہ نے بعد انکار یا بلا انکار اس نکاح کو مانکر جواب دیا اور

ص ۲۴۷ ازالۃ الخفا مقصد ۲

امر دوم مناکحت ثبوت ایمان

۱۲ واضح ہو کہ ان دو اعتراضون کے جواب مین جو شیعہ صاحبون نے دیے ہین ہمنے کچھ نہین لکھا کیونکہ ہمارا مقصود اس رسالہ مین صرف اثبات حقانیت اہلسنت ہے نہ رد شیعہ اور اس مقصد کے لیے ہمارا یہ رسالہ کافی ہے اور ہمارے علماء نے اس کا جواب دیا ہے اور ہمارے علماء کی کتابون مین موجود ہے ہمکو ضرورت نہین کہ ہم اسکو نقل کرین اور اس رسالہ کو طول دین

اور بطور فرض محال تسلیم کرکے اون نتائج کو باطل کردیا کہ اب علماے
اہلسنت اونہین اقوال و روایات کو جو بطور فرض و تسلیم تھے نہ بر بنیاد تحقیق
و واقعیت ہمارے سامنے پیش کرکے وقوع عقد کا اثبات چاہتے ہین
حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ تمامی عقلا اس طریقہ کے پابند ہین کہ تقریر مخالف کو
قبول کرکے پھر نتیجہ غلط ٹھہراتے ہین اور کوی اوس امر تسلیمی کو امر تحقیقی نہین جانتا
خود خداوند عالم اپنے کلام مجید مین فرماتا ہے کہ اگر آسمان و زمین مین متعدد
خدا ہون تو دونون فاسد ہوجاوینگے پس تعدد الہ کو قبول کرکے نتیجہ برعکس
مخالف نکالا کیونکہ مخالفین متعدد خدا کے ضرورت نظام عالم کے لیے
بیان کرتے تھے اسیطرح علماے اعلام شیعہ نے بعد تسلیم جواب دیا کہ اگر
یہ نکاح ہوا تو اور بھی عداوت و نفاق خلیفہ دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و
ایمان پس اگر مشرکین آیہ قرآنی سے دو خدا کا وجود ثابت کرسکین تو اہلسنت
بھی ان اقوال سے وقوع نکاح ثابت کرسکتے ہین ورنہ خرط القتاد
دیکھیے شاہ عبد العزیز صاحب اس قول کے بارے مین کہ جب رسول خدا نے
قریب وفات لشکر اسامہ کے جانیکا حکم دیا اور خلفاے ثلثہ وغیرہ کو
نامزد کیا نہ جانے والون کی بہ نسبت لعن اللہ من تخلف عنھا فرمایا
تحفہ مین فرماتے ہین اینجملہ سر کردہ کتب اہلسنت و الجماعت نیست جناب
علامہ مفتی محمد قلیخان جو نے جواب اسکے تسدید المطاعن مین فرمایا کہ یہ جملہ
ملل و نحل علامہ شہرستانی اور شرح مواقف مین بنقل آمدی موجود ہے اور ابو بکر
جوہری نے اسکی روایت کی اور ملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نے بھی

دوسرا جواب تسلیمی

ص ۶۹ تسدید المطاعن

رسالہ عقائد مین تصریح کی ہے بورود لعن بر تخلف از جیش اسامہ مولوی
حیدر علی نے ازالۃ العین مین اولا نقل کلام علامہ مین یہ تحریف کی کہ
اصل کلام (ولا یعقوب لاہوری شارح بخاری نیز در رسالہ عقاید تصریح
بورود لعن بر تخلف از جیش اسامہ نمودہ کویون لکھا و در رسالہ عقاید
ملا یعقوب ہندی بر سبیل تسلیم الخ بعد اسکے کہتے ہین دوم آنکہ چون باعتراف
کنتوری کلام ملا یعقوب بر سبیل تسلیم است پس صحت واقعی جملہ معلوم کہ کلام
در آنست کجا لازم آید یا در کلام صاحب تحفہ جواب تسلیمی مذکور نیست جس سے
معلوم ہوا کہ جواب تسلیمی سے صحت کسی واقعہ کی یا اس جواب کا تحقیقی ہونا
نہین لازم آتا پس علماے اہلحق شیعہ کی جواب تسلیمی سے کیونکر وقوع عقد حقیقۃ
ثابت ہو سکتا ہے اور ازانجاکہ مولویصاحب نے اس معرکہ مین جہان
اس امر کو ثابت کرنا چاہا کہ صاحب ملل ونحل نے تصریح کی کہ یہہ جملہ لعن
موضوع ہے حالانکہ نسخہ قلمی وچاپہ مین انکا وجود نہین ہے خواجہ
نصر اللہ کابلی ونصیر الدین وفرزند خواجہ کابلی وشاہ عبد العزیز کو ذکر کیا جو
متاخرین سے ہین لہذا ہم بھی یہان اونہین متاخرین کا نام لیتے ہین جنہون نے
بعد انکار بطور فرض وتسلیم جواب دیا پس منجملہ اونکے ہین علامہ دہلوی صاحب
تحفہ کہ فرماتے ہین وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت ومحفوظ بودن ان
انچہ الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ پہلے صحت روایت کا انکار کیا بعد اوسکے
بطور تسلیم جواب دیا صاحب تنبیہ المبانی فرماتے ہین وانتساب تزوج حضرت
ام کلثوم بہ ابن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ پھر کہا و بر تقدیر تسلیم زاید بر تزویج حضرت

بحث ازجواب تسلیمی
ص ۳۲۷ ازالۃ العین
ص ۳۲۸ ازالۃ العین مطبوعہ تمر ہندی
اصل مطلب مولف سے ۱۲ جملہ
ص ۸۳ تنبیہ المبانی

رسالت پناہ با کفار نیست الخ یہ اقوال علماے متاخرین ہین جنہون نے بعد انکار
واقعی بر سبیل فرض و تسلیم جواب دیا اور سابقا انکار علماے امامیہ
اصل واقعہ سنخو دبا قرار ابن حجر و نور الدین و حید رضی ثابت کر چکا ہون اور
تقریر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو متقدمین اہلحق سے ہین مابعد اسکے مذکور
ہو گی پس معلوم ہوا کہ اولا علماے امامیہ بنا بر تحقیق منکر اصلیت واقعہ ہین
ثانیا بعد تسلیم اہلسنت کے اعتراضونکا جواب دیتے ہین خواہ اوسکے بیان
تصریح بالانکار و التسلیم کرین یا نہ کرین پس اس جواب تسلیمی سے صحت واقعے
اوسکی نہین لازم آتی جیساکہ مولویصاحب نے بھی تصریح کی منتہی الکلام ص ۸۱ ہین
روایت احراق خانہ جناب سیدہ کے بارہین لکھتے ہین انیمہ کہ شنیدی منتہی الکلام
مبنی برآن بود کہ روایت احراق سالم عن المعارض باشد و ہو فی حیز المنع
واز مجرد توجیہ و ذکر آن صحت و اعتبار آن لازم نمی آید پس جب یہ روایات
احراق جو کیسی قطعی و یقینی ہین کہ حالت اونکی تشنید المطاعن ہین قابل
ملاحظہ ہے مولویصاحب کے نزدیک باوصف ذکر توجیہ مستلزم صحت
و اعتبار نہون تو علماے شیعہ کے فرض و تسلیم کرنے سے اور اوسکی توجیہات بیان
کرنیسے صحت و اعتبار واقعی قضیہ عقد کیونکر سمجھا سکتا ہے سبحان اللہ فاضل رشید
بجواب اس عبارت کے کہ صاحب بارقہ ضیعمیہ نے علامہ قوشجی و علامہ
تفتازانی کے کلام سے نقل کیا کہ عمر نے بالائے منبر جا کر کہا ایہا الناس
تین امر عہد رسول ہین تھے جس سے ہم منع کرتے ہین اور ہم اونکو حرام کرتے ہین
اور جو مرتکب اونکا ہو گا عقاب کرینگے ایک متعۃ النساء دوسرے متعۃ الحج

صہ ۳۵ شوکت عمریہ قلمی

تیسرے حی علے خیر العمل شوکت عمریہ مین فرماتے ہین آرے در شرح تجرید علامہ قوشجی موجود ست باین طریق کہ محقق ملوسی جائیکہ در مطاعن حضرت عمر گفتہ ومنہا انہ منع المتعتین علامہ مذکور در شرح آن فرمودہ انہ صعد المنبر وقال انی وازین کلام علامہ قوشجی لازم نمی آید کہ این روایت بجمیع الفاظہا در کتب اہلسنت بطریقی مروی ست کہ احتجاج بآن بر اہلسنت بوقوع نسخ متعہ از طرف حضرت عمر نہ از جانب خدا ورسول صحیح باشد کما لا یخفی جس سے معلوم ہوا کہ باوصفیکہ علامہ قوشجی نے بطور حتم وجزم بیان کیا کہ عمر نے بالائے منبر جاکر متعہ کو حرام کیا اور اوس سے لوگونکو منع کیا مگر فاضل رشید اوسکو قابل احتجاج نہین جانتے اور اوسکے بجمیع الفاظہا کے منقول ہونے کو کتب اہلسنت مین منع کرتے ہین پس علماے الحق کا قول جو بطور فرض تسلیم قول مخالف ہے کہ اگر نکاح ہوا تو اوس سے خلیفہ کو کیا نفع ہوا یا اگر نکاح کیا تو بمجبوری کیا وغیرہ وغیرہ جو اقوال علما مین مذکور ہے کیونکر معرض استدلال واحتجاج مین لایا جاسکتا ہے اس سے بھی زیادہ اعجب یہ ہے کہ صاحب بارقہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی ومسند احمد بن حنبل وعلامہ زمخشری وقاضی بیضاوی وصاحب مدارک وامام زاہدی وعلامہ سیوطی وثعلبی وحاکم وغیرہ سے ناقل ہین کہ آیہ فما استمتعتم بہ منہن

صہ ۱۶ ورق قلمی شوکت عمریہ

در بارہ متعہ نازل ہوا فاضل رشید بجواب اسکے فرماتے ہین کہ این اقوال مرجوح وشاذ وقول اقل بمقابلہ اکثر اند واقوالیکہ چنین باشند باعتراف علماے فریقین صلاحیت استدلال مخالف ولیاقت اتجاہ اعتراض

بآن برصاحب مذہب مذارند جس سے معلوم ہوا کہ فاضل رشید نے
ان اقوال کو جو مستند بروایات صحابہ وتابعین ہین اور اضعاف مضاعف
انکی موید ات سے موجود چنانچہ ضربت حمیدریہ مین مختصر امنقول ہے بالا
بمقابلہ اپنے مذہب حرمت متعہ کی اسکو قول شاذ ومرجوح قرار دیکر
صلاحیت استدلال واحتجاج سے ساقط کرتے ہین پس اقوال علمائے شیعہ
جو محض بطور فرض وتسلیم قول مخالف ہے زیادہ تر صلاحیت استدلال
سے خارج ہونگے اور اوس سے بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ جہان صاحب
تشئید المبانی نے معارج النبوۃ سیر ملا معین سے یہ روایت نقل کی کہ
جناب سیدہ کو جناب امیر سے چند اولاد خدا نے کرامت فرمائی حسن
حسین زینب ام کلثوم رقیہ محسن جنکا اسقاط ہوا اور ایسی مرض سے
اوس معصومہ نے چھ مہینے بعد وفات رسول انتقال کیا اور قبر اونکی فی الحقیقت
معلوم نہین مولوی حیدر علی بجواب اسکی ازالۃ العین مین لکھتے ہین
کہ کتاب ملا معین ہرگاہ خلاف تصریحات جہابذہ محدثین افتد ومضاد
تحقیقات ثقات ومعتمدین کردد چگونہ مورد اعتبار تواند بود پس اسیطرح
بالفرض اگر کسی نے علماے امامیہ سے وقوع نکاح کو تسلیم کیا تو باوصف
مخالفت اکابر اعاظم کردہ قول کیونکر لائق اعتبار ہو سکتا ہے تنبیہ
واضح ہو کہ واضعین روایات عقد نے بڑی کیادی وشیطنت وتزویر سے
کام لیا ہے جو بطور میراث مادری مصداق از کید کن عظیم وقائلین
ان لے شیطانا وزہرت مقالۃ اعجمیۃ سے انکو حاصل ہے کیونکہ ان لوگون نے نور یقین کو

نقطہ واضعین
بدوماغ نمودا طاعت کیونکر
لفظ جو صحت ان روایات سے ثابت ہے
مقررہ ۱۲ سنہ
انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ سنہ
بحار الانوار ۱۰ ج ۱۰۳ ص ۱۰۲ طبع ایران
ناسخ التواریخ ۱۰ ج ۲ ص ۱۰۲ طبع ایران
دربارہ عائشہ وحفصہ حضرت رسول
ابن صباغ ۱۰ مالکی ۱۰ معارج النبوۃ ۱۰
ظہیر ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰
صحیح مسلم ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰
فتح رسول اللہ من صحاح ستہ
فقال رسول اللہ ان الشیطان ۱۲ سنہ
طلاق قرن الشیطان ۱۲ سنہ
تصدیق ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰
والقاء حبیب ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰
صحیح بخاری مطبوعہ

فریب دینا چاہا اسلئے کہ جب اہلسنت ان روایات کو دیکھینگے جس سے ابوبکر کی فضیلت
خلیفہ دوم ثابت ہوتی ہے تو بسر و چشم قبول کر لینگے اور کیسطرح کا عذر
نہ کرینگے کیونکہ ہمہ تن ہمت آن لوگون کے اسمین مصروف ہے کہ کسیطرح
فضیلت خلفاے ثلثہ زیادہ تر فضیلت خلیفہ دوم اور محبت و ولا انکا
اہلبیت طاہرین کے ساتھ ثابت کرین یہانتک کہ اسکے واسطے کتاب
الموافقہ تصنیف ہوئی اور کیا کیا افترا نہ کیئے گئے پس ایسے امر کو بلا غور
و تامل قبول کر لینگے اور ذرا بھی چون چرا نہ کرینگے چنانچہ یہ فریب انپر
بخوبی کارگر ہو گیا کہ کسیطرح ان روایات کے فسادات بلکہ لزوم محالات
و مخالفت واقعات خلطی رواۃ وضعیت روایات مین متنبہ بھی نہین ہوتے
حالانکہ اس سے ادنے ادنے خرابی و فساد کی بدولت اپنی روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ کو باطل کر دیتے ہین مگر اس بارہمین کیسطرح عقل زمین
سے کام ہی نہین لیتے ناحق کی ہوا خواہی خلیفہ پر جان دیتے ہین
حالانکہ خود خداوند عالم نے ایسی قرابتون کو بشرط وقوع غیر موثر قرار دیا
رسول مقبول نے متعدد احادیث مین پکار پکار کر سنا دیا کہ محض قرابت سے
کچھ شدنی نہین جبتک ایمان و صلاح و سداد نہو خود خلیفہ دوم نے اسی
عالم بشارت من قال لا الہ الا اللہ وجبت لہ الجنۃ کے بدولت ابو ہریرہ کو مار کر گرا دیا
جو بیچارہ حسب الحکم نبوی یہ حکم سنایا چاہتا تھا اور انحضرتؐ کی نعلین مبارک انپی تصدیق کے لئے
رکھتا تھا پس کیا خلیفہ دوم کو اتنی عقل نہ تھی کہ اگر ارشاد انحضرتؐ کہ ہر سبب و نسب و داماد
بروز قیامت منقطع ہو گی لا میری اسباب و نسب بطور عام ہے تو اس سے نجات

دوخول جنت کفار ومشرکین لازم آتی ہے کیونکہ نسب آنحضرت مین ہزارون
کفار شریک تھے سبب مین بھی مثل شیخین کے اور بہت سے سسری تھے
جو یقینی کافر ہے اسیطرح دامادی رسول خود اہلسنت کی روایات کے
مطابق عتبہ عتیبہ و ابو العاص کافرونکو حاصل تھی پس اگر وہ بشارات
نبوی عام ہے تو انکا جنتی و ناجی ہونا لازم آتا ہے اور اگر خاص ہے
کسی شرط کے ساتھہ تو وہ امور حاصل کرنا چاہئے بہرکیف اہلسنت کو
تو اس پردہ مین ثبوت موافقت وحصول ایمان کے قریب دیا جو ایسی
روایات وضعیہ کو انہونے بسر وچشم قبول کرلیا اور فسادات وشناعات
پر اوسکے مطلقاً غور نہ کیا باقی رہے شیعہ پس انکے لیے سب سے زیادہ اسباب
مکدر تزویر کو ان روایات مین مہیا کیا کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اولاً شیعہ
عداوت وبغض وحسد وظلم وتشدد خلیفہ دوم کو بخوبی ثابت کرتے ہین
اور جو روایتین اہلسنت کی اسمادہ مین ملتی ہین اونکے سامنے پیش کرینگے
لہذا اون واضعین کاذبین نے روایات عقد مین بھی اونہین مضامین
ظلم وتشدد خلیفہ دوم کو درج کیا تاکہ شیعہ فریب مین آکر اسکو قبول کرلین
اور رد بر اہلسنت پیش کرین کہ دیکھو خود انہین روایات عقد سے ظلم و
تشدد خلیفہ دوم بخوبی ثابت ہوتا ثانیاً چونکہ شیعہ مطلق قرابت و رشتہ داری کو
مفید نہین سمجھتے ہین جبتک شرائط ایمان و اعمال صالحہ نہون لہذا اوسی قرابت
و رشتہ داری کے مفید ہونیکو اس روایت مین بھی درج کیا کہ خلیفہ نے اسی بنیاد پر
عقد کا قصد کیا تاکہ شیعہ اوسکے تردید مین مشغول ہون اصل روایت کیطرف

التفات نکرین وہ مسلم ہو جائے اور عوام الناس کے اغوا اور تضلیل کا
آلہ ہاتھ لگے کہ دیکھو صاحب وقوع عقد کو مانتے ہین اوسپر بھی خلیفہ کو
مومن نہین جانتے اور انکے کفر و نفاق کے قایل ہین بھلا اگر خلیفہ دوم
مومن عارف کامل الایمان نہوتے تو جناب امیر علیہ السلام کلثوم کا نکاح
انکے ساتھ کسی حالت مین نہوتے دیتے جیسا کہ تقریر صاحب آیات
بینات سے ظاہر ہے بہرکیف اس شطرنجی چال سے مکر و تزویر کا جال
بچھایا اور اس قصہ کو وضع کیا کہ خواہی نخواہی لوگ انکے فریب مین
آجائین اور ہر ظلم و تشدد خلیفہ دوم نہین روایتون سے ثابت کرنے لگین
اور ہر قرابت کے غیر مفید ہونیمین اور نہیں اصل روایت مین چون و چرا نہو
مسلم ہو جائے ازینجاست کہ زیادہ چھیڑ چھاڑ اسکی نہ کی موقع پر چھیڑ کر خاموش
ہو گئے کہ جب پورے طور سے علما سے شیعہ اسکو تسلیم کرلین تب اسکی چھیڑ
نکالیجائے کیونکہ بخوبی جانتے تھے شیعہ جسقدر[1] مطاعن خلفا مین گفتگو کرتے ہین
اہلسنت ہی کی مستند کتابون سے اور اسی بنیاد پر اسمادہ مین بھی اہلسنت کے کتابون سے بحث کرینگے
اور عداوت خلیفہ دوم اور قرابت کے غیر موثر ہونیکو انہین کتب سے ثابت کرینگے پس روایت مسلم
ہو جائیگی چنانچہ یہ ودایع مستودعہ و وصایای محفوظہ زبیر بن بکار ناصبی رضاع
سے شروع ہوئی اور مولوی حیدر علی پر ختم ہوئی دیگر حضرات اب
انہین موضوعات پر زاد نغمۃً علی الطنبور کے مطابق بفحوائے ہر کہ آمد
عمارتے نو ساخت + مضامین جدیدہ اسپر اضافہ کرنے لگے مگر الحمد للہ کہ بفحوائے
لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا یہ تدبیر پر تزویر اونکے اہلحق پر کچھ موثر نہوئی

[1] منتہی یہ فضل بن روزبہان نے ابطال الباطل میں کیا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اسکا رد لکھا ہے اور اسکا نام زہق الباطل رکھا ہے اور اسکا رد شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے بھی کیا ہے اور اسکا نام مختصر الرد الوہابی رکھا ہے اور اسکا رد سید محمد بن رسول برزنجی نے بھی کیا ہے اور اسکا نام الرد علی الوہابی رکھا ہے اور اسکا رد علامہ فضل رسول بدایونی نے بھی کیا ہے اور اسکا نام سلطنۃ الوہابیہ رکھا ہے اور اسکا رد مولوی عبد الحی نے بھی کیا ہے اور اسکا نام الرد علی الوہابیہ رکھا ہے اور اسکا رد مولوی احمد رضا نے بھی کیا ہے اور اسکا نام حسام الحرمین رکھا ہے اور اسکا رد مولوی حسین احمد نے بھی کیا ہے اور اسکا نام الشہاب الثاقب رکھا ہے اور اسکا رد مولوی حامد حسین نے بھی کیا ہے اور اسکا نام استصحاب الاثنا عشری رکھا ہے (منہ)

انھونے اوسے عاقلانہ طریقہ انکار و تسلیم سے کام لیا گا ہے انکار کلی کیا
اور موضوعیت روایات ثابت کی جسکی تصدیق خود علمائے اہلسنت
کی زبانی ہمنے ثابت کی اور مابعد اسکے بھی بعض اقوال مذکور ہونگے
گا ہے بطور تسلیم و فرض محال اون مقاصد کو باطل کیا ہے جنکے لیئے
یہ موضوعات بنائے ازانجا کہ تحقیق کامل اسکے حصہ مین اس قاصر کے پڑے
وکم ترک الاول للاواخر حتے کہ بعض اکابر نے اس قاصر کے حق مین شعر پڑہا
انی وانکنت الاخیر زمانہ لات بالم تستطعہ الاوائل اسلئے کہ مشتی از خروارے کے
زبسیار یہی عجالہ میسری تصدیق کرتا ہی چونکہ نواب مہدیعلیخان بہادر نے آیات
بینات مین تمامتر ایسے ہی اقوال و روایات شیعہ کو جو بطور فرض و تسلیم
ہین ثبوت واقع ہین پیش کیا ہے اور عوام الناس کے کانون مین
پہونچ دیا کہ علمائے شیعہ کو تو اس نکاح سے اقرار ہے لہذا کچھ فعالش انکی
اونہین کے نداق مین ضرور ہے (افسوس کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر جلد مفقت
جہان اس بحث کی آیات بینات کی تردید کی ہے بکمال شرح و بسط
ان مطالب کو لکھا ہے اور بخوبی انکے ہر ہر ثبوت کی تردید کی ہے
دیکھئے پروردگار عالم کب وسکے چھپنے کا سامان کرتا ہے اللھم عجل
بحق محمد و آلہ الاطہار پس روی تخاطب میرا زیادہ تر انہین کیطرف ہمکر اور مریدون
اونکی سماعت اسکی کرین تو خیر ورنہ اونکے لیئے قول مولوی حیدر علی
کافی ہے جو سابقا مذکور ہوا باقی رہے نوابصاحب پس اونکے لیے
کلام جناب سید احمد خان بہادر بالقابہ کافی ہے جو اپنی تفسیر مین بیان کرتے ہین

ص ۱۴۵
تفسیر سید احمد مطبوعہ
علیگڈھ

ان سب سی زیادہ ایک اور امر ہے جسپر شارح مواقف اور صاحب
مواقف بلکہ اور کسی نے بھی غور نہین کیا اور وہ کلام غیر مقصود ہے
مثلاً ایک شخص یہ بات کہے کہ جب آفتاب مغرب سے نکلیگا یا اونٹ سوئی کے
ناکے مین سے نکلجاوے تب یہ امر واقع نہوگا اور مخاطب اوسکو یہ جواب دے
کہ آفتاب کے مغرب سی نکلنے اور اونٹ کے سوئی کے ناکے مین سے
نکلجانے پر بھی یہ امر واقع نہ ہوگا۔ اس کلام مین آفتاب کا مغرب سے
نکلنا اور اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے نکل جانا کلام مقصود نہین ہے
بلکہ عدم وقوع اس امر کا جسکے وقوع کا قایل مدعی تھا مقصود ہے اور
اس کلام سے تسلیم اوس بات کی کہ درحقیقت کبھی آفتاب مغرب سے
نکلیگا یا اونٹ سوئی کے ناکے مین سے نکلجاویگا لازم نہین آتی پس
دلیل نقلی مین اس بات کا علم ہی کہ وہ کلام غیر مقصود نہین ہے اشد ضرورات
مین سے ہے اور بغیر اسکی کوئی نقلی دلیل مفید یقین نہین ہوسکتی قرآن مجید
مین اس قسم کا کلام غیر مقصود نہایت کثرت سی ہے مشرکین و اہل کتاب کے
عندیہ مین بہت سی ایسی باتین سمائی ہوئی تہین جنکا دراصل کچھ وجود نہ تھا یا وجود
تھا مگر اسکی جو حقیقت کہ وہ سمجھے ہوئے تہے دراصل وہ نہ تھی وہ بات ظاہر مین دکھائی
دیتی تھی اور بطور غلط العام یا باعتبار مشاہدہ اوسکو وقعی سمجھے تہے حالانکہ حقیقت اور اصلیت
برخلاف اوسکی تہی اور قرآن مجید کو اوس سے بحث مقصود نہ تھی اسلئے اوسکو اوسیطرح بیان کیا
جسطرح مشرکین و اہل کتاب خیال کرتے تہے اور کبھی اسی پر بطور حجت الزامی کے کلام مقصود کیا
قایم کی اور کبھی بلحاظ مشاہدہ ظاہری کے اوسکو بیان کیا اور کلام مقصود سمجھا گیا پس کلام مقصود سو اسقدر کلام ہے

طولانی کے مطلب کو ان الفاظ سے بیان کرتے ہین و بساست کے علاء بعضے از
چیزہا را ہمراہ مقصود بالذات می آرند برائے مزید فواید جس سے معلوم ہوا کہ
کلام غیر مقصود سے استدلال درست نہین ہے بہر کیف چونکہ نہایت متانت و استحکام سے
اصل کتاب ذوالفقار حیدری مین انکی تقریرونکا جواب لکھ چکا ہون لہذا
یہان اسے کلام مختصر پر ایک اور متعلق اس جواب تسلیمی کے
باقی ہے اوسکو لکھکر اصل تحقیق پر رجوع کرتا ہون انشاء اللہ تعالے
ہان اس تقریر پر کہ مومنات کا عقد کفار کے ساتھ اور کافرہ کا عقد مومن
کے ساتھ پہلے بھی ہوا ہے خدا کے رسولون نے بھی کیا ہے اہلسنت
یہ عذر کرتے ہین کہ انبیاے سابقین نے یا آنحضرت نے جو اپنی بیٹیان کفار
سے بیاہین تو اوسوقت نکاح با مشرکین جایز تھا آیہ لا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا
یعنی مشرکین سے مت بیاہو جب تک ایمان نہ لائین اوسوقت تک
نازل نہین ہوا تھا پس فعل آنحضرت قبل از تحریم ہے اور فعل جناب امیر بعد از
تحریم پس کو یہ تقریر خارج از بحث ہے کیونکہ منشار بحث یہان اسیقدر ہے
کہ مطلق وقوع نکاح سے اتحاد و اتفاق و ایمان ثابت ہوتا ہے
یا نہین جسکو خود آیات قرآنی سے مینے ثابت کر دیا کہ نہین ہوتا مگر بہر کیف
پہلے جواب اسکا یہی ہے کہ خلیفہ دوم کا مشرک ہونا تصریحات صریحہ
علماے شیعہ سے ثابت کر لو تب یہ تقریر پیش کرو کیونکہ قرآن مین ممانعت
نکاح از مشرکین مذکور ہے نہ ممانعت نکاح از منافقین جو حسب شرع
حکم مسلم مین داخل ہین دوسرے عموماً جواز نکاح مومنات با مشرکین

بحث نکاح بعد از نزول آیہ تحریم
متعلق جواب تسلیمی

گو شرایع سابقہ مین ہو بنا بر اصول خود اہلسنت غیر ثابت ہو اسلئے کہ حضرت
لوط کے اوس کلام مین جو کفار سے کہا یہ میری بیٹیان پاکزہ ہین تمہارے
لیے اہلسنت بھی تاویل کرتے ہین کہ مقصود حضرت لوط یہ تھا
کہ بشرط قبول اسلام عقد کر لو جس سے معلوم ہوا کہ عموماً
کفار کے ساتھ نکاح نہین جایز تھا تلمیح ہمنے مانا کہ عموماً نکاح اوسوقت کفار کے ساتھ جایز نہا اور بنا برادی
جواز کے نکاح حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم عتبہ و عتیبہ و ابو العاص
کے ساتھ ہوا مگر بعد تحریم بھی تو باوصف تفریق اسلام حضرت رسول دونون
کو جدا نہ کر سکے جیسا کہ تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفتہ
الصحابہ مین ابن حجر عسقلانی نے ام المومنین بی بی عایشہ سے ناقل ہین
کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینب اور ابو العاص کے
مگر رسول خدا اوسپر قادر نہوے کہ دونون مین جدائی کر دین کیونکہ وہ حضرت
مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام نہ کر سکتے تب پس جب رسول مقبول کا اینمہ قوت و شوکت
کہ خود شکر اسلام نے اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور حضرت نے رہا بھی
فرمایا مگر اس تفریق پر قادر نہوے (جیسا کہ خوف قوم بی بی عایشے
جو حضرت کے وقت وفات تک قریب العہد بکفر و جاہلیت تھے
کسیطرح آنحضرت تعمیر خانہ کعبہ پر قادر نہوے خواہ وہ تفریق و تعمیر
رسول پر واجب ہو یا مستحب تو جناب امیر نے اگر ایسی مجبوری بلکہ
اس سے بمدارج زاید مجبوری کے عالم مین بفرض محال یہہ نکاح کر دیا

لاحظہ ہو ۱۲

جواوس حکم کا تنکحوا المشرکین مین بھی داخل نہین ہے اور جواز مین اوسکے
خصوصًا درحالیکہ جناب امیر علیہ السلام کیطرف اسکی نسبت ہو اور
کسیکو کوئی عذر بھی نہین ہے تو کیونکر محلّ طعن و تشنیع ہو سکتا ہے
خصوصًا جبکہ باتفاق فریقین ثابت ہے کہ بہت سے امور محرمات
عالم اضطرار و مجبوری مین حلال و مباح ہو جاتے ہین جیساکہ
فعل رسول مین بھی مشاہدہ ہوا اور جناب امیر علیہ السلام کی مجبوری
و ناچاری کا حالت حصول خلافت و فرمانروائی مین بھی خود شاہ صاحب
کو اقرار ہے چہ جاے ایام حکمرانی الفاظ اغلاط حضرت خلیفہ دوم
جنکے تشددات خصوصًا بہ نسبت خانوادہ رسالت طشت از بام
ہین اور حضرت لوط کے بارہ مین تو خود فرانسی ظاہر ہے کہ باوصفیکہ
حضرت لوط نے قوت و طاقت جبرئیل امین کو ملاحظہ کیا تھا اوسپر
بھی تسلط و غلبہ کفار سے اس قلق و اضطراب مین تھے اوادی
الی ارکشدالیکہا اور اوسی عالم قلق مین کفار سے فرمایا کہ یہہ میری بیٹیان
پاکیزہ ہین اگر ہو کرنیوالے جسکی بہ نسبت امام فخر رازی کہتے ہین
اپنی بیٹیون کو فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت سے
نہایت بعید ہے چہ جائیکہ اکابر انبیاء سے یہہ امر سرزد ہو تا چنانچہ
امام صاحب نے اسی وجہ سے اون دختران حضرت لوط کو فرزندیت
حضرت لوط سے نکالکر امت کی بیٹیان قرار دین اور یہہ بھی نہ خیال
کیا کہ انچہ بر خود نپسندی بہ دیگرے مپسند کے خلاف انبیاے کرام

کیونکر کرسکتے ہین جنکے بعثت بالخصوص بتعلیم مکارم اخلاق کے لیئے
ہوئی اور اوسکی بدولت ایذاے امت لئام سہنا شب و روز حفاے
کفار مین مبتلا رہنا اونکی شان سے ہے مگر علامہ ابی سعود نے اس عرض
دختران کو فجار و کفار پر کرم حضرت لوط مین شمار کیا ہے کہ مہمان کے
بچاو کے لیئے ازراہ غایت کرم یہہ فرمایا حالانکہ وہ سب بسبب نفر
و فسق و خباثت و عدم کفاءت کے باوصف استدعا نہ لائق عقد تھے
نہ حضرت لوط انسے نکاح کرنا قبول فرماتے تھے بہرکیف یہہ جواب
اجمالی بطور فرض و تسلیم وقوع عقد ہے کہ شیعیان اہلبیت اس
حالت مین بھی چیرہ دست ہین اور اہلسنت کے الزامون سے پاک و
صاف ورنہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عند التحقیق یہہ قصے تمامتر غلط و بے
بنیاد محض افترا و بہتان ہین اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ درصورت تسلیم
وقوع عقد بنابر اصول اہلسنت کیا کیا خرابیان لازم آتی ہین اور اونکا
دفعیہ ہوسکتا ہے یا نہین خرابیان تو بہت ہین دفعیہ کی کوئی صورت
نہین کیونکہ اونپر دو طرح کی خرابیان لازم آتی ہین ایک وہ جو خاص
خلیفہ دوم اور صحابہ مقبولین اہلسنت پر وارد ہوتی ہین دوسری وہ جو بنابر اصول
اہلسنت جناب امیر اور سایر بنی ہاشم پر عاید ہوتی ہین چنانچہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ
بیان کرتا ہون فصل اول یعنی وہ خرابیان جو بنابر اصول اہلسنت خلیفہ دوم و صحابہ
پر عاید ہوتھین پس کہنی چاہیئے یہ کہ اگر اس عقد کو مانین تو ضرور ہے اہلسنت اسکے
قایل ہون کہ خلیفہ دوم نے دیدہ و دانستہ بالقصد ایذا و حق تلفی رسول کا ارتکاب کیا کیونکہ

فصل اول در خرابیات لازمہ بر صورت تسلیم عقد بنابر اصول اہلسنت

محصل عبارت کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری) جب عمر نے ام کلثوم
دختر ابو بکر سے عقد کرنا چاہا عائشہ کو پیغام دیا ام کلثوم بنت ابو بکر نے
انکار کیا کہا مجھکو ایسے شخص کی حاجت نہین جو خشن العیش ہے عورتون پر
شدت کرتا ہے مگر بی بی عائشہ بہت گھبرائین یہانتک متردد ہوئین کہ عمرو عاص حیلہ ورسے
ملتجی ہوئین کہ کوئی ایسی تدبیر نکالو جس سے یہ بلا ٹلے تو عمرو عاص نے کہا مین تمہاری کفایت کرونگا
بعد اسکے جاکر عمر سے کہا ہم نے تمہارے ایک ایسے خبر دی ہے کہ مین تمکو وہی خدا کی پناہ مین دیتا ہون
عمر نے متحیر ہوکر پوچھا وہ کیا ہے عمرو عاص نے کہا کہ مینے سنا ہے تم ابو بکر
کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو عمر نے برافروختہ ہوکر کہا پھر اسمین
مضائقہ کیا ہے مجھ مین عیب ہے یا اوسمین عمرو عاص نے کہا کہ عیب نہین ہے
مگر بات یہ ہے کہ ام کلثوم دختر ابو بکر بجمال رفق ولینت عائشہ کی صحبت مین پلی ہے
درشدت وخشونت تمہاری اسدرجہ ہے کہ ہم لوگ خوف کھاتے ہین اور تمہارے کسی غلبہ
کو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس سے کوئی قصور تمہارے
خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھ تنبیہ وتادیب کی تو اوس سے حق تلفی وایجھائے
حق برابو بکر لازم آویگی عمر فوراً متنبہ ہوکر باز آیا بلکہ یہانتک پریشان ہوئے
کہ عمرو عاص سے کہا پھر عائشہ سے کیا کیا جاے کہ مین اون سے
سبکدوش ہوجاؤن عمرو عاص نے کہا کہ مین بندوبست کرلونگا انتہی پس اگر ام کلثوم بنت
جناب سیدہ علیہا السلام سے خلیفہ نے عقد کیا تو حق تلفی وحقارت رسول بھی وغیرہ لازم
ہوئی بلکہ صورت اولی سے کہین زیادہ حق تلفی وایذاے رسول مین مبتلا
ٹھہرے کیونکہ ایک تو تفاوت سنّے کے سبب سے صحبت ناجنس کا سابقہ ہے

ام المومنین نے لمین فرق فرق فرق غلیظ
وکن تحتہا مالک فما قدران یرد
عن خلق من اخلاقک فلعین بہا
ان خالفتک فی شیٔ فسطوت
نغیر یا یحیی علیک فقال فلست لہ
وقد کلمتہا قال انا لک بہا وذلک
علی غیر سنہا ام کلثوم بنت علی ابن
تعلق فہا بسبب من سہل اللہ
وخطبہا الیہ فقال یغلبن یا بنیہ
فاتہ قال یغلبن یا ابتہ ویضعن خرہ
ویدخل عابسا ویخرج عابسا اسی
کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری مطبوعہ
اس کلام سے صاف معلوم ہوتا
ہے کہ خلیفہ نے برافروختہ ہوکر یہ جواب
دیا جس کا ان غالب ہوتا ہے کہ
اسکے اول کا اور اوسکے اخلاق خلیفہ
کی کراہت ہوجس سے برافروختہ ہوا ہو
یہ کہنا قال تال ہے بلا بعد اسکا
اسکا علم ہوگا ۱۲

جسکو صحبت ناجنس عذابست الیم کہتے ہین دوسرے یہ عمر وہی ہین
کہ جنہونے والدہ ماجدہ جناب ام کلثوم سیدہ نسار العالمین پر کیا کیا ظلم
وستم کئے جنکو حضرت ام کلثوم نے اپنے نانا رسولخدا صکی وقت وفات
سے اوسوقت تک بچشم خود دیکھا مثل قسم عمر بنجانہ سوزی اور اگ لگادی
لیجانے گھر جلانے کے لئے لاقل یہ تو یقینی ہے کہ حضرت ام کلثوم یقینا
جانتی تہین کہ جناب سیدہ شخنین سے ناراض تشریف لیگئین اور اسیوجہ سے
جنازہ پر اوس معصومہ کے نہ آنے پائی تیسرے کمسنی ایسی جس سے
صدور بواعث منازعت ومخاصمت گویا لوازم سے ہے خصوصًا اوس
کمسن لڑکی سے جو بکمال ناز ونعم پرورش پائی ہو جسکا نمونہ طانچہ مارنیوالی
روایت سے ظاہر ہے چوتھے غیر کفو غیر قبیلہ کی ایک بدہی بدخو
بدخلق سے سابقہ ہے کہ بہرطور اسباب رنج وکدورت موجود ہین جس سے
پیدا ہونا بواعث مذکورہ کا ضروری ہے لاقل حسبطرحکی وہمی حق تلفی
عقد دختر ابوبکر مین ممکن الوقوع تھی اوس سے تو بمدارج بڑہ کر یہان
یقینی الوقوع ہے وہان اگر حق تلفی ابوبکر صرف تھی تو یہان حق تلفی
وایذاے رسول وبضعۃ الرسول دونو ہی بلکہ جناب امیرؑ اور حسنینؑ اور
سایر اہلبیت کی ایذا رسانی ہی تو اب حق تلفی ابوبکر کا لحاظ کرنا اور حق
رسول واہلبیت کا بالکل لحاظ نکرنا جس درجہ کی خرابی ہے اوسکو ہر
ہی خوب جانتا ہے پس اگر اقرار بوقوع عقد کیا جاے تو اوسکے ساتھ
اسکا بھی اقرار کرنا ضروری ہوگا کہ عمر نے دیدہ ودانستہ رسول کا خیال

ترک کیا اور اونکے حقوق کا اونتا بھی لحاظ نہ کیا جتنا ابوبکر کے حقوق کا
لحاظ کیا بلکہ وہان اگر حق تلفی ابوبکر لازم آتی تھی تو بلا قصد اور یہان حق
رسول کا ارتکاب بالقصد دیدہ و دانستہ ہوتا ہے پس نہ معلوم ایسے
شخص کو اہلسنت کیونکر مسلمان و مومن کہ سکتی ہین حالانکہ خود صحیح
بخاری مین ہے کہ فرمایا انحضرتؐ نے کبھی کوی مومن نہین ہوسکتا جبتک
ہماری محبت اوسکے دلمین باپ بیٹی تمام آدمیون سے زیادہ نہو اور
اہلبیت طاہرین کے بارہمین جو کچھہ وصیت فرملگئے محتاج شرح نہین
حتے کہ خود علماے اہلسنت نے تصریح کی اگر علوی را علویک گوید کافر گردد
وایذا عام است سوا رکان اورا کشد فرزند و بدگوید بجدیکہ اگر از مجلس برخیزد
وجامہ بیفشاند چنانکہ خاک باہل مجلس رسد ایذا بود و نیز اگر فرزند و یا غلام
و متعلق اورا ازار و ازار ابود و نیز روے ترش کردن آزار است و ایذاے
اہلبیت ایذاء رسول است بتصریح نص و سوالحدیث الاول فی الکشاف
و شرف النبوۃ رواہ علی حرمت الجنۃ علی من ظلم اہلبیتی واذانی فی عترتی ثم قال
و در ایذاء علویہ ایذاء رسول است صلی اللہ علیہ وسلم و درین بیان احادیث
کثیر است بسبب اختصار مذکور نشد انتہی (مناقب السادات ملک العلماء
دولت آبادی) پس ہم نہین سمجھتے کہ بغیر انکار وقوع عقد اہلسنت کیونکر
اپنے خلیفہ دوم کو اس الزام سے بری کر سکتے ہین کہ ابوبکر کے حقوق
کو برابر بھی فوق رسول کا خیال نہ کیا جس سے اصل ایمان خلیفہ دوم وغیرہ
رخصت ہوتا ہے حالانکہ بالخصوص اس مادہ مین نص صریح صحیح بخاری مین

صحیح بخاری ص ۵

ص ۳ در فضائل مناقب السادات

موجود ہے کہ جناب رسالت مآب نے استدعا ے اولاد ہشام پر دوبارہ عقد
جناب امیرؑ ناراضی ظاہر فرمائی اور سوت ہونیکو موجب ایذاے معصومہ
مظلومہ فرمایا جو موجب ایذاے خدا و رسول ہے دوسرے خرابی
یہ ہے کہ یہی کل الزام عمرو عاص پر بھی عاید ہوتے ہین جسنے عمر کو حق
تلفی ابوبکر کا خیال دلاکے ام کلثوم دختر ابوبکر سے عقد کرنے کو روکا اور
ام کلثوم بنت جناب امیرؑ سے عقد کرنے کی راے دی حالانکہ یہ عمرو
عاص وہ ہین کہ معاذاللہ جناب رسالت مآب صلعم اللھم صل علے عمر و بن العاص
سے فرمایا بلکہ خلفاے ثلثہ و کل صحابہ پر آنحضرت نے معاذاللہ اسے
تفضیل دیا کہ فرمایا ہر شخص اسلام لایا عمرو عاص ایمان لایا (کما فی ص ۱۲۱ سماالرجال
للشیخ عبدالحق) از ینجاست کہ یہ شخص تیسرا سرحدار اہلسنت والجماعت ہے
جیساکہ تکمیل الایمان مین ہے تیسرے خرابی یہ ہے کہ یہی کل الزام بعینہ اور
اوسکے ساتھہ خرید عداوت باجناب امیرؑ اکثر صحابہ پر عاید ہوتے ہین
کیونکہ جب جناب امیرؑ نے عذر صغر سنی کیا تھا تو عمر باز آئے پھر
لوگون نے بہکایا کہ علی نے تمکو ذلیل جانا اسوجہ سے عقد کرنا تمہارے
ساتھہ منظور نہ کیا کہ پھر خلیفہ کا اصرار بڑہا حالانکہ اہلسنت کو ازالۃ الخفین ص ۹۲۵
رفع عداوت صحابہ و خلفامین باجناب امیر علیہ السلام جو کد و کاوش
ہے معلوم ہے چوتھے خرابی یہ ہے کہ اگر عمر نے ایسا قصد کیا اور
عقد ہوا تو لازم آتا ہے کہ انہونے احکام خدا و رسول کو باطل کر دیا کیونکہ
بخوبی انکے بیان ثابت ہے کہ بنی ہاشم کا کفو و مہسر غیر بنی ہاشم نہین ہوسکتا ص ۱۷۰ صواعق محرقہ

پس انہونے ابطال احکام خدا و رسول کیا بلکہ خود اپنے مذہب کے
بھی خلاف کیا کیونکہ صاحبان حسب و نسب مین کفو کا خیال انکے
نزدیک ضروری تھا حتنے کہ مہاجرہ سے غیر مہاجر کے عقد کو منع کیا بلکہ
عربیہ سے غلام آزاد کردہ کے نکاح کرنے کی بھی ممانعت کی چنانچہ
یہ مین خیالات اہلسنت قایل ہوئے کہ نکاح معتزلہ اور شافعیہ کے ساتھ
حرام ہے جیسا کہ جامع الرموز شمس الدین قہستانی مین ہے **پانچوین**
خرابی یہ ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے عذر تقرری نسبت
بہ فرزند جعفر پیش کیا و سپہ بھی خلیفہ نے اصرار کیا تو مخالفت اوس
حکم نبوی کی لازم آتی ہے جو حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی برادر
مسلمان کسی سے خواستگاری کرے تو پھر دوسرا خواستگاری
نہ کرے الخ چہ جائیکہ اسپر اصرار کیا جائے اور تشدد عمل مین لایا
جاوے **چھٹین** خرابی یہہ ہے کہ جناب امیر نے چند عذر کیے
ایک کسنی دوسرے تقرری نسبت بفرزند جعفر تیسرے مشورہ لینا
چوتھے اذن لینا امراء سے مگر خلیفہ نے قبول نہ کیا بلکہ اسدرجہ
جبر و اصرار کیا کہ جناب امیر نے گاہے عقیل و گاہے حسنین علیہم السلام
سے مشورہ کیا سب مانع ہوئے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ
کسیطرح جناب امیر اسکو گوارا نہ فرماتے تھے خلیفہ دوم کے تشدد و جبر نے
ایسا مجبور کیا کہ خرد و بزرگ سے مشورہ لیا **ساتوین** خرابی یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے
جب نہایت اصرار و مبالغہ کیا اور حضرت نے اپنے اعزا و اقارب سے مشورہ لیا اونکی بھی رائے نہوئی تو خلیفہ

صف ۱۱۰ ازالۃ الخفا

حسن بن صالح معتزلہ و شافعیہ باصل ازالہ

۱ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۶۲

۲ صحیح مسلم باب تحریم الخطبۃ علی خطبۃ اخیہ ۱۲

۳ ایضاً باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ ۱۲

۴ مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۲۰ مصری

دوم نے جبر مین تشدد شروع کیا یہانتک تشدد کیا کہ حضرت
عباس علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ اب
نکاح کر دینا مناسب ہے کہ مجھے عمر سے ایک کلام پہنچا ہے
یعنی کلام متضمن تخویف و تہدید ہے اسپر بھی حضرت راضی نہ ہوے تو حضرت
عباس علیہ السلام نے سمجھا بوجھا کر خود نکاح کر دیا پس اس سے سراسر ظلم و تشدد
خلیفہ دوم ثابت ہوا بلکہ خروج اونکا اسلام و ایمان سے کیونکہ یہ کہنا
حضرت عباس عم اشرف الناس کا فقد بلغنی عنه کلام صاف
دلالت کرتا ہے اسپر کہ خلیفہ کیطرف سے کوئی سخت دھمکی دیگئی نہایت
درجہ کی تخویف و تہدید عمل مین آئے حالانکہ عموم ناس کے لیئے
بھی ایسی دھمکی جائز نہین چہ جائیکہ بہ نسبت اہلبیت طاہرین ہو چنانچہ
سابقا کلام ملک العلماء دولت آبادی مذکور ہوا اور اوسنین کے مناقب
السادات کے باب دہم مین ہے و نیز روے ترش کردن آزار ست
زیرا کہ چون عباس بر انصار آمد انشان روے ترش کردند مصطفے
را غضب شد و گفت بنا شد ایمان کسے را کہ عم مرا آزار دتا بحدیکہ
ہر کہ پیالہ خورد در مجلس در آید کہ مردمان آزردہ شوند
آزار باشد بلکہ خود صحیح بخاریمین ہے اسلام وہ ہے جس سے لوگ
سلامتی پائین اور اکثر احادیث مین تخویف و تحذیر عامہ مسلمان سے
ممانعت صریح وارد ہے پس جب اس وقوع عقد سے کفر و ظلم خلیفہ
دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و اتفاق جسکے اثبات کے لئے وہ روایت

فقال العباس بلغني عنه كلام

کلام ابن عباس

مناقب السادات باب دہم

بنائی گئی تو اب کیا ضرور ہے کہ ایسے موضوعات سے خدا اور رسول کے
ایذا دہی کیجائے اور کوئی کام بھی نہ نکلے بلکہ بعوض نفع نقصان
حاصل ہوا **آٹھویں** خرابی یہہ ہے کہ خلیفہ دوم نے معاذ اللہ جناب امیرؑ
کی تکذیب کی اور حضرت کے عذر و نکو نعوذ تصور کیا یہانتک مجبور کیا
کہ ہمارے پاس بھیجدو دیکھین کم سن ہین یا نہین اور جب بھیجدی گئین
تو عمر نے کہلا بھیجا کہ ہرگز یہ کم سن نہین ہین جیسا کہ تم بیان کرتے ہو کما فی ازالۃ
الغین حالانکہ تکذیب جناب امیر علیہ السلام وہ خرابی ہے کہ بدولت
اسکے صحیح مسلم کے روایت بنص فاضل رشید و قاضی عیاض و مازری غلط
و باطل کردی گئی کما سیجیئ انشاء اللہ مگر اعجب امور سے یہہ ہے کہ اہلسنت کے
یہان باپ کا قول و فعل اپنی اولاد کے بارہ مین اور اوسکے مصالح مین
زیادہ معتبر ہے حتے کہ معاویہ غادیہ کو الزام ولیعہدی یزید پلید سے
جس سے وہ افعال سرزد ہوے کہ مستحق لعنت ابدی قرار پایا اسی تقریر سے
بچاتے ہین مگر ان اہلسنت کے امام خلیفہ دوم جناب امیرؑ کے بارہ مین اس
کلیہ کو بھی مسلم نہین رہنے دیتے جو اس جبر شدید کے مرتکب ہوے سر
عجب ہے **نوین** خرابی یہ ہے (اللھم اغفر لنا ذنوبنا و ثبت اقدامنا
علی الحق وانصرنا علی القوم الظالمین ہم نہایت مجبوری سے اس دفعہ تو بیان کرتے
ہین جس سے قلب و جگر مین رعشہ ہی) کہ جب جناب امیرؑ نے حسب الحکم خلیفہ حضرت ام کلثوم کو
بھیجا تو عمر نے بازو تھانبا چادر کھینچی بوسہ لیا سینہ سے چمٹایا ساق پا کھولا اسپر حضرت
ام کلثوم کو بہت غصہ آیا اور کہا تو خلیفہ نہوتا تو مین تیرے ناک توڑ دیتی اور آنکھین پھوڑ دیتی

مجھکو میرے گھر بھیجدے اور سپہ عمر نے حضرت کو بھیجدیا رد اسنے خود اونھیکے
گھر چلی گئین (یہہ مضمون بہت سی روایتون مین اہلسنت کے مذکور ہے
چنانچہ استیعاب و اصابہ سے خود مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین
ناقل ہین جسکو بڑے بسط سے ممنے جلد ہفتم ذوالفقار حیدر مین لکھا ہے)
ان روایات سے جو جو خرابیان خلیفہ دوم پر لازم آتی ہین اگر شیعہ
بیان کرین تو اہلسنت پر نہایت ہی گران گذریگا لہذا ہم اونھین کے
ایک بڑے عالم محقق کا قول بیان کرتے ہین یعنی علامہ سبط ابن جوزی
کہ وہ ان روایات واہیہ کو اپنے تئین کرہ خواص الامۃ مین اپنے جد امجد
کی کتاب منتظم سے بالاجمال نقل کرکے بقسم شرعی فرماتے ہین قلت
وھذا اقبح واللہ لو کانت امۃ الخ واللہ یہ امر نہایت ہی قبیح ہے کیونکہ لونڈیونکی نسبت
بھی خلیفہ دوم ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھہ
اسلیئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا باجماع تمامی مسلمانان حرام ہے
پس کیونکر اسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہے طرف خلیفہ دوم کے
انتہے علامہ مذکور ان روایات مس و کشف ساق پا وغیرہ کو بلا جرح و
قدح رواۃ صرف اسیے خیال سے کہ ایسا امر عظیم کیونکر ہوگا غلط بتاتے ہین
اور کہتے ہین کہ صحیح اسیقدر ہے کہ جب ام کلثوم عمر کے پاس تشریف
لاتین تو عمر نے بھر نظر گھورا اور سپہ حضرت ام کلثوم کو نہایت غصہ آیا
اور باپ سے جاکر شکایت کی کہ لقد ارسلتنی الی شیخ سوء یعنے تمنے
ہمکو ایک بڈھے خبیث کے پاس بھیجا انتہے قابل غور ہے کہ جسکو

نہایت درجہ بیان سمجھا ہے اوسکی کیا کیفیت ہے ایا کسی بھلے آدمی
سے یہہ افعال ہوسکتے ہین کیون صاحبو نظر بر نامحرم کسکے نزدیک جایز ہے
مولوی حیدر علی بھی باوصیفکہ مجاہدہ و مکابرہ پر جیسے کمر ہمت چست
باندہے ہے ہتے ہین ظاہر ہے روایت کشف ساق یعنی پنڈلی کھولنے مین
کچھہ ایسے دست پاچہ ہوے کہ باوصف تاویلات بیشمار آخر اسکے
قباحت و فسادات پر متنبہ ہوکر اسکے قایل ہوے کہ یہہ عبارت الحاقی ہے
یعنی لوگون نے بڑہا دیا بلکہ معاذاللہ شیعون پر اسکا الزام لگایا کہ
کشف راضیمہ[1] روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت را بمنقصت
بدل کنند خیر اسکا بدلہ تو اونکو خدا دیگا جو شیعون پر تہمت کی حالانکہ
خود بدولت اصابہ سے اس روایت کے ناقل ہین جسکی تعریف
مین یہ الفاظ فرمائے بلکہ انچہ در آن مستطاب یعنی اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
ابن حجر عسقلانی در بارہ مایہ النزاع مرقوم ست بلا اختلاف نسخ
و بے کم و کاست بگوش اصغا باید شنید جس سے معلوم ہوا کہ عبارت
اصابہ جسمین روایت کشف ساق مرقوم ہے بلا اختلاف نسخ و بے
کم و کاست ہے پھر شیعون پر یہہ افترا کہ اُنھونے اس لفظ کو اضافہ کردیا کیونکر
راست ہوگا بلکہ اوسی ورق کے پہلے صفحہ مین مضمون کشف ساق
و تقبیل یعنے بوسلینے کو استیعاب سے بھی نقل کیا ہے مگر یہہ بات اس سے
بخوبی ظاہر ہوتی کہ کشف ساق کا مضمون ایسی خرابیون سے مملو ہے
جسکی کیا اصلاح سنین ہوسکتی نہ کوئی تاویل اوسمین چل سکتی ہے سوا اسکے

[1] ازالۃ الخفاء ص ۹۲

ص ۹۲۶ ازالۃ الخفاء

الحاق شیعہ کے قابل ہون جیسا کہ دربارۂ قصہ فدک و قرطاس کہ بحسب افادۂ شاہ صاحب
و مولوی حیدر علیصاحب مبطل مذہب اہلسنت ہی یہی ترکیب نکالی بہرکیف بقول سبط
بن جوزی و مولوی حیدر علی یہ روایات غلط ٹھہری فرق یہ ہی کہ سبط ابن جوزی نے ان
روایات کی قباحت پر متنبہ ہوکر اوسکو خود غلط کردیا اور اپنے ہی راویون پر اسکی
وضع و افترا کا بار رکھا اور مولویصاحب نے بھی اس روایت کو غلط کیا مگر اوسکے ساتھ
شیعون پر بھی ایک تہمت دہردی خیر ان ہم بالائے علم و سوین خرابی یہ ہی کہ یہ کل
افعال خلاف انسانیت خلیفہ صاحب سے سرزد ہوئی اور صحابہ رسول بیٹھے دیکھا کیے
نہ اونہون نے اسکی حرمت بیان کی نہ رسول کی حق تلفی کا خیال دلایا ایک عالم اہلسنت
کا بیان ہی کہ خلیفہ ثانی نے مہاجرین اولین سے فرمائش کی کہ (عیاذاً باللہ) جماع
کرادو اوسکے بعد معذرت کرتا ہی کہ حرمت اس مسئلہ کی نہ خلیفہ دوم کو معلوم تہی
نہ دیگر صحابہ کو جو اس فرمائش پر اعتراض کرتے (سیرۂ حلبیہ) ان روایات کی تحریر سے
جو خون کو جوش ہوتا ہی منتقم حقیقی کو حوالہ کرتی ہین لیکن یہانسے معلوم ہوا کہ ان اہلسنت کے
نزدیک خلفا و صحابہ بہایم و حیوانات سے تھے نہ از قسم انسان کیونکہ بجز نامردگان کے
کوی فرد بشر ایسا نہوگا جسے اسکی حرمت نہ معلوم ہو بہرحال ہمنے نہایت اختصار کے
ساتھ قسم اول کی بعض خرابیونکو اہلسنت کی روایات سے منتخب کرکے یہان لکھا تفصیل
ان کل امور کی صل کتاب ذوالفقار حیدر پر محول ہی باقی رہین خرابیان قسم دوم کی
یعنی وہ الزام جو بنا بر اصول اہلسنت جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرین پر وارد ہوتے ہین
پس پہلی خرابی یہ ہی کہ ہرگاہ خلیفہ دوم (عیاذاً باللہ) باانہمہ فضیلت مظہرہ اہلسنت
لایق تزویج و مناکحت تہی تو جناب امیرؑ نے انکار کیون فرمایا اسدرجہ عذرات

ہی آدمی
یک جاسے
یز
حیت
کہونگی
ین
اسکے
ت
ہے
الحاقی
ہے
لگایا کہ
بنفصت
حالانکہ
تعریف
فرقہ الصحا
نسخ
کہ عبارات
دیے
دیا کیونکہ
ساتھ
اس نے
ہے
ہوا
سلے
سوا

۱۲
فی الالزام علی ان سیرۃ
رات تزویج ام کلثوم و نیت
علی بن ابیطالب ج ۲ ان علیہ
الہما جرین الاولین فقال لہم قولوا
الزواج بالاجماع فقالوا لہ اذا یا امیر المؤمنین
قال زوجتہا ام کلثوم من
با کلام و لعل الذی
اصحابی تجیئ
سیرۃ حلبیہ ص ۲۶۳ ج ۳
سیرۃ حلبیہ ص ۲۶۳ ج ۳

خرابیان قسم دوم متعلق بجناب امیر
و اہلبیت طاہرین بنا بر اصول اہلسنت

کیون پیش کئے اور باانہمہ عدالت خلیفہ دوم جناب امیرؑ کو بعد انکار ایسا تردد و
انتشار کیون پیدا ہوا کہ گاہے حسنینؑ سے مشورہ لیا گاہے حضرت عباسؓ اور عقیل سے
جسپر سب نے اپنی ناراضی و نارضامندی ظاہر کی پھر بعد مشورہ کے خلاف رائے جمہور
عقد کیون کر دیا دوسری خرابی یہ ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام اور حضرت
عقیل جو انساب قریش و عرب سے نہایت درجہ واقف تھے کیون اس عقد سے مانع
ہوی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک عمر لائق مناکحت نہ تھی تو جناب امیرؑ کے
نزدیک کیونکر لائق ہوی اور اگر اہلسنت کو اوس روایت کا خیال ہو کہ جیسا
جناب امام حسنؑ نے ابوبکر کو منبر رسول سے اوترنے کا حکم دیا، امام حسین علیہ السلام
نے عمر کو منبر رسول سے اوترنیکا ارشاد کیا اور حسنینؑ نے شہادت بر عدالت
خلیفہ دوم مین سکوت کیا تھا تو اس زمانہ مین عذر صغر سنی کا بھی موقع نہین ہے
کیونکہ اب وہ حضرت جوان تھے بلکہ اس لایق کہ جناب امیرؑ اون سے
استشارہ فرماوین اور اونکو امیر قرار دین تیسرے خرابی یہ ہے کہ جو اختیارات
قانون عقل و شرع سے عورتونکو ملے ہین وہ اختیارات یہان جناب امیرؑ
نے حضرت ام کلثوم سے کیون سلب کئے یعنی اذن لینا کیونکہ کسی روایت سے
اہلسنت کے یہ نہین ثابت ہوتا کہ حضرت ام کلثوم سے اجازت لیگئی ہو
حالانکہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے جو بوقت خطبہ چار سالہ تھے اجازت
لیگئی جسپر اونسے انکار کیا اور کہا کہ اگر ایسا ہوا تو قبر رسول سے فریاد
کرونگی جسپر بی بی عایشہ عمرو عاص سے خواہان حیلہ ہوئین پس
جناب ام کلثوم علیہا السلام سے اذن نہ لینا جو یقینًا ام کلثوم بنت

---

۱ عن الحسن بن علی بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابیطالب قال
اتیت علیا عند عمر بن الخطاب وہو
علی المنبر فوصعت الیہ فقلت لہ
انزل عن منبر ابی واذہب الی منبر
ابیک فقال عمر لم یکن لابی منبر واخذ بیدی
فاجلسنی معہ فجعلت اقلب یدہ
فلما نزل انطلق بی الی منزلہ فقال
من علمک فقلت واللہ ما علمنی احد
ازالۃ الخفا مقصد ۲ صفحہ ۱۰

۲ ازالۃ الخفا مقصد ۲ صفحہ ۱۵۱

۳ شاید حسنین سے مراد حسن و ابن عباس کر
جناب امیر سے مشورہ کرنا ثابت ہوتا ہے
اعتبار نہین

ابو بکر سے بری تھین مطلب خلاف عقل ہے پھر جائیگا برعکس اذن
نا رضامندی اونکی اون شکایات سے جو اپنے باپ سے بسبب
عمر بیان کین ظاہر ہوتی ہے بلکہ بروایات صاحب صواعق محرقہ کہ
جناب امیر نے حسین ع سے فرمایا عمر سے انکا عقد کردو حسین علیہا سلام
نے عرض کیا اونہنے از زنان ست از جہت خود ہر کس کہ خواہد اختیار
کند انگاہ علے غضب فرمود از پیش حسین علیہ السلام
برخاست حسن علیہ السلام چون غضب پدر را ملاحظہ نمود دامنش
بگرفت و بگفت اے پدر ما را طاقت ہجران تو نیست انچہ فرمائی بر آن
عمل نمایم انگاہ عقد تزویج بوقوع آمد معلوم ہوا کہ جناب امیر ع نے حضرت
ام کلثوم سے اسدرجہ اختیارات مقررہ عقل و شرع کو سلب کئے کہ اجازت
لینا کیسا اونکے بھائی جناب امام حسین ع نے جو اپنی خواہر کو اختیارات
کو ظاہر کئے اوسپر جناب امیر ع ایسا غضبناک ہوے کہ اون فرزندان
رسول کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا واہ ام کلثوم بنت ابو بکر تو باوصف
چار سالگی کے اس عقد عمر پر قبر رسول سے فریاد کرینگی عایشہ کو دھمکی دی
اور حضرت ام کلثوم ایسی مجبور ہو جائین کہ نہ اونسے اذن لیا جاوے
نہ اجازت طلب ہو نہ شکایت کی سماعت ہو نہ اونکی فریاد و زاری کا
خیال ہو اکہ نواسی جناب رسول خدا تھین اور یون جبرا عقد کردیا جاے
سبحان اللہ کہان تو خود جناب امیر ع کو اسدرجہ استکراہ تھا کہ بیٹے
انکار کی کیا پھر چند عذر کیے بعد اوسکے اپنے بزرگون سے مشورہ

ترجمہ صواعق محرقہ
صفحہ ۱۵۹

کیا بعد اسکے خردون سے صلاح لی کہ بالاتفاق انہون نے بہ نہار خاموشی
ظاہر کی اب کہانسے ایسی رضامندی ہوگئی کہ سب کے برخلاف
بلا اذن بلکہ خلاف مرضی اوس سیدہ پاک کے عقد کر دینے پر طیار
ہوگئے وہ بھی اس جبر شدید کے ساتھ جو سراسر خلاف عقل و شرع ہے
ایسی افتراؤنکا کیا جواب ہے ہاے ان اہلسنت نے اس بضعۃ الرسول
کی نسبت کچھہ ایسی بے اختیاری ظاہر کی ہے کہ عقد ثانی و ثالث
مین بھی (جو مثل اس غلط قصہ کے محض دروغ ہے) انکو وہی مجبوری
رہی کہ جناب امیرؑ نے اس دفعہ بھی مجبور کیا اور اوسی جبر شدید سے
کام لیا جو بہ نسبت جبر اولے زیادتر خلاف عقل و شرع ہے چنانچہ
ازالۃ الخفین مین ہے بعد از وفات فاروق امام حسنؑ و امام حسینؑ
بنزد ام کلثوم آمدند و گفتند کہ اگر اختیار خود را بدست حضرت امیر خواہی سپرد
بہ یکے از فرزندان جعفر طیار تراتزویج خواہند نمود اگر تو مال و دولت
و آسودگی دنیا میخواہی آنہم موجود ست بعد ازین امیر المومنین داخل شد
و خدار احمد و ثنا گفت و فرمود اے دختر اختیار تو بدست تست منا سب
آن می بینیم کہ مرا از طرف خود مختار کنی جواب داد کہ من مثل دیگر زنان
رغبت بآسودگی دنیا دارم فرمود کہ این از جہت حسنین ست کہ تو چنین ارادہ
داری باز بغیظ تمام برخاست و فرمود قسم بکبریاے الٰہی کہ ہرگز با یکے
از شما کلام نخواہم کرد مگر آنکہ تو اختیار بمن دہی پس حسنین دامن ام کلثوم
گرفتند و الحاح نمودند پس ام کلثوم باختیار مرتضوی راضی شد و حضرت

ص ۹۲۸
ازالۃ الخفین

نرمود من ترا بعون فرزند جعفر تزویج کردم راوی گوید کہ عون زود تر
در گذشت پس بار دیگر حضرت امیر آمد و درخواست کہ اختیار بدست
مبارکش سپارد بارے ام کلثوم بے قیل و قال حضرت را مختار کرد
پس بنکاح محمد برادر عون او را تفویض کردند چون بعد مدتے او داعی
اجل را لبیک گفت او را بہ برادرش عبداللہ نکاح کردند ام کلثوم
در خانہ او وفات یافت و عبداللہ بن عمر بر او نماز گذارد و چار تکبیر
و فرزندے از وے خبر زید و رقیہ فرزندان فاروق بوجود نیامدند
انتہی **اقول** منصف فراخ لوگ برائے خدا ذرا غور کرین کہ یہہ اہلسنت
جناب امیرؑ پر کیا کیا اتہام لگاتے ہین معاذ اللہ ذریہ رسول بلکہ خود
اپنی اولاد سے جناب امیرؑ کو کیا کد پڑی تھی کہ ایکدفعہ یا ین جبر شدید
اپنے پارہ جگر کو شیخ سوء فانی خلیفہ ثانی سے بیاہا جس سے رعایا
اور برآیا کی لڑکیان بھی عقد کرنا منظور نہین کرتی تھین وہ بھی بلا اذن بلکہ
باوصف انکار کیا حضرت کو اپنی بیٹی کی اتنی بھی محبت نہ تھی جتنی عائشہ
کو اپنی سوتیلی بہن ام کلثوم سے محبت تھی کیا کوی صحابی رسول جناب امیرؑ
و اہلبیت طاہرین کا اتنا بھی طرفدار نہوا جتنا عمرو عاص نے عائشہ
اور ابوبکر کی طرفداری کی بھلا کوی عاقل اسکو باور کر سکتا ہے کہ صرف
اس غرض سے کہ خلیفہ دوم ایسے عالی نسب کو شرافت قرابت رسول حاصل
جناب امیرؑ خود ایسا جبر سہین اور تمامی کنبہ قبیلہ پر جبر کرین بضعۃ الرسول
کو مجبور کرین کہ خواہی نخواہی اس مصیبت کو گوارا کرین العیاذ باللہ ہرگز نہوی

ہو شمندا سکو قبول نہ کرے گا خیر اگر یہان کوئے بات بنائے
بھی جائے تو بار دوم کیون ایسا جبر دیا گیا کہ باوصف انکار اوس
سیدہ پاک کو فقر و فاقہ کی مصیبت مین مبتلا کیا وہ بھی اس جرم شدید
کے ساتھ اگر کوئی کہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے بلحاظ دپاس کنیہ
اور خیال کفائت یہ جبر کیا کیونکہ روایت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت ام کلثوم غیر کنیہ مین عقد کرنا اپنا چاہتی تھین اسوجہ سے
حضرت نے یہہ جبر کیا تو کیا کیسکو اتنی بھی عقل نہ تھے جو کہتا کہ یا حضرت
جب آپنے بار اول اسکو جائز رکھا اور گوارا فرمایا تو اب کیا مضائقہ
ہے جو آپ یہ جبر کرتے ہین اور ہر دفعہ اپنی بیٹی کو تازہ مصیبت مین
گرفتار فرماتے ہین بیٹی کو کون مین جھونکنا اسیکو کہتے ہین افسوس کہ
حضرات اہلسنت ذرا غور نہین فرماتے اپنے موضوعات کے
بیان مین ذرا نہین شرماتے چوتھے خرابی یہہ ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام اسد اللہ الغالب کل غالب مصداق لا فتی الا علی لا سیف
الا ذوالفقار باوصف حمایت تمام بنی ہاشم جو مانع تھے اس
عقد سے کیونکر ایسے مجبور ہوے کہ باوصف عدم رضائے
کنیہ و قبیلہ بلکہ اکراہ خود مخطوبہ عقد کرنے پر طیار ہو گئے کیا اونکو عایشہ
کے برابر بھی اقتدار نہ تھا جو ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد عمر کو
روکا کیا جناب امیر علیہ السلام کو ام ابان کے برابر بھی قوت
نہ تھے جنہے عقد عمر سے صاف انکار کیا اونکے مذمت کی وجہ

۱۲

خلیفہ سے کچھ سنو سکا پانچوین خرابی یہہ ہے کہ علاوہ اون امور کے
جو خلیفہ دوم کی عالی نسبی پر دال ہین (کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر
مین بخوبی مرقوم ہے) صرف اوصاف بدخلقی و بدخوئی مسلّمہ مانع عقد
تھے پھر جناب امیرؑ نے عقد کرنا کیونکر قبول کیا حالانکہ ام کلثوم بنت
ابوبکر اور ام ابان نے صرف اسی عیب کی بدولت نکاح عمر سے
انکار کیا تھا اور حدیث نبوی سے بھی ممانعت مناکحت ایسے شخص کی
معلوم ہوتی ہے جس کا اقل مرتبہ کراہت ہوگا جیساکہ شرح مشکوۃ مین ہے
کہ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسالت مآب سے کہا ابوجہم اور معاویہ
نے خطبہ کیا ہے کس سے عقد کرین حضرت نے ابوجہم کے عقد سے
بوجہ بدخوئی منع فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بدخوئی مانع عقد ہے
اگرچہ برسبیل کراہت ہو تو جناب امیرؑ نے کیونکر ایسے بدخو سے
خلاف حکم نبوی (عقد کرنا پسند کیا) جسکے گھر مین آنی تک پر بھی روادار
نہ تھے اور ازواج نبی نے اونکا نام ہی افظ اغلظ رکھہ لیا تھا اور صحابہ
رسول بھی ہمیشہ انکی بدمزاجی و شدت و خشونت پر معترض رہے
تھے کہ صحابہ نے خلیفہ اول پر مرتے وقت اونکے خلیفہ مقرر کرنے کی
بدولت سخت اعتراض کیا اور خدا سے ڈرایا کہ تم خدا کو کیا جواب دوگے
جو ایسے بدمزاج کو خلیفہ مقرر کرتے ہو چھٹی خرابی یہہ ہے کہ صحیح
بخاری مین جناب رسالمآب نے فرمایا اولاد ہشام بن مغیرہ
مجھسے مستدعی ہین کہ اگر آپ اذن دین تو اپنی لڑکی کا عقد جناب امیرؑ سے کر دین

صہ ۹۵ شرح مشکوۃ ج ۳ بمبئی

صہ ۳۰ مقصد ۲ فارسی اسے ابن کثیر ان اتباعا لما ثبت بالسنۃ الصحیحۃ عن النبی ازالۃ الخفا عن الخلفا

صہ صحیح بخاری ص ۹۷ ورق قلمی صواعق محرقہ ص ۵۱ صحیح بخاری ج ۶ بمبئی

پس ہرگز مین اذن نہ دونگا یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا مگر یہ کہ علی بن ابیطالب
میری بیٹی کو طلاق دین تب اوس لڑکی سے عقد کرین کیونکہ وہ
جناب سیدہ پارہ جگر میری ہے جو امر اوسکی خوشی و ایذا کا باعث
ہوتا ہے وہ امر میری خوشی و ایذا کا باعث ہے انتہی پس تعجب ہے
کہ جناب رسالت مآب صلعم نے صرف اس خیال سے کہ میرے پارہ جگر کو سوت
کے ساتھ ایذا ہوگی باوصف جواز تعدد نکاح ایسے امر ابغض مباحات
یعنی طلاق کو جس سے زیادہ کوی چیز خدا کے نزدیک مبغوض نہین گوارا
فرمایا مگر یہ نہ گوارا کیا کہ جناب سیدہ کو سوت کا سامنا ہو تو جناب امیرؑ نے
باوصف اوس تاسی رسول کے جسکے سامنے جان دینا گوارا کیا مگر
ترک تاسی نہ قبول کیا اس باب مین کیون تاسی کو ترک کیا اور عیاذاً باللہ
اپنے پارہ جگر کو جو ذرایع رسول سے تھے اوسی سوت کے عذاب مین
دیدہ و دانستہ مبتلا کیا جس کو سخت عذاب کہنا بجا ہے وہ بھی
کون سی سوت ام کلثوم زوجہ سابقہ حضرت خلیفہ دوم جو ہمیشہ
خلیفہ سے تکرار کرتے تھے ہاے اس بضعہ رسولؐ ذریہ بتولؑ سے
عیاذاً باللہ حسب روایات اہلسنت جناب امیرؑ کو کیا ایسی عداوت تھی
کہ برخلاف سیرت رسول بلکہ خلاف وصیت رسول اوس اپنے پارہ جگر
کو بآن جبر شدید انواع و اقسام کے مصائب و شدایدمین گرفتار کیا
کہ ایکطرف خلیفہ کی تند مزاجی و بدخوئی دوسری طرف سوت کا عذاب
تیسری طرف اوس سوت کی بدمزاجی چوتھی طرف خلیفہ صاحب کی بیٹی

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۲

بی بی حفصہ کی بدمزاجی اُنسب آفات مین جناب امیرؑ دیدہ و دانستہ اپنے
پارہ جگر کو مبتلا کرین اور باپ بھائی چچا دادا کیسکو رحم نہ آئے بلکہ
اگر بھائیکو کچھ ترس آ بھی تو جناب امیرؑ اوسپر آزردہ ہون لا واللہ
لا واللہ کوی عاقل دیندار صاحب ولا داسکو قبول نہ کرے گا کہ جناب امیرؑ
بخوشی خاطر اپنی بیٹی کو ایسے عذاب شدید مین مبتلا کرینگے اور عیاذاً باللہ
ایذاے خدا و رسول کا بھی خیال نہوگا **ساتوین** خرابی یہہ ہے
کہ جناب امیرؑ اور سایر بنی ہاشم نے کیونکر گوارا کیا کہ اپنی بیٹی کو نامحرم کے
پاس بلا عقد و بلا نکاح بھیجدیا جس سے یہہ بے ادبیان واقع ہوئین کہ
چہار و پنجسالہ خرد سال غیر ممیز نے بھی ایسی گستاخی و بے ادبی کی تمیز کے
اور کہدیا کہ اگر تو امیر المومنین نہوتا تو وہ طمانچہ تجھپر پڑتا کہ ناک ٹوٹ جاتی
آنکھ پھوٹ جاتی اور اوسی غصہ مین اٹھکر چلی آئی اور باپ سے شکایت کی
کہ تمنے ہمکو ایک بڈھے خلیت کے پاس بھیجدیا مگر اسپر بھی باپ بھائی
چچا دادا کو جو بنی ہاشم تھے چین برجبین بھی نہوا حالانکہ خاندان رسالت
مین جسقدر غیرت و حمیت تھی روے زمین پر کسیکو کبھی نصیب بھی نہوئی
چنانچہ خود جناب رسالت مآب نے اس غیرت پر فخر کیا اور جناب امام حسینؑ
علیہ السلام کا یہہ شعر لکثر پڑہنا مشہورات سے ہے شعر الموت اولیٰ من رکوب العار
والعار اولیٰ من دخول النار یعنے عار و ننگ گوارا کرنے سے موت بہتر ہے
اور جہنم مین جانے سے ننگ و عار قبول کرنا اولے ہے حتی کہ خود فاضل
رشید نے الیضاح لطافۃ المقال مین اقرار کیا ہے کہ بنی ہاشم مین جیسی غیرت

شرح مشکوۃ جلد ۲ ص ۹۱

ورق علمی ص ۱۳

وحمیت تھی دوسرے مین نہ تھی چنانچہ لکھتے ہین وہمچنین در بعضی حمیت
وغیرت فراوان کما قال ایضا النواقض فی الہاشمیۃ توجد الشدۃ الحمیۃ والغیرۃ یعنی بنی ہاشم
مین سبسے زیادہ حمیت وغیرت پائی جاتی ہے پس کسیکو غیرت نہو تو تعجب
خیز ہے ازینجاست کہ سبط ابن جوزی نے ادن روایات کو جنمین یہہ مضامین
واہیہ درج ہین غلط وبے بنیاد قرار دیا اور مولوی حیدر علی نے بھی
اوسکے الحاق کا دعوی کیا جیسا کہ سابقا مذکور ہوا علے ہذا القیاس
سوا انکے اور بھی بہت سی خرابیان ہین جنکو ہمنے اصل کتاب مین ہر
روایت کی ذیل مین لکھا ہے بہرکیف بنابر اصول اہلسنت یہہ کل
خرابیان عاید ہوتی ہین جنکا دفعیہ کسیطرح ممکن نہین ہے ازانجا کہ
جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرینؑ کی محبت وولا وحفظ وعصمت کا
دعوی اہلسنت کو بھی ہے اگر زبانی ہی سہی تو وہ ان الزامات کے
بھی ملزم ہین جو بنابر اونکی روایات کے جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرینؑ
پر عاید ہوتی ہین نہ صرف شیعہ بلکہ شیعہ کسیطرح ان الزامات کے ملزم
ہو ہی نہین سکتے کیونکہ یہہ لوگ سرے سے اصل وقوع نکاح ہی کے
منکر ہین پھ جائیکہ یہ امور قبیحہ اونکی روایات سے ثابت ہون کہ مثل شریک
باری محال اور ممتنع ہے پس جب بنابر اصول اہلسنت اسقدر شناعت
صحابہ وخلیفہ دوم واہلبیت طاہرین پر عاید ہوتے ہین علاوہ ان مفسدات
ولزوم محالات کے جو مابعد مذکور ہونگے انشاء اللہ تو ضروری ہوا کہ اہلسنت
صرف انہین شناعتون کی بدولت اصل روایات کو باطل اور بے بنیاد

انتظام مقدمہ دوم اصل مختص بالوقائع

قرار دیکر تکذیب واقعہ کرین گو یہ روایتین ایسی صحیح ہون کہ اونکی صحت قرآن
کے برابر یا زیادہ اوس سے باجماع اہلسنت مانی گئی ہون مثل روایات
صحیح بخاری و صحیح مسلم کے کیونکہ ایسی حالتو مین عموماً اہلسنت کا یہی حکم ہے
اور اسی پر عمل درآمد بمظہر مزید تسکین قلوب مخالفین دو چار احکام اور برتانے
اونکے یہان بھی مذکور ہوتے ہین ناظرین باتمکین اندک تطویل سے ملول
نہون کہ اصل تحقیقات سے بھی انکو ارحد تعلق ہے کو یہ بحث نہایت بسط طلب
ہے کہ احصا اونکا چند مجلد مین بھی ممکن نہین مگر نہایت اختصار کے
ساتھہ صرف تین طبقون کے انکارات اور حکمت عملیان انکی مذکور ہوتی ہین

**حکم اول** جلد اول و دویم ذوالفقار حیدر مین مفصل لکھہ آیا ہون کہ امام
فخرالدین رازی نے بیان کیا کہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس کو داخل قران نہ جانتے تھے یہ امر اکثر روایات
اہلسنت مین منقول ہے درجہ تواتر کے قریب قریب الخ امام صاحب فرماتے ہین
کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانے مین متواتر نہو یا ان
صحابیونکو کافر قرار دین کیونکہ سنکر حرف واحد قرآن کا کفر ہے چونکہ دونون
صورتون مین بدیہی فساد لازم آتا ہے لہذا ضرور ہوا کہ اصل اون روایتونکو
غلط و باطل قرار دین جسمین ایسی نسبت ابن مسعود کیطرف ہے انتہی کلام
رازی بنقل سیوطی پس اس حکم سے معلوم ہوا کہ ایسی خبر اسکی حالت مین
اصل روایت کو بلا جرح و قدح رد یا باطل کرنا ضرور ہے حکم نکلنے
فاضل رشید اپنی کتاب شوکت عمر مین ورمارہ دس حدیث صحیح مسلم

ص ۱۰۷
ذوالفقار حیدر
جلد اول

جسمین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام
کو کاذب غادر خائن اثم کہنا اور جناب امیر علیہ السلام و عباس کا شیخین
کو کاذب غادر خاین آثم جاننا مذکور ہے فرماتے ہین چون ظاہر حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ بطرف چہار یار عظیم المقدار اعنی شیخین
حضرت امیر علیہ السلام و حضرت عباس رضی اللہ عنہم ست و آن نزد اہلسنت
مخالف ما استقر فی شریعۃ الاسلام ست و خبر یکہ باین صفت باشد
باتفاق شیعہ و سنی یا محکوم علیہ ببطلان ست بہمت و ہم راوی
یا ماول ست و چون حکم ببطلان یا تاویل آن واجب گشت لہذا بعضے
علماے اہلسنت نسبت وہم بطرف رواۃ آن نمودہ روانجہت
کردہ اند چنانچہ امام نووی در شرح صحیح مسلم در شرح آنحدیث
نقلا عن القاضی عیاض عن المازری میفرماید جسکا محصل یہ ہے
کہ چونکہ تاویل کی راہین اس حدیث مین مسدود ہین ہم نے
کذب کی نسبت طرف رواۃ کے کی اور اسیوجہ سے بعض لوگون نے
ان الفاظ کا کاذب غادر خائن آثم کو اپنے نسخہ صحیح مسلم سے
از راہ کمال احتیاط نکال ڈالا انتہے اقول یہان پر انحضرات اہلسنت
کے علماے کے امانت و دیانت کی خوب داد دینا چاہیے کہ
جب خود صحیح مسلم مین یہہ بعینہ ترکیبین کی گئین جسکے ہزارون نسخے
مشتہر ہو چکے ہین تو وای بر حال دیگر کتب اور یہین سے اون الزامات
کو بھی اہلسنت کے سمجھ لینا چاہیے جو شیعون پر دربارہ تحریف القاب مزعومہ

وارد کرتے ہین بھر کیف جب روایات متواترہ صحاح بلکہ صحیح مسلم جسکو
اصح الکتب عندہل السنۃ شاہ صاحب فرماتے ہین بوجہ استلزام شناعت
صحابہ محکوم ببطلان ہوتے ہین تو یہ روایتین عقد کی کیون اس حکم
سے مستثنے ہونگی جو نہ صحاح ستہ مین داخل ہے نہ کسی روایت
صحیح خالی از معائب جرح و قدح کا کہین وجود ہے جیسا کہ مابعد
مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے پس بفرض محال اگر فریقین کی روایتون مین
ایسے فسادات اور شناعات لازم آئین تو حسب قول رشیدی باتفاق
فریقین واجب الرد والابطال ہین چہ جائیکہ ایک ہی فریق کی روایت
ہو اور سیر بھی غیر صحیح کیونکہ تعظیم و توقیر اہلبیت طاہرین اور بجانا اونکا تحقیر و
توہین سے فریقین پر لازم ہے بخلاف حفظ عرض شیخین کہ فی الواقع
کسی پر لازم نہین بلکہ اظہار اونکے کفر و نفاق کا ہر مسلمان پر فرض عینی ہے
جیسا کہ ضربت حیدریہ رد شوکت عمریہ مین مفصلاً مرقوم ہے پس جب اونکے
باب مین اہلسنت کا یہہ برتاو ہے تو اہلبیت طاہرین کے بارے مین کیونکر
اس حکم سے عدول کر سکتے ہین واضح رہے کہ یہ ترکیب یعنی الفاظ
نکالدا لیتکے اسی روایت کے ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ صحیح بخاری
کی حدیث ال ابیطالب لیسوا لے باولیاء مین بھی بجنسہ کاذبا عادرا نا
اثناوالی ترکیب استعمال ہوی کہ صحیح بخاری سے لفظ ابیطالب کو نکالدا
اور ان آل ابی لیسوا لے باولیاء رہنے دیا چنانچہ فتح الباری مین ہے
کہ کسینے ابی فلان لکھا کسینے لفظ ابی کی بعد جگہ خالی رہنے دی اوسکو

کسینی بیاض سے تعبیر کیا اور آل ابی بیاض پڑھا کسینے آل بیاضہ پڑھا
آخر مین ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل عبارت ال ابیطالب ہے اسیطرح
صحیح بخاری مین ہے بدیل تفسیر آیہ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
عن ابن عمر فاتوا حرثکم انشئتم قال یاتیها فی اسکے بعد والی لفظ کو کہ الدبر ہی نکالدالا کسینے
کذا و کذا لکھا کسینے وہان سفیدی کا غذ چھوڑ دی کسینے لفظ فرج لکھا
بالآخر ابن عسقلانی نے تصریح کی کہ کذا کذا والی روایت کی یہہ عبارت ہے
نزلت فی اتیان النساء فی ادبارهن اور اوسکے بعد والی روایت مین یاتیها
فی الدبر لکھا یعنے کہا ابن حجر نے کہ اصل روایت یہہ ہے کہ کہا عبداللہ بن
عمر نے یہ آیہ اس بارہ مین نازل ہوا کہ عورتون کے ساتھہ وطی فی الدبر جایز ہے
چنانچہ تفصیل اسکی کلام ابن حجر عسقلانی سے خربت حیدریہ جلد اول ص ۱۵۳
مین بخوبی مرقوم ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ اہلسنت کی اس تحریف نے
جو صحیح بخاری مین درباره وطی فی الدبر کیگئی کوی فائدہ نہ بخشا اور
نجات اونکی اس عیب سی نہوئی کیونکہ انکے علمانے صاف صاف
لکھدیا کہ یہہ امر تمامی اہل مدینہ کا فتوی ہے چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے جو شخص اہل مدینہ ازالۃ الخفا مقصد اول ص ۱۳۳
کے حکم کے مطابق استماع غنا اور اتیان فی الدبر کا عامل ہو الخ پھر کیف
یہ دو مثالین تو متعلق بقول نووی تھین جسنے یہہ بیان کیا کہ بعضون نے
نسخہ صحیح مسلم سے الفاظ کاذبا غادرا خائنا اثما کو نکالڈالا اب اس سے
بھی زیادہ تعجب خیز لطیفہ سنئے کہ جس امر پر فریقین ابتدا سے متفق ہین یعنی
قصہ فدک کہ خلیفہ اول سے جناب سیدہ نے طلب کیا اور خلیفہ نے

بذریعہ حدیث موضوع لانورث محروم کیا اور جناب سیدۃ العلم
غضبناک رہین اور جناب امیر نے تا حیات جناب سیدہ کہ چھ مہینہ ہے بیعت
ابو بکر نہ کی اسکی بھی وہی گت بنائی گئی کہ موضوع قرار پائی چنانچہ
مولوی حیدر علی باوصفیکہ منتہی الکلام مین مقر ہین کہ بلا ظاہر روایت ص۸۳ منتہی الکلام
صحیحین در قصہ فدک بروایت ام المومنین صدیقہ میتوان دریافت کہ در
بیعت صدیق تا زندگی فاطمہ زہرا مکث نمود مگر بعد او سکے در پے ص۸۵ منتہی الکلام
تضعیف روایت ہوے کہ بدانست اینرا و سکے راوی کو ابو سعید قرار دیا
اور بوجہ عدم سماع زہری اوسکو ضعیف و غیر مقبول بنایا اور بیہقی
وغیرہ کی روایت کو موصول قرار دیا حالانکہ اس تضعیف روایت صحیحین
مین مرتکب کذب صریح و افترائے فضیح ہوے کیونکہ یہہ روایت تین
مقام پر صحیح بخاری مین اور ایک جگہ صحیح مسلم مین موجود ہے سبہو مین ابو سعید
کوی واسطہ نہین بلکہ ابن شہاب یعنی زہری عروہ سے اور عروہ بی بی
عایشہ سے ناقل ہین پھر دعوے عدم اتصال کیونکر درست ہو سکتا ہے
خیر یہانتک تو غنیمت تھا کہ ضعیف ہی کہا مگر ازالۃ الیقین مین صاف صاف ص۵۸۲ ازالۃ الیقین مطبوعہ دہلی
موضوع بنا دیا چنانچہ کہتے ہین از کتب محدثین چنان بوضوح می انجامد
کہ بعد از تنقید و تحقیق در صحت بعضی از روایات صحیح بخاری کلام است
و ہمچنین در بعضی از روایات صحیح مسلم و قبل ازین گذشتہ کہ ان روایات
کہ اہل حدیث در صحت آن قیل و قال دارند ہر چند اقل قلیل است مگر در
صحیح ثانی زیادہ تر از ان است و برین قدر اکتفا نمیتوان کرد زیرا کہ

افاده ابن اثیر رحمة الله علیه در صدر جامع الاصول جائیکه فرع ثالث در
طبقات مجروحین قرار داده است دلالت بران دارد که بعض از وضاعین
خود اقرار کرده اند که حدیث فدک را ساخته بر مشایخ بغداد خواندیم همه ها
قبول کردند مگر ابن ابی شیبه علوی که او بعلت جبل دافر اپئے برد
و هرگز قبول نه کرد و از کتب کلامیه و احادیث الحق دامامیه بعد از تتبع یقین
میتوان دانست که اهل تشیع در مطاعن خلفاے راشدین خصوصاً
احادیثیکه تعلق بقصه فدک دارد چه اقرارها که در لباس تسنن و اعتزال نکرده اند
و قبل ازین گذشت که تمیز و اخراج ایشان از زمره اهلسنت خیلی مشکل افتاده
مگر بعضے از اهل کشف و عرفان را این امر عظیم که مشکل ترین جمله مشکلها
توان گفت بعنایت ایزدی آسان گشته الخ بعد چند ورق گوید فرقه ناجیه
اهل انصاف اند که انصاف نمایند که غضب آن محفوظه و هجران دائم الحیوة
از ابوبکر صدیق و امامت محمدی که از وجوه اصحاب سالت مآب بود چنانچه
والد مخاطب در مجلد امامت عماد الاسلام از اکابر خویش نقل میکند و دلیلے
در اسلام ندانست و انواع فضایل از وے صدور یافت چنانچه
از تفسیر مجمع البیان و منهج الصادقین و خلاصة المنهج معلوم توان کرد
با وجود حقیت خلافتش بیتواند شد و با وصف اینکه نماز جنازه خلیفه سلطان
و خلیفه بود چنانچه علماے شیعه اعتراف بوروود روایات در این خصوص
دارند کما یظهر من الکتاب المسمی بحل المشکلات الاحکام الله عنه احلام و ایذان ابوبکر
برائے نماز جنازه و وقت شب دفن نمودن آنجناب با وجود علم

از اثنا عشریه

بحقیت صدیق از مثل نفس رسول مقبول ممکن ست لا واللہ ثم لا واللہ

پس معلوم شد کہ ہر چند این روایت در صحیح بخاری باشد مگر چون مخالف
روایات و درایات ست اعتماد بر آن نمیتوان کرد آیا عاقل و بیدار تجویز
تواند کرد کہ جناب امیر کا امیر مصداق علی مع الحق والحق مع علی تا عرصہ
شش ماہ بیعت امام بحق نہ نماید و خود را معاذ اللہ داخل من مات بغیر امام زمانہ میتۃ
جاہلیۃ علی ما ستحقہ انشاء اللہ سازد و بعد عرصہ شش ماہ وقت استکار وجوہ ناس
التماس بیعت از امام بحق فرماید ہیہات ہیہات رد تعصب و عناد بصیرت
اہل تشیع را محیط گشتہ کہ درین مقامات بلکہ دیگر امور متنازع فیہا نیز دست
از انصاف برداشتہ و بنیاد اعتراضات را بر معانی انیقسم روایات
گذاشتہ اند کہ خلاف روایت و درایت ست انتہی اقول ع ما را خیال
جنگ و سر کار زار نیست کیونکہ تمامی کتب احادیث اہلسنت چہ صحاح
ستہ و دیگر صحاح و چہ سنن و مسانید و چہ سیر و تواریخ و چہ کتب فقہ و اصول فقہ
و علم کلام مین یہہ قصہ موجود ہے اہلسنت کو دلو نپر جو اس قضیہ سے گذرتا ہے
وہی خوب جانتے ہین حتے کہ مولوی عبد العلی بحر العلوم اہلسنت نے
از راہ کمال ما حبیت لاخاک مدہا نش اسی روایت کی بدولت جناب سیدہ ع
کو عاطی قرار دیا اور اجماع اہلبیت طاہرین کو درجہ حجیت سے ساقط کیا
کتب کلامیہ امامیہ مین بھی بخوبی بحث ہو چکی ہے نبھی ذو الفقار حیدر
جلد چہارم مین بخوبی انکی تعضیح کی مگر یہانپر بمقابلہ مولوی صاحب مین بھی بطور
واعظی کہتا ہون نہ بطور مجادلہ کہ اہل انصاف ذرا انصاف فرمائین کہ کوئی

کہ کوئی عاقل اسکو قبول کر سکتا ہی کہ جناب امیرؑ اپنی پارہ جگر حضرت ام کلثوم بنت سیدہ نساء العالمینؑ
کا عقد عمر بن خطاب سی گوارا کرینگے جو ارذل ناس و اذل بطون سی تھے جیسا کہ صاحب
معارف و مثالب و شاہ عبدالحق وغیرہ کی کتابون سی ہویدا ہے اور انواع کفر و نفاق
اوس سی سرزد ہوے جیسا کہ صحاح ستہ وغیرہ سی پیدا ہی حتے کہ خود اپنی نفاق کا بحلف اقرار کیا اور
اپنی کفر کا اظہار کیا جناب رسالت مآبؐ نے بوقت وفات اپنی دولت اسی کالدیا اور جناب سیدہؑ
تا حیات رنجیدہ رہین کہ ترک سلام کلام کیا اور اونکی جنازہ پر حاضر ہونیکی اجازت نہ ملی اور
جناب امیرؑ جب مضطر بہ بیعت ابوبکر ہوے تو ابوبکر کو تہنا بلایا اور عمر آنے کی رضا دار نہوے
پس کیونکر ممکن ہی کہ ایسے شخص سی جناب امیرؑ اپنی دختر نیک اختر ام کلثومؑ کا عقد کرین باوصفیکہ
نسبت اونکی حسب وصیت رسول مقبولؐ امام محمد بن جعفر سی مقرر ہوا اور احادیث بنوت مین
تصریح ہو کہ بنی ہاشم کا کفو و ہمسر غیر بنی ہاشم نہین ہو سکتا وغیرہ وغیرہ جو سابقا مذکور ہوا
لا واللہ لا واللہ ممکن نہین کہ ایسے شخص سی باوصف عدم رضای تمامی خاندان بنی ہاشم
بطیب خاطر ایسی نسبت واقع ہو پس معلوم ہوا کہ یہ قصہ محض غلط ہین از انجا است کہ صحیح بخاری
و دیگر صحاح ستہ مین بھی یہ قصہ نہین ہی اور کوئی روایت صحیح قطعی سی یہ امر ثابت نہین ہو سکتا
حالانکہ اگر صحیح بخاری مین بھی ہو تو باوصف مخالفت قطعیات عقلیہ و درایات جلیہ ایسی اعتماد
نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اوسمین بھی نہو آیا کوئی عاقل تجویز کر سکتا ہی کہ جس شخص بد خلق و بد
خو داوسکی رعایا کی لڑکیان مستفرد و کارہ ہون خلاف رای تمامی خاندان جناب امیرؑ کل امر
اپنی بیٹی کی شادی کرین لا واللہ لا واللہ ہیہات ہیہات رمد تعصب و عناد نے بصارت و
بصیرت اہلسنت کو ایسا ضایع و برباد کیا کہ کسیطرح کسی امر حق کو قبول نہین کرتے قطعیات و
یقینیات پر تعجب ہوتا ہی کہ کیونکر جناب سیدہؑ ابوبکر پر باوصف غضب فدک و منع خمس غضبناک

ہوئیں اور جناب امیر کے باوصف حرمان حق خلافت کیونکر چھ مہینہ تک بیعت نہ کی اور ایسے
امر صریح البطلان پر مطلقاً تعجب نہیں ہوتا جسکی بنیاد ان روایات واہیہ موضوعہ پر قرار دی ہے جن
جو عقلاً و نقلاً روایۃً و درایۃً صحیح نہیں بلکہ سراسر غلط و تہمت و افترا و جعل و بہتان ہے چنانچہ عنقریب
مابعد اسکی معلوم ہوگا اب سنئے کہ اہلسنت نے فقط انہیں روایات مذکورہ کے انکار پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ
قصہ قرطاس کے بارہ میں جو سات مقام پر صحیح بخاری میں اور تین جگہ صحیح مسلم میں مجموعی ہے مولوی
حیدر علی از الۃ العین میں فرماتے ہیں بدانکہ فقیر بعد از تتبع کتب قدماء این فرقہ و تصفح مصنفات و مکتوبات
ایشان کہ در تالیفات خویش بمقتضاے حدیث من تقصی ما اصم احدثنا الا وقد ظہر فی فلتات لسانہ
گاہ گاہ ازان خبر میدہند چنان مذعن شد کہ انحدیث مثل حدیث رد جمیع اصحاب الانتہاء
لایعبا بہ از خصایص مذہب امامیہ بودہ و اکابر این مسلک باین اسرار و دقایق آگہی داشتند و این قصہ را
حلق نفیس کمان میبردند و بکتمانش ہمہ گروصایا می نمودند من بعد اہل مکیدت و بدا مصلحت در آن
دیدند کہ در لباس تشنیع این روایت را کہ منتہاے آرزوے شان بقول مجلسی بحار و حیات القلوب
است در مدرسہا بیش متعقدین خویش از زمرہ اہلحق روایت نمودند تا آنکہ رفتہ رفتہ در کتب
محدثین حق ملتزمین صحت مندرج شد و پر ظاہر ست کہ اگر انحدیث در صدر اول در طبقہ
تابعین ثابت و مشہور بصحت و کتمان و اختفا و آنہم بدین تاکیدات انتہا کہ پارہ ازان بگوشت شان
صورتے نمیداشت و ہر یکے از دیگرے عہود و مواثیق چرا میگرفت و میگفت کہ ایں خبر دار باید بوجہان
نشود کہ اہل خلاف بر محبت تشنیع خود را فدا میکنند بر معنی مطلع شوند چنانچہ نسخہ سلیم بن قیس ہلالی
کہ اقدم و افضل از جمیع کتب احادیث امامیہ تواند گفت کما اعترف المجلسی فی مجلد الفتن من البحار
بر امور مرقوم الصدر دلالت میکند دانیم از اشارات و عبارتش پیدا ست کہ بعضے از اسرار
انحدیث مثل نام فاروق از شیعیان ہم دریغ میکردند کتب رجال و رسایل تحقیق اسماء رواۃ مرتب میکنند

از الۃ الخفاء ص ۲۹۹

اول دلیل ست که مقصود انها از اختفا و استتار همین بود که آینده علمای
اهلسنت فریب خورند و سهام تدبیر بر نشانه نشیند و برای مناظره خصوصا
متاخرین را بکار آید و در صورت ظهور این کید پیش نخواهد رفت و جمهور محدثین
سنیان خواهند گفت که این روایت از خصائص شیعه ست و موید
انچه ما که در اینجا یاد کردم آنست که بعضے از علمای ما باین مکاید پے نبردند
و حقیقت امر را دانستند چنانچه ناقصین همفوات مشتهری از امدے
نقل میکنند و میگویند که او در مسند خویش میفرماید که قصه اتونی بقرطاس
بے ثبوت و بے اساس ست و از شیوخ محدثین منقل مینماید که بعد از تصفح
بظهور رسانیده که در صحیحین دو صد و ده حدیث ضعیف ست تفرد بخاری
بهشتاد و تفرد مسلم بیکصد و سی و دو و در سی روایت هر دو بزرگ شریک شده اند
انتهے پس حال حدیث قرطاس نزد احقر الناس رنگ حدیث فدک
مینماید که شیخ مبارک جزری ابو السعادات در تصانیف خویش آورده
و گفته که بعضے از اهل اختلاق بعد از انکه اقرار بجعل و افتراء کردند و گفتند که ما قصه
فدک را موضوع ساخته بر محدثین بعد از عرض کردیم و نزد آنها معتبر بروایت
نمودیم پس تمامی جماعت مذکور قبول کردند و بدام فریب واقع شدند مگر
این شیخه حلوی که بوضع و اختلاق پے برده و دانست که حدیث از موضوعات
ست و انشاء الله تعالے عبارت جزری بعد ازین خواهد آمد بالجمله از
دقائق مکیدت اهل دغا جان بسلامت بردن سخت دشوار ست
لیکن مگر لطف خدا پیش نهد کامی چند تمام هوا کلام مولوی حیدر علی

در تصحیح صحیحین

اس کلام سراپا اتہام سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اس قصہ قرطاس سے
اہلسنت کی ہوش و حواس کیسے مختل ہوتے ہین بہرکیف ہمکو انکی تقریر رد
جواب سے یہان مطلب نہین ہے جو اسطرف متوجہ ہون لیکن یہان سے
معروضات فقیر کے بخوبی تصدیق ہوے جو سابق مین گذارش ہوے
کہ وضاعین اہلسنت نے قصہ عقد حضرت ام کلثوم کو وضع کرکے بکمال تحرم و
احتیاط اپنی فرقہ مین بجلی مشہور کیا بالآخر شیعہ پر اوس سے استدلال کرنے لگے
مگر ناقدین اہلحق نے ظاہر کردیا کہ یہ بات بالکل بے اصل ہے اور اگر کسیکو یہہ
خیال ہو کہ یہہ ترکیب اہلسنت کی اپنے خلفاء و صحابہ کی حفاظت مین صرف
بمقابلہ شیعہ ہین کہ اپنی صحیحین کو غلط کردیتے ہین اور روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ مین الفریقین کو باطل کردیتے ہین کیونکہ بمقابلہ شیعہ
سوا اسکے کوی چارہ نہین پس یہہ خیال صحیح نہین کیونکہ دوسرے مقام پر یہی
اسی ردو انکار کے مرتکب ہوتے ہین یا حدیثین نکالدیتے ہین یا وہ تاویلین
بناتے ہین جسپر خود قہقہے لگاتے ہین دیکھیے صحیح بخاری کی اس روایت مین
کہ نعیم بن حماد مشیم سے وہ حصین سے وہ عمرو بن میمون سے ناقل ہے کہ
ہمنے زمانہ جاہلیت مین دیکھا کہ ایک بندر پاس چند بندر مجتمع ہوے
اور اوسکے ساتھ زنا کیا لوگون نے اوسپر رجم کیا (یعنے سنگسار کیا)
ہمنے بھی بندون لوگون کے ساتھ اوسکو سنگسار کیا انتہے علامہ ابن حجر
عسقلانی شرح اسکی فتح الباری مین فرماتے ہین کہ ابن عبد البر نے
اس قصہ عمرو بن میمون پر سخت اعتراض کیا ہے کیونکہ ایکتو اسمین نسبت

زنا ہے طرف غیر مکلف کے (یعنی جانور وغیرہ کی طرف) دوسری بیان ہے
کہ حد شرعی جاری ہوی بہایم وحیوانات پر حالانکہ یہہ امور اہل علم کے نزدیک
نہایت ہی منکر وقبیح ہین اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر طرق اس روایت کے
صحیح ہوُن تو شاید یہہ بندر اور بندریا ازقسم جنات ہون جو مکلفین سے ہین
ابن حجر کہتے ہین کہ قول ابن عبدالبر دربارہ عدم صحت روایت صرف بر
بنیاد طریق اسمعیلی ہے اور اعتراضونکا یہہ جواب ہے کہ اوس واقعہ کی بصورت زنا
واقع ہونے اور رجم ہونے سے یہی نہین مراد ہے کہ حقیقۃً زنا اور رجم ہو
بلکہ ممکن ہے کہ چونکہ وہ واقعہ صورت زنا اور رجم مین تھا اسوجہ سے زنا ورجم
کا اطلاق اسپر ہوُا پس وہ اعتراض دفع ہوگیا کہ اس سے لازم آتا ہے
احکام شرعی حیوانات پر جاری ہوُن اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین
اس روایت کو نہایت غریب جانا ہے بلکہ گمان کیا کہ یہہ حدیث شاید بعض
نسخہاے بخاری مین وارد ہوئی ہے اور صرف ابو مسعود نے اسکو اطراف
مین ذکر کیا ہے اسی گمان پر حمیدی نے دعوے کیا کہ کسی نسخہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت نہین ہے شاید کسی نے کتاب بخاری مین بڑھا دی ہو مگر یہہ قول
مردود ہے کیونکہ جن جن نسخون پر صحیح بخاری کے ہم مطلع ہوے سبون مین
یہہ روایت موجود ہے اور کافی ہے اسکی صحت مین یہہ امر کہ ابی ذر حافظ
نے اپنے شیوخ ثلثہ سے جو ائمہ متقنین سے تھے یہہ روایت فربری سے
نقل کی ہے اسیطرح اسمعیلی اور ابی نعیم اور ابو مسعود کا اطراف مین نقل
کرنا اسکی صحت کی دلیل کافی ہے ہان روایت نسفی سے یہہ حدیث

ناواقفون کے کہنے سے بندر وبندریا پر حد جاری ہونا

انکار حمیدی از وجود روایت مذکور فی الصحیحین

اوراد سکے مابعد والی حدیث ساقط ہے مگر اس سے یہہ نہین لازم آتا
کہ روایت فربری مین یہہ روایت نہین کیونکہ فربری کی روایت مین بہت سی
روایتین زاید ہین بہ نسبت روایت نسفی کی جسپر ہمنے تنبیہ کیا ہے اور
کرینگے انشاء اللہ باقی رہا یہہ امر جو اسمعیلے نے تجویز کیا ہے کہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت زیادہ ہوگئی ہے پس یہہ قول اجماع علماء کے خلاف ہے
کیونکہ وہ لوگ بالاتفاق قایل ہین کہ جتنی روایتین صحیح بخاری مین ہین وہ سب
صحیح ہین اور نسبت اونکی بخاری کیطرف قطعی و یقینی ہے پس قول
اسمعیلے کا تخیل فاسد ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صحیح بخاری کی کسی روایت
پر وثوق و اعتماد نہ رہے کیونکہ جب ایک حدیث مین یہہ امر جایز ہوا
تو ہر ہر حدیث مین یہہ احتمال ہو سکتا ہے پس کسیکو وثوق نہ رہیگا حالانکہ
اتفاق علماء اوسکی صحت پر ہے اور جس طریق سے بخاری نے یہہ روایت
نقل کی اوسپر وہ اعتراض ابن عبد البر جو سند پر طریق اسمعیلے کے ہے نہین
وارد ہو سکتا اور ہمنے اس مقام مین اسوجہ سے طول دیا کہ کوئی ضعیف
کلام حمیدی سے فریب نہ کہا جاے اور اوسپر اعتماد نکرلے جو ظاہر الفساد
ہے (تمام ہوا ترجمہ عبارت فتح الباری) اقوال اب حاجت کسی امر کے
بیان کرنے کی نہین ہے مگر اتنا بیان کرنا ضرور ہے کہ بالفرض اگر وہ بندہ
اوپر بندہ یا جنات سے تھی اور احکام شرعی کی مکلف تھی تو یہہ اوسنے
دریافت کر لیتے کہ آپ لوگ کسی امام کے مقلد ہین یا مجتہد تب رحم کرتے
کیونکہ شاید وہ سب مقلد یا امام اون لوگون کے گئے ہون جنکے نزدیک

عموماً فروج حلال ہے کیونکہ ملا علی قاری رسالہ ردّ امام[۱] الحرمین میں فرماتے ہیں
کہ جزری اور ابن عبد السلام اور سبکے ناقل ہیں کہ محی الدین عربی
قائل ہیں کہ عالم قدیم ہے اور فروج بنی آدم حلال ہے جس سے تحلیل
فروج انکے مریدین کے غیر مریدین کے لیے بچاے متعذر ہوے
پس شاید وہ قرد و قردہ یا جنات اہلسنت کے اس وجہ سے اللہ کے
مقلد یا امام تھے ہوں بہرکیف جب اعاظم علماے اہلسنت صرف اس خیال سے
کہ صحیح بخاری کی روایت غلط ہو جاے اس بندر اور بندریا کی تعمیم
یہ تاویل نکالتے ہیں کہ شاید وہ جنات سے ہوں اسوجہ سے اور نیز احکام
شرعی جاری ہو سکتے ہیں تو اگر ہم لوگ شیعہ بھی اس سے اعظم مطالب
کے لیے کسی واقعہ میں بشرط صحت سند بطور فرض و تسلیم ذکر جناب کا کریں
اور جنیہ کہیں تو اہلسنت کو کیونکر استبعاد ہو سکتا ہے خصوصاً در صورتیکہ
نسبت اس امر کی وسط ف ہو جو اہلسنت کے نزدیک بھی حاکم جن و
انس اور باعث ایجاد خلق ہو چنانچہ شواہد النبوۃ ملا جامی شاہد ہے سبحان اللہ
اہلسنت کو ان امور پر تعجب ہوتا ہے نہ شرم آتی ہے کہ بمقابلہ الحق و حجی ہوتے ہیں
رخلیفہ دوم سے اور شیطان[۱] سے کشتی ہوئی شیطان کو دبا لیا اور شیطان
انکے سایہ سے بھاگتا ہے اور شیطان نے انکے یہ فضایل بیان کیے
اور ابو ہریرہ کو[۲] شیطان نے سکھایا اور خالد نے شیطان کو قتل کیا
اور محی الدین عربی[۳] کے دختر کیسالہ نے اون مسائل سخت کا جواب دیا
جسمیں خلیفہ دوم سا عالم و مجتہد حیران رہا بلکہ طرہ آن یہ ہے کہ بیس زمانہ

---

[۱] ل نقول فی استقصا
از ص ۲۴۲
[۲] تفصیل اس قصہ کی استقصا والافحام جلد اول میں صفحہ کتاب الالتقاط و ریاض النضرہ محب طبری سے منقول ہے
[۳] صحیح بخاری فضل آیۃ اکرم ہے ۱۲ منہ
[۴] تفصیل اس قصہ کی جلد اول استقصا والافحام میں مفصل فتوحات مکیہ شعرانی اور سیر الیہ اور خود فتوحات سے راقم نے لکھا ہے ۱۲ منہ
فہرس مدخل فروج بنی آدم

اپنی مان کے شکم مین بحالت حمل تھی اوسکی مان کو چھینک آئی اور اسنے الحمد للہ کہا
تو درون شکم سے کہا یرحمک اللہ کہ حاضرین جلسہ نے سنا اور اسپر تعجب ہوتا ہے
کہ جنات کیونکر کسی آدمی کے محکوم ہوے یا کسی صورت پر متمثل ہوے
سبحانک ھذا شیء عجیب زیادہ تر قابل افسوس یہہ ہے کہ انحضرات اہلسنت
کو خلفاے ثلثہ کے کسی قضیہ پر تعجب نہین ہوتا مگر اہلبیت کیطرف اگر کسی اعجاز
و کرامت کی نسبت ہوتی ہے تو شیعون کے دماغ کہانے پر تلجاتے ہین
دیکھئے انکے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین بذیل اوس قصہ کے تفسیر کبیر ص ٦٩٣
کہ خدا نے اپنی روح کو حضرت مریم پر نازل کی اور وہ بصورت مرد متمثل ہوے
ایسی ہی چند اشکال اپنے پہلے لکھے ہین بلکہ کچھ جواب بھی دیا ہے
کہ بمدارادون جوابون کا محض قدرت باری تعالے پر ہے یا ادلہ سمعیہ یعنے
آیات و روایات پر کہ عقلا اون اشکالات کو قبول کر لیا پس نہ معلوم شیعہ
ایسے جوابون کو بمقابلہ اہلسنت کیون محروم کیے جائینگے اور اہلسنت کا
ویسا ہی جواب بمقابلہ کفار و منکرین وجود ملئکہ و جنات بلکہ جنت و نار کیونکر
مقبول ہوگا کیا غضب ہے کہ علماے اہلسنت محی الدین عربی کو کافر و مشرک
بھی کہین اور اکابر اولیا سے بھی قرار دین وقت نا رہگیر یہہ عذر کہین
کہ تفسیق باعتبار ظاہر شریعت ہے اور ولایت اونکے باعتبار باطن بلکہ
فاضل رشید متعہ کی حرمت کو خیبر کی سال مین باعتبار باطن اور سال
فتح مکہ مین حرمت اوسکی باعتبار ظاہر قرار دین لیکن شیعون کی کسی تقریر
کو جو بطور فرض و تسلیم اسی فرق ظاہر و باطن پر مبتنی ہو قبول نہ کرین

نیا انصاف ہے حالانکہ جو امر محال ہے بہر طور محال ہے اور جو ممکن ہے
بہر طور ممکن ہے پس جب ملکہ وجن کا متمثل ہونا بشکل نسانی ممکن ہوا اور
مخالطت انسانی مین شامل ہوا تو پھر کیونکر ایک مقام مین ممکن اور دوسری
جگہ وہی امر محال ہوگا اور جسطرح ان امور مین فرق ظاہر و باطن نکالا جاتا ہے
دوسری جگہ بھی اگر بطور فرض و تسلیم کوئی بیان کرے تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے
العجب کل العجب مین الجمادی والرجب یہ ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب
فرنگی محلی جو خاتم العلماء انکے ہین وہ صرف اس غرض سے کہ اپنے شیخ نجم الدین سے
ترک زیارت سول کے عیب کو مٹا مین رسالہ سعی مشکور مین فرماتے ہین ص ۴۲۸ سعی مشکور
ہفتم آپکا استشہاد حضرت شیخ نجم الدین کے ترک زیارت کے ساتھ جب
درست ہو کہ فی الحقیقت اونکی طرف یہ نسبت درست ہو حالانکہ زیارت
کیواسطے اونکا تشریف لیجانا ثابت ہے نہ بطریق سفر ظاہری بلکہ بطریق طے
مسافت و سفر ہوائی اور بعد ثبوت اسکے منکر اسکا کوئی نہین ہو سکتا مگر
جو کہ کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہوگا اور چونکہ اس قسم کے امور کے علم سے
علماے ظاہر بہر اصل دور ہین ان لوگون کو کیفیت اونکی زیارت کی معلوم
ہوے اسیوجہ سے ترک زیارت اونکی طرف منسوب کرکے اونپر ملامت
کی گئی یا فعی عقود الجمان مین شیخ مذکور کے حال مین لکھتے ہین لعزیزی الظاہر
خارجا من مکۃ الی مکان بعد من عرفۃ ولسانی الباطن فالعلم بذلک راجع الی علماء
الباطن وقد اخبرنی بعض الاولیاء وھو الشیخ محمد البغدادی الذی کان سکن فی رباط عراغۃ
قال لما رجعت من زیارۃ النبی متوجہا الی مکۃ انکرت علی الشیخ نجم الدین المذکور وقلت علیہ

فی تقصیه فی کونه لا یقصد المدینة الشریفة ویزوره قال ثم رفعت راسی فاذا به فی الهوی ملوا
جهة المدینة وناداني یا محمد اکذا وکذا وذکر کلاما لا تسیئه انتہی اور تقی فاسی عقد
ثمین مین بعد حکایت اس حکایت کے کہتے ہین وبهذه الحکایة یجاب عن الشیخ تقی الدین فی عدم اطلاقه
القصد الی زیارة النبی لان الشیخ غلبا الواسطة انتقاء علیه ذلک کما ذکر الذهبی والصفدی
انتہی عبارة السعی المشکور بہرکیف چونکہ یہ بحث بھی اصل کتاب مین بڑے بسط سے لکھ چکا ہون
لہذا طول دینا مناسب نہین غرض یہ انکارات اہلسنت طبقہ اولے کے تھے جسکی وجہ نہین از حد ضرورت تھے
کیونکہ بمقابلہ حفظ شیخین صحیحین کا ضایع جانا آسان ہے گو صحیحین کا مرض متعدی ہے جسکی بدولت
دین و ایمان جسکے کہ شیخین کی بقا کی بھی صورت نہین رہنے پاتی مگر اب طبقہ ثانیہ کے انکارات کو
ملاحظہ فرمائیے کہ معاویہ کے بارہ مین بھی جسکی طرفداری و رعایت سے جان بلب ہو کر مستعفے ہو رہے اور کہدیا
کہ اوسکی طرفداری چندان ضروری نہین تھے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے
صاف صاف باغی کہدیا معذلک وقت دار و گیر الحق ایسے متواترات
و بدیہیات سے انکار کرتے ہین چنانچہ معاویہ کا سب کرنا امیر المومنین
علیہ السلام کو اور لوگونکو اس امر کا حکم دینا یقینا ثابت ہے حتے کہ سنن
ابن ماجہ و صحیح مسلم و حدائق الازہار و شرح مشارق الانوار و مستطرف و عقد
ابن ربہ و کتاب المختصر فی اخبار البشر و شرح مشکوة ملا علی قاری و تذکرہ
خواص الامہ سبط ابن جوزی و ریاض النضرہ محب طبری و منہاج السنہ
ابن تیمیہ وغیرہ مین منقول ہے بلکہ خود تحفہ مین بھی ہے معذلک شاہ صاحب
کہیں کہیں باب مین انکار کرتے ہین کہ اسمیں تا حال از روے روایات
معتبر ثابت نشدہ اسیطرح معاویہ کے زہر دلوانے سے جناب امام حسن

کو بھی انکار کرتے ہین حالانکہ استیعاب وتذکرہ خواص الامہ سبط ابن
جوزی وتہذیب الکمال مزی وتہذیب التہذیب وی وجوہرۃ العجائب
ودر بہیج الابرار زمخشری وتاریخ ابوالحسن مدائنی ومختصر فی اخبار البشر و
حسن السریرہ عبدالقادر بن محمد طبری وغیرہ مین بالاتفاق مذکور ہے
کہ معاویہ کے حکم سے جناب امام حسن مجتبےٰ فرزند رسول کو زہر دیا گیا
مگر فاضل رشید اپنی غرہ الراشدین مین اور مولوی حیدر علی اللہ لعین
مین اس واقعہ سے انکار کرتے ہین بلکہ دربارہ یزید پلید ایسے ہی بدیہیات کے منکر ہین
امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین کہ یہ امر ثابت نہین ہے کہ یزید نے جناب امام حسین کو
قتل کیا ہو یا حکم بقتل دیا ہو پس جبتک ثابت نہو اوسکو قاتل نہین
کہہ سکتے چہ جائیکہ اوسپر لعنت کرین اتنے اور صواعق محرقہ مین ہے کہ ابن
صلاح سے کسیںنے لعن یزید کو پوچھا کہ بوجہ قتل کرنے امام حسین کے
مستحق لعن ہے تو جواب دیا حکم دینا یزید کا بقتل امام حسین ثابت نہین
اور اگر ثابت بھی تو قاتل مسلمان پر لعن نہین چاہیے اور شاہ عبدالحق صاحب
تکمیل الایمان کی بحث لعن مین فرماتے ہین تاانکہ بعضے در یزید نیز توقف
کنند و بعضے براہ غلو و افراط در شان وے و موالات وے روند و گویند
کہ وے بعد از انکہ باتفاق مسلمانان امیر شد اطاعت وے بر امام حسین
علیہ السلام واجب شد نعوذ باللہ من ہذا القول ومن ہذا الاعتقاد و
بعضے دیگر گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکرد و بدان راضی نبود و بعد از قتل
وے واز اہلبیت وے مسرور و مستبشر نشدہ و این سخن نیز مردود و باطل است

چہ عداوت آن بے سعادت با اہلبیت نبوی سلام اللہ علیہم اجمعین و استبشار
وے بقتل ایشان و اذلال و اہانت او مر ایشان را بدرجہ تواتر معنوی
رسیدہ ست و انکار آن تکلف و مکابرہ ست انتہے مختصراً طبقہ ثالثہ
انکارات اہلسنت خیر یہانتک کے انکار کی انکو شدید ضرورت تھی کیونکہ
اس ملعون کو بھی اکابر ائمہ اہلسنت حدیث اثنا عشر خلیفۃ و اثنا عشر ائمہ
مین داخل کرتے ہین اور امام برحق و خلیفہ راشد جانتے ہین چنانچہ کلام
شاہ عبدالحق صاحب سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے پھر اسکی اصلاح
مین کیون نہ کوشان ہون لیکن تعجب خیز یہ امر ہے کہ خلفای بنی عباسیہ
کے بارہین بھی ایسی ہی بدیہیات و متواترات کے منکر ہوتے ہین حالانکہ
انکو ائمہ خلفاے اثنا عشر والی حدیث مین بھی داخل نہین لیتے کیونکہ
وہ شرف تو بنی امیہ ہی کا خاص حصہ تھا معذلک ستر فضایح و قبایح
ان خلفائے بنی عباس کے بھے بڑے جوش و خروش سے امور
متواترہ تقینیہ کا انکار کرتے ہین اور اجماع ناقل کو غلط ٹھراتے ہین چنانچہ
علامہ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون فرماتے ہین منجملہ ان حکایتون کے
جسکو ملا جلا کر مورخین نے بیان کیا ہے اور تمامی مورخین نے اوپر
اتفاق کیا ہے یہ ہے کہ وجہ بربادی خاندان برامکہ مین بیان کرتے ہین
کہ خلیفہ ہارون رشید بوجہ مداومت شرب شراب اور تعشق و محبت اپنی
خواہر عباسہ و جعفر بن یحیے بن خالد برمکی وزیر کی چاہتا تھا کہ جلسہ شراب مین
ان سب کا مجمع رہے لیکن خیال پردہ شرعی سے رنگ اس محفل کا نہ

جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا اپنے وزیر جعفر برمکی سے عقد کردیا
باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کریں دونون مین تخلیہ ہونے
پائے جعفر برمکی تو حسب الشرط بخوف عتاب خلیفہ اسنے کو بچاتا رہا
اور باوصف عشق صحبت سے اوسکے مجتنب رہا لیکن عباسہ خواہر
ہارون رشید کی فریفتگی اپنے شوہر جعفر وزیر پر بڑہ تی گئی تا اینکہ براہ
حیلہ ومکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوے مورخین کا گمان ہے
کہ عباسہ نے جعفر کو شراب پلا کر جب خوب مخمور کیا اوس حالت نشہ مین
عباسہ کی تمنا بر آئی کہ حاملہ بھی ہوئی جب یہہ خبر ہارون رشید کو پہونچی
تو نہایت ہی غضبناک ہوا یہانتک کہ تمامی خاندان برامکہ کو اسی غصہ سے
ہلاک کیا ابن خلدون اس حکایت کے بعد کہتے ہین یہہ بات بہت
ہی بعید ہے یہہ امر منصب عباسہ سے اور اوسکی دینداری وعظمت
وجلالت سے دور ہے عبداللہ بن عباس کے چار پشتون کا صرف
فرق ہے اور یہہ چارون بزرگوار بھی اشراف دین عظام ملت سے ہین
کیونکہ عباسہ بیٹی ہے خلیفہ محمد مہدی بن عبداللہ ابو جعفر منصور بن محمد بن
بن علی ابوالخلفا بن عبداللہ ترجمان قرآن بن عباس عم رسول اللہ رض
کی ایک خلیفہ کی بیٹی ہے دوسرے خلیفہ کی بہن ہی منصوف ہے ملک عزیز
اور خلافت نبوی ص کے ساتھہ صحابی رسول بلکہ عم رسول کی پوتی ہے
اوس خاندان سے ہے جسکے لوگ امام ملت ہین اور مظہر انوار وحی
اور مہبط ملائکہ ہر طرف سے قریب العہد ہے ساتھہ عزت وجلالت وعظمت

دین کے دور ہین معائب و قبایح و فواحش سے اگر اس گھرانے مین
عفت و عصمت نہ پائی جائے گی تو پھر طہارت و پاکیزگی کا کہان ٹھکانا ہوگا
پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے جلیلۃ القدر و عظیمۃ المرتبہ کا عقد جعفر بن یحیی
برمکی سے ہو اور ایسے معظم خاندان عرب کی وصلت ایک مرد عجمی سے ہو
جسکے باپ دادا غلام رہے ہون اس خاندان کے کہ منتہاے شرف انکا
یہی ہے کہ وزیر تھا اس دولت کا اسی خاندان کی بدولت مدارج عالیہ
پر فایز ہوا اور کیونکر جایز ہے کہ ہارون رشید ایسا بادشاہ بلند ہمت
عالیمرتبت والا دودمان اپنی بہن کی شادی اپنے خاندان کی ازاد کردہ سے
کرے کہ اہل عجم سے ہو پس اگر کوئی شخص منصف مزاج اس حکایت مین
غور کرے اور نظر و تامل سے کام لے اور عباسہ کی جلالت و شان کو
خیال کرے کہ کیسے شاہنشاہ زمانے کی بیٹی تھی تو ضرور انکار کرے گا
اس عقد سے کہ ایسے شاہزادی کی شادی اس مرد عجم سے ہو پس بلا عذر
و تامل اس واقعہ کی تکذیب مین مبالغہ کرے گا کہان قدر عباسہ و ہارون رشید
کہان دوسرے لوگ وجہ غضب ہارون رشید برامکہ پر نہین ہے مگر تسلط
اونکا کہ ہارون رشید ذری ذری مال کے لئے محتاج ہوتا تھا اسی وجہ سے
اون لوگون کو ہلاک کیا تمام ہوا کلام ابن خلدون اب ناظرین باتمکین اسکے
فوائد پر غور کرین کہ چند فائدے حاصل ہوتے ہین پہلے یہہ کہ ان خلفاے
بنی عباسیہ کو جو اباء و اجداد سے تھے اس عباسہ کے جسنے باتفاق
کافہ مورخین بکر دختر جعفر برمکی سے وصلت حاصل کی اور حالت نشہ مین

ادس سے حل رکھایا اون سبکو ابن خلدون مذکور علماء دین و اشراف
ملت خلیفہ وابن خلیفہ مہبط ملئکہ و منظر انوار وحی جانتے ہین کہ اگر وہان
عفت نہ پائی جاتے گی تو پھر کہان حاصل ہوگی پس اس سے کمال
عظمت و جلالت ان خلفا کی اہلسنت کے نزدیک ثابت ہوئی از ینجا است
کہ علامہ سیوطی بعوض مودت ذوالقربے جو آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ
فی القربے سے ثابت ہے مودت بنی عباس کو واجب جانتے ہین و شہادت
توحید و رسالت کے ساتھ اسکے شہادت بھی ادا کرتے ہین چنانچہ رسالہ
اساس حق فی مناقب بنی عباس ہین جسمین چالیس حدیثین فضایل بنے
عباس نقل کی ہین فرماتے ہین واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
شہادۃ تحملہ الاساس اصلہا محبۃ النبی و فرعہا مودۃ بنی العباس و دوسرے
یہ کہ جو امر باجماع مورخین اہلسنت ثابت ہے اوسکو علامہ ابن خلدون اپنے
[illegible] سے ان خلفا کی باطل کرتے ہین حالانکہ
کوئی رد و قدح رواۃ وغیرہ بھی نہین پیش کرتے اب ہین منصفین عالیجناب
اور مدعیان اسلام و ایمان سے بکمال ادب عرض کرتا ہون

خدا فرمائے کیا جناب ام کلثوم دختر جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ
خیر المرسلین کی مقدر و منزلت عزت و جلالت عباسہ کے برابر ہی تھی
اور خلیفہ دوم کی حال النسبی بمقابلہ اہلبیت بنی کیا جعفر برمکی سے بھی
کم نہ تھی جو کبھی اسپر غور کرتے اور جیسا جوش و خروش اس امر اجماعی
مورخین کی تکذیب مین ایسا ہی جوش اس بضعۃ رسول کے بارہ مین ہوتا

کما نقل فی صواعق المحرقۃ ص ۸۴

کہ اس امر مختلف بین الفریقین کی تحقیق پر ایک اجمالی نظر ڈالی اور شتباہ رواۃ
واغلاط ناقلین کے چھان بین کرتے ہاے کیسی محبت دیانت اہلسنت پر
غالب ہوگئی کہ جو خلیفہ ہُوا اوسکی ہوا خواہی مین مبتلا ہوے خلفاے
ثلثہ کے بعد معاویہ و یزید و ہارون و مامون کے لیئے بھی ویسی ہی فدائی
بنی جو امران لوگون کے موجب طعن و عیب معلوم ہوے اونکی تاویل
کرنے لگے نہ بن پڑا تو انکار کر دیا یحیی بن خلدون ہین جنہون نے صرف اسی
ایک واقعہ کے انکار پر کفایت نہین کی دیگر وقائع مین بھی ان خلفاے
بنی عباسیہ کے یون ہین منکر ہوے مثلاً سکے کہ ہارون مامون کی شراب خوارے
اور قاضی یحیی بن اکثم کی ندیمی سے انکار کیا حالانکہ اسکو بھی اجماعی کا
مورخین سے جانتے ہین مگر کرتے ہین اور مامون رشید کے عاشقے
بوران بنت حسن بن سہل سے بھی انکار کیا چنانچہ بعد نقل اس قصہ کے
اجمالاً کہ مامون نے رات کی گشت مین ایکجگہ زنبیل دیوار سے لٹکی ہوی
دیکھی اوسپر بیٹھ گیا وہ زنبیل اوپر کھینچنے لگی وہان پہونچکر ایک مکان آراستہ
پیراستہ دیکھا اور نہایت حسین و جمیل لڑکے نظر پڑے تمام شب شراب
پلاتا رہا صبح کو جب اپنے دربار مین آیا تو اوسی کے عشق کے نشہ مین
مخمور تہا یہانتک کہ اوس فریفتگی مین اوس لڑکی کے باپ کو راضی کرکے
اوس سے عقد کرلیا فرماتے ہین کہان یہ سب امور اور کہان مامون سا
خلیفہ عالم دیندار سیرت خلفاے راشدین کا پابند کہ اپنے باپ دادا
سے جو سبکے سب خلیفہ تھے ارکان مذہب کی تعلیم لی ہمیشہ علما سے

ص ۱۱۱ ج ۳ جلد اول تاریخ ابن خلدون

بحث و مذاکرہ علمی مین مشغول رہتا تھا اور احکام خدا کا مطیع تھا اوس سے
ان امور کو کیا مناسبت جو فساق و فجار کے افعال سے ہین اور اوباش
و عشاق کے اطوار سے اور ان امور کو بوران دختر حسن بن سہل سے
کیا واسطہ جو اوس خاندان شریف سے تھے کہ جہان بجز عفت و عصمت
کسی امر کا چرچہ بھی نہ تھا اسیطرح بہت سی حکایتین ہین جنسے مورخین کی
کتابین مملو ہین چونکہ یہ لوگ خود ایسے لذات محرمہ اور فسق و فجور مین مبتلا
رہتے ہین لہذا ایسے ایسے حکایات و روایات بنا کر ایسے لوگون کیطرف
منسوب کر دیتے ہین تاکہ وقت دار و گیر انہین قصونکو پیش کرین اور طعن و
لعن سے اپنی جان کو بچائین انتہے خلاصہ کلام ابن خلدون پس جائے حیرت
بلکہ محل حسرت ہے کہ ہارون و مامون کے یون پلہ کشی کیجاے اور اہلبیت
رسول ذریت بتول مخدرات صرادق عظمت و جلالت صاحبان آیہ تطہیر
کے بارہین برعکس اسکے وہ خارج از عقل و قیاس باتین نسبت کیجائین
جنکو کوئی عاقل و دیندار قبول نہ کرے پس گو اہل اسلام تابعین خیر الانام
عموما حسب احکام اکابر اہلسنت مثل قاضی عیاض و ماذری و نووی
و شاہ عبد الحق و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و ابن خلدون مجاز
تھے کہ محض بخیال شرافت و سیادت و عظمت و جلالت بضعہ رسول سرور عالم
فخر بنی آدم و دنائت و رزالت خاندانی خلیفہ دوم و فظاظت و غلظت ذاتی
حضرت ثانی اس نسبت مناکحت سے انکار کرین اور بقسم خدا و رسول و
شہادت ملئکہ مقربین و انبیاء مرسلین بلا خوف و ہراس کہین ہیہات ہیہات

مہت بعید ہے شان وعظمت وجلالت جناب امیر نفس رسول بشیر ونذیر
سے کہ اپنے پارہ جگر دختر نیک اختر حضرت اُم کلثوم بنت سیدہ نساء العالمین
کا عقد باین تفاوت سنی خلیفہ دوم سے کریں جنکے ایمان کو حسب روایات
فریقین کفار سے ہمسری ہو اور بقول ابو حنیفہ ایمان ابلیس کو اونپر برتری
اور حضرت عباس وعمرو عاص وخالد بن ولید ومہاجر بن خالد وخولہ بنت
حکیم وغیرہ وغیرہ صحابہ وصحابیہ مقبولین اہلسنت بلکہ ابوسفیان وغیرہ اونکے نسب
وحسب پر طاعن ہیں عم اشرف الناس نبی باین ہمہ گی وعظمت وجلالت صاف
وہ گالیان سنائیں کہ رذیل سے رذیل بھی وہ گالی نہ سنے بھلا ممکن ہے
کہ جنکو رسالت مآب اپنی دختر نیک اختر کے لائق نہ جانیں اور انکار کریں
اوس دختر کی دختر کے قابل کیونکر ہو سکتا ہے اور کیا جناب امیرؑ کو حاشیہ
بلکہ ام ابان کے برابر بھی قدرت نہ تھی جو ایسے قصد سے خلیفہ کو بار کہتے
چہ جائیکہ جناب امیر سا امام الاتقین نفس فخر المرسلین بآن علو ہمت اس
افحش طریقہ سے بلا عقد ونکاح اپنے پارہ جگر بضعہ خیر البشر کو اس شیخ سوء
کے پاس بھیجدیں جس سے کشف ساق وتقبیل وضم صدر وغیرہ امور ظاہر
ہوا اور ان بنی ہاشم کو جنپر غیرت وحمیت کا خاتمہ ہے کچھ جوش بھی نہ آئے
لا واللہ لا واللہ لا یکون ذلک ابدا جو شخص صاحب عقل وانصاف ان وقایع کا
مین غور وتامل سے کام لیگا اور کچھ بھی خیال خدا ورسول ہوگا تو اس واقعہ
سے بدیہہ عقل انکار کریگا اور بلا تامل تکذیب محدثین مورخین مین کد
وکاوش کریگا خصوصاً اہلسنت جنکو اثبات ایمان واداب تسنا سی خلیفہ دوم

جلد اول ص ۱۱۲ جلد دوم ص ۱۲۱ مین قول ابو حنیفہ کہ ایمان ابلیس وایمان ابوبکر یکساں ہے

ایمان ابی سفیان کامل ہوگا اور مساوی ہوگا ایمان ابوبکر کے مساوی ہونا محال ہے ۱۲

کی اشد ضرورت ہی بھلا کب مان سکتے ہین کہ خلیفہ دوم بخیال حق تلفی ابوبکر
اونکی بیٹی ام کلثوم کے عقد سے باز آئین اور بغرض حق تلفی رسول و ایذاے
اہلبیت طاہرین و ابطال احکام سید المرسلین اس جبر شدید کے ساتھ
عقد کرین اور موذی خدا و رسول ہنین حاشا و کلا ہرگز عقلا و منصفین اہلسنت
اسکو نہین مان سکتے اور بدون ابطال و تردید ان روایات موضوعہ کے
اونکو چارہ نہین چنانچہ انشاء اللہ غلطی در موضوعیت ان روایات کے
بنا بر اصول اہلسنت ثابت کیجائیگی پس گو کہ محض یہی امور عقلیہ بدیہیہ اسکے رد و
ابطال کے لیئے کافی تھے اور ہین لیکن چونکہ الحق مثل اہلسنت خوشامد پرستان
بنی امیہ و بنی عباس ہٹ دہرم و نا انصاف نہین ہین بلکہ مدار اونکی تقریر و
تحریر کا احقاق حق و تحقیق امر واقع پر رہتا ہے لہذا مین ابھی اون احکام عام
سنکرین وقائع صحیحہ کو تکذیب و انکار مین اس واقعہ موضوعہ و غلط کی جارے
نہین کرتا بلکہ خاص حکم فاضل رشید کو بھی جو در بارہ تکذیب و ابطال حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ چار یار کہا کہ چونکہ یہہ حدیث صحیح مستلزم
شناعت قطعیہ چار یار ہے لہذا باتفاق فریقین رد و ابطال یا تاویل اوسکی
واجب ہے ہم جاری نہین کرتا بلکہ صرف یہی کہتا ہون کہ عقل و نقل کو ملاکر
امانت و دیانت کے ساتھہ تاریخی واقعات سے جانچ کر اس نکاح کے
عدم وقوع یا وقوع کا یقین کرو اگر اسکے ساتھہ اون فسادات اور
قباحتوں کا بھی لحاظ ہو جو مذکور ہوے تو سبحان اللہ نور علے نور اور اس
بارہ مین نہ کسی شیعہ کا قول ہو جنکو اہلبیت رسول سے خاص تعلق ہے

نہ اونکی روایتین دیکھو بلکہ صرف اپنے ہی علماے اہلسنت سے (جو صحابہ بلکہ
خلیفہ دوم کے فدائے خاص اور جان نثار ہین اور اہلبیت طاہرین کے
دشمن یا غیر طرفدار) اقوال سے تطبیق دے لو اور جمع و توفیق کر لو انشاء اللہ
بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ یہہ نکاح واقع ہوا نہ اس قصہ کی اصلیت ہے
راویون نے یا بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین آکر دو تین ہمنامون کے
قصے دوسری طرف جوڑ دیے یا بے ایمان جھوٹے راویون نے جان بوجھکر
اس غلط قصہ کو گڑھا اور جھوٹی تہمت لگاکر اپنے موضوعات کو مشہور کر دیا
اور اونکے بعد والی علمانے بلا غور و تامل بلا تحقیق و تفحص اوسکے نقل کی
یا وہ بھی اوسی وضع و افترا اور جعل و تہمت مین اونکے شریک غالب ہوے
لہذا اسکی تحقیقات واقعی بر بنیاد دو اصول دو مقالون مین کیجاتی ہے

**مقالہ اولے** بر بنیاد اصول اشتباہ رواۃ ہر صاحب عقل سلیم و فہم
مستقیم اگر ذرا غور و تامل سے کام لے اور عنان انصاف ہاتھ سے نہ دے
تو بالیقین معلوم کریگا کہ اگر رواۃ اس قصہ کے بفرض تسلیم بالعمد مرتکب
کذب صریح و افترائے قبیح نہین ہوے تو نقل واقعہ مین مبتلاے اوہام
و خطا ضرور ہوے اور کسی وجہ سے (خصوصًا بجہت اشتراک نام) اشتباہ کر کے
اونہونے مختلف اشخاص کے واقعات کو شخص واحد کیطرف منسوب کر دیا
لہذا پہلے مین نتیجہ تحقیقات یعنی اصل کیفیت واقعہ لکھتا ہون پھر اوسکی
دلیلین بعد اوسکے وجوہ اشتباہ و اغلاط اور دلایل اور نظائر اوسکے

**امر اول** یعنی حقیقت نکاح) پس واضح رائے منصفت پیرای اہل خبرت

کہ جہانتک کتب سیر و تواریخ و احادیث اہلسنت پر اسمادہ مین نظر ڈالیجاے
اور تحقیقات واقعی کیجاے وہانتک یہہ امر یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ کسیطرح
نہ یہہ عقد واقع ہوا نہ کوئی تذکرہ اسکا آیا بلکہ اصلیت اسکی اسقدر معلوم ہوتی ہے
کہ چونکہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے جو بعد ابوبکر پیدا ہوئے تھے
اپنے ایام خلافت مین عقد کرنا چاہا اور عایشہ کو اسکا پیغام دیا ام کلثوم
مذکور نے انکار کلی کیا اور خلیفہ دوم کی شدت و خشونت و غلظت و فظاظت
کے سبب سے بالکل ناپسند کیا تو بی بی عایشہ نے مضطر ہو کر عمر و عاص
حیلہ ور کو بیچ مین ڈالا اور سنے اس عقد کے ہونے سے لزوم حق تلفی ابوبکر
کا خیال دلا کر عمر کو روکا پس یہہ ایک مادہ اصرار و انکار کا اونکو ہاتھہ لگا جسکو
کل روایات عقد مین بیان کرتے ہین اور انکار ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ
بھی اصل انکار و اصرار کا موید ہوا دوسرا امر باعث تیقن بوقوع عقد یہہ ہوا
کہ چونکہ خلیفہ دوم کی ایک زوجہ جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی جس سے
زید بن عمر متولد ہوا اور مادر و پسر نے بوقت واحد ایام معویہ مین وفات پائی
اوس زوجہ کا نام ام کلثوم تھا اور صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط سے عقد کیا کہ وہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم ہوئین پس یہہ دو مادہ
اونکے تیقن بوقوع عقد بعد انکار کے ہوے ایک ام کلثوم کا انکار کرنا اور دوم ام کلثوم
کا زوجہ عمر ہونا جاہلیت اور اسلام مین اب بواہ و ناقلان اخبار نے خواہ بہ
اشتباہ خواہ بالقصد انمین دونو واقعہ کو منشا انتزاع قرار دیکر یہہ اختراع کیا
کہ ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے خلیفہ دوم نے خطبہ عقد کیا جناب امیر نے

خطبہ عمر از ام کلثوم دختر ابوبکر
مادہ اول قصہ

ام کلثوم دختر ابوبکر کا عقد عمر سے ہونا
راے و خطاب ام ابان
بنت عتبہ بن ربیعہ
کا ثابت ہونا بیقین
دین خبر و دیگر
عالبا و بخاری
عالبا ۱۲ کامل
صفحہ ۲۳ ج ۳

دوسری مادہ اصرار و انکار کا

انکار کیا ادہر سے اصرار ہوا آخر عقد واقع ہوا اور اونسے زید پیدا ہوے
اور مان بیٹے نے ساتھہ بوقت واحد بعہد معاویہ وفات کیا اور جناب امام حسینؑ
نے نماز جنازہ پڑہے پس دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف روایات
کو نام کے اشتراک کے سبب سے جناب ام کلثوم علیہا السلام کیطرف
خواہ بالعمد خواہ بالاشتباہ منسوب کیا اور انحضرت کو سرمایہ افتخار رہا تیسرا
کہ عمر بن الخطاب کا عقد دختر جناب امیرؑ سے ہوا یہ اصل واقعہ ہے
کہ غتر بود کا قصہ نقل کا اصل بنا **امر دوم** یعنی دلایل ان دعود نکی
پس دعوے اول یہہ ہے کہ ایک ام کلثوم دختر ابوبکر تھی اثبات اسکا اصل
کتاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم مین اصابہ[۱] نے معرفہ الصحابہ[۲] اور اسماء الرجال
مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی[۳] اور تاریخ الخلفاء[۴] سیوطی[۵] در صحیح مسلم[۶] اور موطائے
امام مالک اور کنز العمال[۷] در کتاب کامل علامہ ابن اثیر جرزی[۸] وغیرہ سے
کیا گیا ہے یہان صرف عبارت شیخ عبدالحق[۹] دہلوی کے ترجمہ پر اکتفا
ہوتا ہے کہ ابوبکر کے دختروں کے ذکر مین فرماتے ہین لیکن ہٹیان پس عائشہ
خواہر عبدالرحمن اسماء بنت ابوبکر خواہر عبداللہ بن ابی بکر جو سب سے
بڑی تھی اور ام کلثوم سب سے چھوٹی تھی اور مان اوسکی نصر[۱۰] یہ تھی پس
ام کلثوم دختر ابوبکر کا وجود ثابت ہوا باقی رہا دعوی دوم یعنی قصہ عمر
بعقد ام کلثوم دختر ابوبکر اور انکار اوسکا پس ثبوت اسکا اصل کتاب مین
کئی طرح سے کیا گیا ہے یہان وہی عبارت کتاب کامل علامہ ابن اثیر
جرزی کافی ہے جو سابقا مذکور ہوئی کہ عمر نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے

---

امر دوم یعنی دلایل ان دعود نکی

۱ اصابہ صفحہ ۳۴۲

۲ معرفہ الصحابہ

۳ تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۰

۴ اسماء الرجال مشکوۃ صفحہ ۳۰ و رفیق علمی

۵ اصابہ جلد ۴ مین ام کلثوم بنت ابوبکر حبیبہ بنت خارجہ صفحہ ۴۲

۶ کتاب کامل ج ۳ مطبوعہ

عقد کرنے کا قصد کیا اور عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم نے انکار کیا اور کہا
مرد شدید خشن العیش ہے کہ دروازہ خیمہ اپنے ازواج پر بند کرتا ہی تیوری
چڑہائے گھر مین آتا ہے اور ناک بھون چڑہائے باہر جاتا ہے مین ایسے
شخص سے نکاح کرنا نہین چاہتی تا آخر روایت جو سابقا مذکور ہوئی
اور رجال مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی مین ہے کہ ابوبکر نے عایشہ سے وصیت کی رجال مشکوۃ ۱۱۵
کہ مجھے القا ہوا ہے کہ مری زوجہ حبیبہ بنت خارجہ سے لڑکی پیدا ہوگی او سکے
بارہین نیک وصیت کرتا ہون پس بعد موت ابوبکر لڑکی پیدا ہوئی عایشہ نے
او سکا ام کلثوم نام رکہا عمر نے او سکا خطبہ کیا تو ام کلثوم نے انکار کیا
اور عایشہ سے کہا کہ تم مجھے عمر سے بیاہتے ہو حالانکہ او سکی شدت و خشونت
عیش سے بخوبی واقف ہو واللہ اگر میرا نکاح اوس سے کیا تو مین قبر
رسول پر جاؤنگی اور اسکی فریاد کرونگی ہم ایسے شخص سے عقد کرینگے
جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون پس عایشہ نے عمرو عاص کو بلایا
اور یہ قصہ سنایا عمرو عاص نے کہا ہم تمہاری کفایت کرینگے پس عمرو عاص نے
بکر و حیلہ عمر کو اس عقد سے روکا اتنے پس ام کلثوم دختر ابوبکر سے عمر کا
قصد عقد کرنا اور اسکا انکار بلکہ قبر رسول مختار سے فریاد کرنے کا غرض بشرط
وقوع عقد اور عایشہ کا اضطرار بخوبی ثابت ہوا لیکن دعوی عموم کا ثبوت
کہ خلیفہ دوم کی زوجہ کا نام ام کلثوم تھا پس ثبوت اسکا ہی چند دلائل
کتاب کامل و اصابہ و تاریخ طبری و تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی و اسماء الرجال مشکوۃ
شیخ عبدالحق دہلوی و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ وغیرہ سے اصل کتابین

مندرج ہے یہان اصابہ اور کامل سے اثبات کیا جاتا ہے اصابہ
مین ہے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر بن الخطاب والدہ عبید اللہ
بن عمر ذکر اوسکا بخاری مین بھی آیا ہی بلا ذکر نام اور کتاب کامل مین ہے عبید اللہ بن عمر اور زید
اصغر کی مان ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہی کہ اسلام نے دونون جد اعلی الدی انتہے اسی
عبارت سے دعوی چہارم یعنے زید بن عمر کا شکم ام کلثوم مذکور سے ہونا بھی
ثابت ہوا ہان یہان یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم تو بسبب اسلام کے
خلیفہ سے علحدہ ہو گئین پھر وہ یہین کہان جو محل اشتباہ رواۃ مین پیش کرسکین اور
اسکے قایل ہون کہ خطبہ و انکار ام کلثوم دختر ابوبکر و زوجیت ام کلثوم
سابقہ نے رواۃ کو مشتبہ کیا مگر یہ شبہ محض وہمی ہے کیونکہ جب اشتباہ
ہی ہے تو پھر رہنے کی کیا ضرورت ہی اشتباہ تو بلا وجود بھی ہو جاتا ہے
چہ جائیکہ یہان تو وجوہ بھی قائم ہے گو بفرض تسلیم اوسکو زمانہ ممتد گذرا ہو
معذلک زوجیت ام کلثوم کی خود اسلام کی حالت مین ثابت کرتا ہون
کیونکہ اس ام کلثوم کے پسر زید کو زید اصغر کہتے ہین اور حضرت ام کلثوم کے
فرضی پسر کو زید اکبر پس ضرور ہے کہ زید اصغر چھوٹے ہون زید اکبر فرضی سے
اور وہ بدون بقاے ام کلثوم بنت جرول اور زید اصغر و حیات خلیفہ دوم تین
ولادت زید اکبر فرضی کے بعد تک جو متصل بوقت وفات خلیفہ دوم ہے
ناممکن ہے اور نیز عبید اللہ بن عمر کو بھی بطن ام کلثوم خزاعیہ مذکور سے قرار
دیتے ہین پس اگر ایام عدہ مین مفارقت ہوتے ہوتی تو ولادت ثلاثہ نون
زید بن عمر و عبد اللہ بن عمر کے مقدم ہوتے اس مفارقت پر پس انکا

شمار افراد صحابہ مین ضرور ہوتا حالانکہ کوئی اونکو اصحاب مین سے نہین کہتا
بلکہ تابعی کہتے ہین چنانچہ شاہ عبدالحق نے صرف عبداللہ بن عمر کو صحابہ
مین شمار کیا ہے اور عبدالرحمن اکبر برادر حقیقی عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ عہد
رسول مین پیدا ہوا مگر کوئی حدیث یاد کرنیکے نوبت نہ آئی پس بخوبی
ثابت ہوا کہ ایام ہدنہ یعنے زمانہ صلح حدیبیہ مین خلیفہ دوم سے اور اونکی زوجہ
ام کلثوم سے مفارقت نہین ہوئی پس یہہ بیانات اونکے غلط ٹھہرے علاوہ
اسکے اس بنیاد پر کہ ایام ہدنہ مین مفارقت ہوئی ہو وہ فضائل خلیفہ دوم
کہ بدولت انکی اسلام کے اسلام کو قوت ہوئی عبادت خدا علانیہ ہونے لگی
ہوا ہوتے ہین کیونکہ جب انکی اسلام خشونت الیتام نے اتنی بھی تاثیر نہ کی
کہ اپنی بی بی کو مسلمان بناتے تو دوسرون مین کیا تاثیر ہوگی یہ صفت خلیفہ
اول ہی کے لئے مبارک رہنے دین کہ تا بہ فتح مکہ نہ اونکے باپ مسلمان ہوئے
نہ بی بی نے اسلام قبول کیا نہ بیٹے نے بلکہ عبدالرحمن بن ابوبکر تو بروز فتح
مکہ لڑنے آئی تھے جسپر اونکے پدر شفیق شیخ عتیق ابوبکر صدیق کو جوش آیا
انکی یعنی خلیفہ اول کی زوجہ کو البتہ ایام ہدنہ مین طلاق ہوا کیونکہ وہ کافرہ
ایسی جابرہ تہی کہ کسیطرح اسلام قبول نہ کیا آخر جدا ہی ہوئی خلیفہ دوم کو
کہان اتنی تاب تھی کہ اپنی بی بی کو کافرہ رہنے دین بہن بہنوئی کے مسلمان
ہونے پر تو یہ جوش آیا کہ گھر مین گھسکر خوب زدوکوب کی جب سب اہل ایمان
ہوے تب چھوڑا پس کب ممکن ہے کہ ایسا شخص جابر شدید اپنی زوجہ کو
حالت کفر مین رہنے دے اور کوئی قابو نہ چل سکے پس اس سے معلوم ہوا

کہ وہ بیان انکار محض غلط ہی علاوہ بران خود ازالۃ الخفا مین بہت سے امور ایام خلافت کے
ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم کیطرف منسوب ہین چندروایتون مین اسکا تذکرہ ہی جس سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم
زوجہ سابقہ زوجیت مین ہی پس قول ان علما کا بمفارقت ام کلثوم سابقہ غلط ٹھہرا اب بیان قدرت خدا
دیکھنا چاہئے کہ اگرچہ یہہ وجوہ دفع شبہ کے لیے کافی ووافی تہی مگر چونکہ ان
علماے اعلام کے اقوال مین مذکور تہا کہ جب آیہ لاتمسکوا بعصم الکوافر نازل ہوئی تو خلیفہ نے
ام کلثوم مذکورہ کو طلاق دیا جیسا کہ اصابہ ابن حجر عسقلانی مین ہے تو
اسکی تحقیقات کے لیئے تفاسیر اہلبیت پر نظر ڈالی خصوصاً تفسیر کبیر
امام فخر الدین رازی پر توجہ ہوی مگر انمین سے اس قول کی تصدیق نہ
ہوی کسینے یہہ نہ لکہا کہ اس آیہ کے نزول کے وقت خلیفہ دوم نے اپنی
زوجہ سابقہ ام کلثوم کو یا دیگر ازواج کو طلاق دیا ہو بلکہ برعکس اسکے
یہہ فائدہ جدیدہ حاصل ہوا کہ بعد نزول اس آیہ کے خلیفہ دوم نے
دوسرے ام کلثوم سے بمقام حدیبیہ جہان انکو بثوت جناب رسالتمآب صلے اللہ
علیہ وآلہ مین شک ہوا تہا عقد کیا پس اب دو ام کلثوم جاہلیت و اسلام کے
ملاکر انکی زوجیت مین در آئین ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید
جو ایام جاہلیت سے عقد مین تھے دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط
جس سے بعد نزول آیہ مذکورہ عقد کیا چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے بتبدیل

دوسرے ام کلثوم زوجہ عمر کا بیان

تفسیر آیہ لاتمسکوا بعصم الکوافر کی روایت سے روایت ہی کہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط
اوٹہتی جوانی مین اپنے شوہر عمر و عاص سے بہاگ کر خدمت رسول خدا
مین حاضر ہوے اور اوسکے ساتھ دونو بہائی اوسکے عمارہ اور ولید

۱۹۱

تفسیر کبیر ج ۸ مطبوعہ مصر
اصل روایت صحیح بخاری مین ہے
موجودہی ص ۳۷۱ ج ۲ مطبوعہ میمنہ
قسطلانی ج ۴ ص ۳۴۹
مطبوعہ نو لکشور

بھی بھاگ کر آئے پس کفار قریش سے اعزا اور اقربا ام کلثوم کے آنحضرت
پاس آئے اور کہا کہ حسب شرائط صلحنامہ ان لوگون کو واپس کیجئے آنحضرت
نے عمارہ اور ولید برادران ام کلثوم کو حوالہ کر دیا جب ام کلثوم کی استرداد
کا دعوے کیا تو فرمایا وہ شرطین دربارہ مردون کے تھین نہ دربارہ عورتون کے
اور بروایت ضحاک آنحضرت نے فرمایا کہ شرط یہہ تھی کہ اگر کوی عورت بحالت کفر
آئے تب واپس کرین اور اگر مسلمان ہوکر آئے اور شوہر دار ہو تو جو کچھ اوسکے
شوہر کا خرچ ہوا ہو پھیر دین پس بنا بر اسی قاعدہ کے آنحضرت نے
ام کلثوم سے بحلف پوچھا جو اوسنے بیان کیا حضرت نے دے دیا بعد اوسکے
عمر نے اوس ام کلثوم سے عقد کر لیا انتہے پس اس روایت سے بعوض وقوع
طلاق ام کلثوم زوجہ ایام جاہلیت وقوع عقد خلیفہ دوم ام کلثوم بنت عقبہ
بن ابی معیط کے ساتھ ثابت ہوا والحمد للہ مین سمجھتا ہون کہ شاید رواۃ اہلسنت کو
یہان بھی اشتباہ ہوا کہ فرار ام کلثوم کو زوجیت عمر و عاص سے خلیفہ دوم کے
تقارب اسم بطور طلاق منسوب کر دیا اور روایت کرنے لگے کہ خلیفہ دوم نے
ام کلثوم کو طلاق دی یا بغرض مساوات خلیفہ اول و ثانی بعد ایسی نسبت کے
مرتکب ہوے ہون کیونکہ بوقت ہدنہ زوجہ ابو بکر و ابو بکر سے مفارقت واقع
ہوئی ہے بہرکیف میرا دعوے بخوبی ثابت ہوا کہ ام کلثوم خلیفہ دوم کی ایک
وہ زوجہ ہے جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی دوسری ام کلثوم
جو اسلام مین وقت صلح حدیبیہ سے انکی خدمت مین آئی اور تیسری ام کلثوم
تیسری زوجہ عمر کا نام بھی ام کلثوم مرقوم ہے یعنے مادر عاصم بن عمر کو بھی

ص ۲۵۱ تاریخ خمیس ج ۲ مصر

ام کلثوم کہتی ہین وہذہ عبادتہ و عاصم امہ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت
حمی الدین یعنے عاصم بن عمر کی مان ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے
پس یک نشد دو شد بلکہ سہ شد کی بخوبی تصدیق ہوئی باقی رہا دعوے پنجم یعنے
اسی ام کلثوم اور زید مان بیٹے نے وقت واحد مین بعہد معاویہ وفات
کیا پس ثبوت اسکا خود اسے سی ظاہر ہے کہ جناب ام کلثوم دختر جناب امیرؑ
اپنی بھائی جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کے ساتھ معرکہ کربلا مین شریک
رہین اور سارے ظلم و جور و ستم و مصائب و الام مین اپنے بھائی امام حسینؑ
کے غمخوار رہین اور بعد شہادت سید الشہدا ایک مدت تک اسیری مین آلام
سہا کین پس اگر حضرت ام کلثوم نے عہد معاویہ مین وفات پائی ہوتی جیسا
کہ رواۃ اہلسنت کا بیان ہے تو معرکہ کربلا مین جو اسکی مدت بعد ہوا کیونکر
شریک ہوتین اور کاہیکو یہہ مصائب و آلام جھیلنے پڑتے پس معلوم ہوا
کہ وفات کرنیوالی اپنے بیٹے زید کے ساتھ بعہد معاویہ دوسری ام کلثوم
ہے یعنے زوجہ سابقہ خلیفہ دوم اور شریک معرکہ کربلا دوسرے ام کلثوم
ہین یعنے دختر جناب امیرؑ خواہر جناب امام حسینؑ دونون مین کوی واسطہ
نہین صرف نام کے اشتراک نے رواۃ کو اشتباہ مین ڈالا اور بوجہ شہرت اس نام
کے دو اور عورتون کے مختلف قصے اوسپر منسوب ہی اور درصورتیکہ
خود صحیح بخاری[1] مین مکہ کا قصہ اور مدینہ کا ملا جلا کر بیان ہوا ہے تو اگر روایات
غیر صحیحہ مین باوجود اسباب اشتباہ کہ قوے اونکے اشتراک نام ہے اشتباہ ہو
تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے امر سوم یعنے اسباب اشتباہ دو حقیقتون مین مشترکہ

[1] صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ و صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ و فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۲۸ و زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۲۱۲ و فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۲۸

فصل اسباب اشتباہ

یہ امر روزمرہ کے مشاہدہ اور ہر روز کے تجربہ سے ہر شخص پر مثل بدیہیات
کے ظاہر ہے کہ جو امور ہماری نگاہ ہونکے سامنے ہوتے ہین اور دس تیس
بلکہ سو ہزار اوسکے دیکھنے والے ہوتے ہین دیکھی ہوی بات مین دوسرے وقت
کیا دھوکے واقع ہوتے ہین حتی کہ اون مشاہدات مین جسکی زیارت و حفاظت
اثار مین لوگ کوشان رہتے ہین ایسے دھوکے پڑتے ہین کہ اصل امر کا
دریافت محال ہوجاتا ہے چنانچہ مولوی حیدر علی دربارہ عدم تعین قبر مطہر
جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ خیر المرسلین کہتے ہین اگر مراد شما انیست کہ از
عبارت کتاب مسطور دریافت میشود کہ مقام قبر او معین نیست پس مسلم است
بسیارے از قبور بزرگان در صدر اول معلوم بود و بعد ازان بجہت بعد زمان
و تقادم عہد اختلاف روایات بیش از بیش پیدا شد و تحقیق آن کما ینبغی پہلو
استحالہ زدکمافی ازالۃ العین پس جب ایسی قبر مبارک جو زیارت گاہ عام ص۹۱
مسلمین تھی باوصف سعی ضابطین آثار و حافظین اسرار و اخبار یون محو ہوے
کہ تحقیق اوسکی ہم پہلوے محال قرار پائی تو وائے بر حال اخبار سماعیہ کہ
مدار اوسکا نقل و حکایت پر اون مشاہدات کی ہے جو یون محو و سہو ہوتی جاتی ہین
بھر کیف جب اون مشاہدات کی نقل ہونے لگی تو خود دیکھنے والے اوس
ایک واقعہ کو کئی طرح سے بیان کرتے ہین اور سننے والے لوگ اون
اخبار سماعیہ کو کتنے مختلف طور سے سنتے ہین اور اسیطرح جب نقل اوسکی
منتشر ہوی اور وہ خبر دور دور تک شہرت ہوئی تو بلا قصد وضع و افتراء
بغیر کسی سبب خاص اور ذاتی ضرورت کے کتنے رنگ بدل جاتے ہین اصلی

واقعہ تو غایب ہو جاتا ہے اور سیکڑون ہزارون اضافہ اور سپہ ہو جاتے ہین
پس جسنے آنکھونکی دیکھی بھالی باتونمین یہ شگوفے پیدا ہوتے ہین اور تنکا پہاڑ
بن جاتا ہے تو جن خبرون کو تیرہ سو برس گذر گئے اوسکی کیا حالت ہوگی
جنکا لکھنا پڑہنا ہوا بھی تو دو سے برس کے بعد کہ اونمین سنی سنائی باتونکو
لوگون نے لکھا اور سنا بھی اونکی زبانی جو ایکطرف کے پکے طرفدار
دوسری طرف کے پورے دشمن تھے اور جسطرف کے طرفدار تھے وہ سب
امرا اور سلاطین تھے آل رسول کے جانی دشمن جو صرف اس غرض سے
کہ اہلبیت رسول کے توہین اور ان امرا کے اور اونکے بزرگون کی مدح ثنا
مین احادیث وضعی بنائی جاتین ہزارون کرورون روپیہ انعام مین صرف
کرتے تھے اور بنانے والے بھی ایسے تھے کہ خوشامد مین کبوتر بازی قمار بازی
وغیرہ کے لیئے خود رسول پر تہمت لگا دیتے تھے پس ان سب حالات مین
کا موضوع ہو جانا اور غلط خبرونکا شتہر ہونا امر بدیہیات سے ہے
اور جب بدون ان امور کے بلکہ بلا اسباب اشتباہ روایات مشتبہ اور غلط خبرین رائج
اہلسنت مین ملتی ہین تو یہان باوجود اسباب اشتباہ بلکہ قراین موضوع و جعلی
ہونیکے کیونکہ تیقن باشتباہ و جعل ہو پس ایک سبب قوی اشتباہ
اشتراک نام واحد ہے تین چار شخصون مین ایک ام کلثوم دختر ابوبکر دوسری
ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر تیسری ام کلثوم زوجہ سہلا میہ عمر جو پیچھے حبالہ علیا مکرمہ
جناب ام کلثوم دختر جناب امیر المومنین علیہ السلام مین دیا تین ام کلثوم کا
حال چوتھے ام کلثوم کیطرف منسوب ہو جانا نہایت درجہ آسان و سہل ہے

اسباب اشتباہ

بلکہ تفریق کرنا اور علحدہ کرنا خود نہایت مشکل کام ہے اور جب بخاری سا عالم
امام فن حدیث ایسے اشتباہ مین مبتلا ہوا کہ مکہ کے قصہ کو مدینہ کے قصہ
مین ملا کر اپنی صحیح مین داخل کر دیا اور تفریق نہ کر سکا تو دوسرونکا کیا ذکر ہے
اور جب خود امام اعظم ابو حنیفہ کے بارہ مین بہت سے علماے اہلسنّت کو
یہی حادثہ پیش آیا تو عورتون کے بارہ مین اشتباہ ہونا کیونکر تعجب انگیز ہو سکتا ہے
جنکی شان سے مستوریت ہے اور تحقیق کی کوئی ایسی ضرورت نہین دوسرا سبب
اشتباہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت ام کلثوم و زینب دختران جناب امیر انوا سیان
حضرت رسول صلعم کے سبب عظمت و جلالت و منتہاے شرافت و کرامت
نہایت درجہ مشہور تھین کہ قریب قریب ہر شخص انسے واقف تھا اور
بخوبی انکو جانتا تھا تو اب ممکن ہے کہ جو واقعہ بہ نسبت نام ام کلثوم کے
سنا گیا وہ بلا تحقیق و تفحص ان حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب ہو گیا کیونکہ
قاعدہ ہے واقعات و حالات اونہین لوگون کے زیادہ تر مذکور ہوتے ہین
جو کسیطرح کی شہرت رکھتے ہون ورنہ گمنامون کو کوئی اتنا پوچھتا بھی نہین
نہ اوس سے واقف ہوتا ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہو گا کہ ابن حجر
عسقلانی نے روایت شراب بخواری ابو بکر مین اسی شہرت کو پیش کیا ہے
تیسرا سبب اشتباہ انکار ام کلثوم دختر ابو بکر ہے عقد عمر سے کیونکہ اول ام کلثوم
کے نام ہی سننے سے ذہن کا انتقال فوری طرف حضرت ام کلثوم
کے ہوا اسلیئے کہ بہت سے لوگ تو یہ بھی نہ جانتے ہونگے کہ دوسرا کوئی
بھی اس نام کا ہے حتّٰے کہ خود علماے اہلسنّت سے بہت لوگون کو

دوم ا سبب

تیم ا سبب

ابتک نہین معلوم ہے اور بالخصوص ابوبکر کی دختر ام کلثوم سے تو اور بھی
ناواقف تہی کیونکہ مشہور بیٹیان اونکی اول درجہ تو بی بی عایشہ تہین بعد اونکے
اسما حالانکہ اسما انہین سب سے بڑی تہین مگر جسقدر لوگ بی بی عایشہ سے
واقف ہین اسما سے ہرگز اتنا کوی آشنا نہین پھر ام کلثوم دختر ابوبکر سے
واقفیت کیونکر ہوتی اور خود اسکی پیدایش بہی تو بعد وفات ابوبکر ہے
پس محض گمنامی ہی کی حالت مین رہے تو اب جسنے خطبہ ام کلثوم کو
سنا بتا در فوری طرف حضرت ام کلثوم ؑ کے ہوا تانیا جب وسلے ساتہ
ام کلثوم کے انکار کو سنا تو اب یقین کلی ہوگیا کہ یہ وہی ام کلثوم دختر جناب
امیر المومنین ہین ورنہ دختر ابوبکر سے اور انکار عقد عمر سے کیا مناسبت پس
بلا تحقیق و تفحص اونہین پاک سیدہ کیطرف سارا واقعہ منسوب ہوا جو نوا سی
رسول تہین کہ بوجہ عظمت و جلالت اونسے سب واقف تہے اور اصل انکار
ام کلثوم کو طرف جناب امیر ؑ کے منسوب کیا اگرچہ بعض لوگ تفرقہ کے
لئے بنت بہی ذکر کرتے ہین مگر نہ سبکا یہ قاعدہ کلیہ ہے اور نہ ہر جگہ ہو سکتا ہے
اور نہ سننے والونکو خاصکر اسکا خیال رہتا ہے چہ جائیکہ بالعمد دیدہ و دانستہ
ایسی ترکیب کیجائے کہ لوگ مشتبہ ہو جائین چنانچہ بیشتر راوی اس
قصہ کے ایسی ہی تہی کہ علاوہ کذب و افترا کے بالعمد مرتکب تدلیس بہی تلبیس
ہون کہ روایت ہوا ور کی نسبت کرین دوسرے کیطرف جسکو علماے
محدثین کذب کے ہمسر بلکہ اوس سے بدتر جانتے ہین پہر تعجب اشتباہ یہ ہوا
کہ چونکہ اوس زمانہ کے لوگ یا جو اونکے بعد ہوے بذریعہ اخبار و آثار متشدات

خلیفہ دوم سے بہ نسبت جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرین بخوبی واقف تھے
خواہ زبانی اقرار کریں یا نہ اور انکی شرافت نسبی سے بھی بخوبی آگاہ تھے
جسپر اکثر صحابہ موتھہ آتے تھے پس جب سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی
اور اودہر سے انکار ہوا تو یوجہ شہرت سبکو اسیطرف تبادر ہوا کہ ام کلثوم بنت
جناب سیدہؑ سے خواستگاری کی ہوگی اور جب وہ روایتین سنین حسنین
تخاطب خلیفہ دوم ہے اپنی زوجہ سابقہ ام کلثوم سے کہ اکثر مقام پر بلا ذکر
بنت وغیرہ نام ام کلثوم لیکر پکارا اور حکم کیا یا بلایا وغیرہ وغیرہ جو اکثر روایات
ایام خلافت مین مندرج ہے تو گمان غالب قریب بہ یقین حاصل ہوا کہ
عیاذاً باللہ انہین حضرت ام کلثومؑ سے انکا عقد ہوا اور یہہ حالات اونہین کے ہین
اور جب یہہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر و زید بن عمر مان بیٹی نے بوقت واحد
وفات کیا اور جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ پڑہی تو یقین کلی ہو گیا کہ
یہہ وہی جناب ام کلثوم دختر جناب امیرؑ ہین پس بلا تحقیق و تفحص اسکے کہ
منکوبہ عمر کونسی ام کلثوم ہے اور زوجہ خلیفہ دوم جس سے اکثر روایتون مین
خطاب کرنا اور حکم کرنا اور تکرار ہونا منقول ہے کونسی ام کلثوم اور اپنے
بیٹے زید کے ساتھ مرنے والی کونسی ام کلثوم ہے قبول کر لیا کہ بر بنیاد اونہی
ظلم و ستم کے عقد دل واقع ہوا اور یہہ امور متذکرہ بالا انہین حضرت ام کلثوم سے
متعلق ہین اور اس خیال نے کہ کم نسب والا خواہی نخواہی استحصال شرافت
مین ازحد ساعی ہوتا ہے پوری تائید کی بلکہ یقین دلا دیا از نجا است واضعین
روایت نے بھی خود اس ضمیمہ کو کہ مقصود خلیفہ اس سے استحصال شرافت تھا

درج روایت کیا پانچوان سبب اشتباہ اضطراب عایشہ ہے کہ
عمرو عاص حیلہ جو سے ملتجی ہوئین جس سے بالبدیہہ معلوم ہوا کہ انکو ایسا
انتشار و تردد ہوا کہ آخری درجہ عمرو عاص کی کید و مکر سے کام لیا گیا
پس ضرور ہے کہ قبل اس تدبیر پر تزویر کے اور لوگون سے صلاح و شورے
لیا ہو کیونکہ مکر و فریب سے کام لینا بدرجہ مجبوری ہوتا ہے اور اوس
عہد کے واقعات سے ظاہر ہے کہ ہر شخص وقت مصیبت جب مراہم
ہوتا تھا تو جناب امیرؑ کی طرف رجوع کرتا تھا حتے کہ خلفا کا کام بھی بغیر مدد
عادی نہین چلتا تھا پس اوسی بنیاد پر ممکن ہے کہ حضرت نے عایشہ کے
اسبابین امداد کی ہو اور حسب خواہش اونکے خلیفہ کی فہمائش فرمائی ہو مروا قعے
یعنی صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر کو ظاہر کیا ہو چونکہ خلیفہ اپنے عالی نسبی
سے بخوبی واقف تھے اور صحابہ بھی گاہی گاہی مزاج وغیرہ مین ہونہہ
آجایا کرتے تھے وہی خیال خلیفہ کو اس عذر پر پیدا ہوا ہو کیونکہ عیبی کو
سب سے پہلے اپنے عیب کا خیال گذرتا ہے کہ شاید اس وصلت کے
قابل ہی نہین جانتے اور بالخصوص جناب امیرؑ کی دخل اندازی نے
ان خیالات کو خوب اوبھارا ہو چنانچہ اوس عبارت کامل سے بھی یہی فروختگی
خلیفہ وقت فہمائش عمرو عاص ہویدا ہے کہ جب عمرو عاص نے کہا ہم
ایسی خبر سنتے ہین کہ معاذ اللہ تم ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہتے
اوسپر خلیفہ نے کہا پھر مضائقہ کیا ہے ہم مین عیب ہے یا اوسمین کہا فر
کیونکہ اس کلام سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کو خیال آگیا

ف قبل سنہ ۱۲
وقال انہا صغیرۃ
وقال عمر للاوانہ
لا ذالک بک وکذا
اردت بنتی ۱۲
وقال ابو بکر صدقت ۱۲

اوسپر خلیفہ نے حضرت سے کہا ہوا چھا بھیجدو دیکھین کم سن ہی رجیسا تم بیان کرتے ہو
یا نہ حضرت نے عایشہ کو سمجھا بوجھا کر بھجوا دیا ہو نا واقفون نے یہہ سمجھا کہ خود
حضرت نے عیاذا باللہ اپنی دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بھیجا اور سارا واقعہ
ادہر ہی منسوب کر دیا اور سامعین کو بھی یقین ہو گیا ہو چنانچہ مولوی حیدر علی
در بارہ اسکے کہ خلیفہ اول کو آنحضرت نے لشکر اسامہ کے ساتھ لڑائی پر
جانیکا حکم دیا تھا فرماتے ہین بسیارے از متکلمین و محدثین از مامور بودن
صدیق انکار کردہ اند و ثمانینی باوجود صرف تمامی ہمت در رد مغنی جز
روایتی بے سر و پا درین باب نیاوردہ و اہل حدیث انیقولہ ہر زبان داشتہ اند
کہ صدیق بتجویز اسامہ نامزد نبود و اگر کسے گفتہ محتمل ست کہ از لباس ملبسین قریب
خورد و بخبث نیت شان پے نبردہ و شاید کہ چون ابوبکر برائے اہتمام تجہیز لشکر
یا برائے ترخیص اسامہ ہمراہ اورفتہ باشد کہ عین جہاد فی سبیل اللہ و در دین
و غمخواری بود مردم گمان بردہ روایت نمودہ باشند کہ او ہم ریا میرست واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال انتہے پس جب رواۃ اہلسنت ایسے نافہم تھے کہ امین تمیز
نہ کر سکے کون شخص حقیقۃً روانگی لشکر کے ساتھ محکوم ہے اور کون شخص
صرف بغرض ترخیص آیا ہے جس سے رواۃ و علماے اہلسنت نے فریب کھایا
پس ایسی رواۃ سے اس بارہ مین کیونکر تعجب ہو سکتا ہے کہ اس قصہ کو کہ جناب
امیر نے عایشہ بی بی کو سمجھا بوجھا کر ام کلثوم بنت ابوبکر کو عمر کے پاس
بھیجا خود حضرت ہی کیطرف منسوب کر دیا اور کہا کہ خود حضرت نے عیاذاً باللہ
اپنے دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بھیجا اور تایید اس احتمال کی کہ جناب امیر نے

جب انتشار عایشہ دیکھا ہو تو عمر کو سمجھایا بوجھایا ام کلثوم دختر ابوبکر کو اونکے
پاس بھجوایا ہو اس سے یہی ہوتی ہے کہ ابوبکر کی زوجہ اسماء بنت عمیس بعد وفات
خلیفہ اول جناب امیرؑ کی زوجیت مین آئین اور محمد بن ابی بکر حضرت کی ربیب
بنی اور حضرت ہی کے حفظ و حمایت مین پرورش پاتی تہی پس نہایت ہی
درجہ قرین قیاس ہے کہ محمد بن ابی بکر نے اپنی خواہر عایشہ کی اس انتشار
و تردد کو اور بارہ استدعاے عمر و انکار ام کلثوم بنت ابوبکر دیکھکر خدمت
جناب امیرؑ مین عرض کیا ہو یا خود عایشہ نے زبانی اونکے کہلوایا ہو یا اپنے
سوتیلی ماں اسماء سے کہا ہو اونہون نے جناب امیرؑ سے بااستدعاے عایشہ
عرض کیا ہو یا بلا استدعاے عایشہ بطور خود مستدعی ہوے ہون کیونکہ
انہین اسماء سے اور عمر سے دربارہ حقیت بشاہ رسالت و فضیلت ہجرت
حبشہ نزاع بھی ہوی تھے جسپر آسمانی خلیفہ دوم کو کذبت یا عمر کہا
اور بعد اوسکے خود حضرت رسالت مآب سے اسمانی شکایت بھی کی فقال
رسول اللہ لیس باحق بی منکم ولہ ولاصحابہ ہجرۃ واحدۃ ولکم انتم اھل السفینۃ ہجرتان
کما فی صحیح مسلم یعنی آنحضرت نے بجواب شکایت اسماء فرمایا ہرگز عمر کو تم لوگون سے
زیادہ ہمپر حق نہین اور نہ تمسے زیادہ اوسے استحقاق ہے عمر اور اصحاب عمر
کو ایک ہجرت ہی اور تم لوگ اہل سفینہ کی دو ہجرتین ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے
بلکہ بروایت ابن حجر عسقلانی فی فتح الباری فرمایا کذب من یقول ذلک یعنے
کاذب ہر وہ ہو جو ایسا دعوے کرتا ہے کہ تم لوگون سے زیادہ مستحق ہو بہرطور کسوجہ
سے ہو جناب امیرؑ سے مدد لیگئے ہو خصوصاً در صورتیکہ نسبت اس ام کلثوم

اسماء بنت عمیس معروف بخثعمیہ
است بہ برادر دی امیرالمومنین
خلیفہ مجیلہ عالمہ کاملہ
و بر احوال وی معلوم
و مصروف و بود بر
دختر جعفر بن ابیطالب
و زنی بود برادر ی محمد
بن ابی بکر و زنی بود برادر ی
ابی بکر و زنی بعد از ان
محمد بن ابی بکر بعد از ان
بود در حجر علی بن ابیطالب
و زنی بود برادر ی حجاج
صاحب النبوۃ ص

بنت ابوبکر کے باستدعاے اسماعون بن جعفر سے مقرر ہو تو ضرور ہے
کہ آسمانی اسکی کوشش کی ہو اور حضرت امیر نے ان وجوہات سے
خلیفہ دوم کی زیادہ تر فہمائش وغیرہ کی ہو اوسکو ناواقفون نے اولٹا سمجھا
اور سارا واقعہ انہین دونون حضرات کیطرف منسوب کردیا چھٹا سبب
اشتباہ یہہ بیان ہوا کہ ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر و زید پسر پر جناب امام حسین ؑ
نے نماز جنازہ پڑہی جیسا کہ شاہ صاحب نے اسکو متواتر کہا ہے حالانکہ عموماً نماز جنازہ
پڑہنی کا وظیفہ متعلق بسلطان و حکام ہے حتی کہ اہلسنت بیان کرتے ہین کہ جناب امام حسن ؑ
کے جنازہ کی نماز سعید بن عاص حاکم مدینہ نے پڑہی با اینہمہ ممکن ہی کہ چونکہ یہان جنیہ
مسایل شرعی کی تعلیم تہی مثل سقوط میراث و تقدیم رجال بر نساء کے اسلئے ضرورت ہوئی
کہ جناب امام حسین ؑ نماز جنازہ پڑہین کیونکہ حضرت سے بڑہ کر اوس عہد مین کوی عالم احکام و شرایع نہتا
اور بغیر امام کے یہ عقدہ حل نہین ہو سکتا تہا اسوجہ سے اسکی شہرت بہی زیادہ ہوی اور فقہا و
مجتہدین نے اپنی سند و دین اسکو ذکر کرنا شروع کیا لوگون نے اپنے ذہنی قراین لگاکر سمجہ لیا کہ
ام کلثوم وہی خواہر جناب امام حسین ؑ ہین اور زید اوسکے بہنوی ہین ام کلثوم کی بیٹی اصل امر پر بخوبی مطلع
نہوئی کہ یہ ام کلثوم وہ نہین ہین بلکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ خلیفہ
دوم مادر زید بن عمر ہین اور حضرت نے بلحاظ قرابت نماز نہین پڑہی بلکہ دوسری ضرورتون سے
جسکا بیان سابقا مرقوم ہوا اور فقہا و مجتہدین اہلسنت ناقلین اس قصہ کے
وہی لوگ ہین جنکے بارہین ابن جوزی اپنے تلبیس ابلیس مین فرماتے ہین
کہ قدیم فقہا صاحب علم قرآن و حدیث ہوتے تہے اور متاخرین کی یہ حالت ہے
کہ مدار اون کے علم کا کتب مشہورہ حدیثہ پر رہ گیا مثل سنن ابی داؤد

کے آخر درجہ یہ نوبت آئی کہ استدلال و نکالون آیات قرآنی سے ہوتا ہے
جسکے معنی بھی نہین جانتے اور اون حدیثون سے سند لاتے ہین جسکی
صحت اور موضوعیت بھی اونکو نہین معلوم اور شاہ ولی اللہ اپنے
رسالہ انصاف مین فرماتے ہین دوسرا طبقہ جو اہل فقہ و نظر کا ہے پس
اکثر اوسکے حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم کہ اوسکی صحیح کو سقیم سے اور
جید کو ردی سے پہچانکر تمیز نہین کر سکتے بعد اوسکے فرماتے ہین اور وہی
اونکے زمانہ مین فقیہ مشہور اور اونکے شہر و ملک مین بڑا رئیس ہوا کرتا ہے اور
حالت مین تھے کہ چپکے سے شیطان نے اونمین اپنی ایک حکمت عملی گھسیڑ دی
اور اوسنے ایک بڑا دانو کھیلا اسطرح سے ابلیس نے اپنے خیالات کو اونپر
ٹھیک بٹھا دیا اور بہت لوگون نے اوسکی اطاعت و پیروی کی تا آخر ترجمہ
مولوی عبد اللہ اور مولوی بشیر سہسوانی فرماتے ہین اگر منقول ہے تو
انہین فقہا سے جو طبقہ سابعہ مین داخل ہین کہ غث اور سمین مین فرق نہین
کر سکتے جیسا کہ رسالہ سعی مشکور مولوی عبد الحی مین ہے اور مولوی صاحب
نے اس قول کا کوی جواب نہین دیا پس جب فقہا و مجتہدین اہلسنت کی
یہ حالت ہے کہ علم حدیث سے بے خبر صحیح و سقیم جید و ردی بلکہ فرق
اور وزن مین تمیز نہین کر سکتے اور شیطان کی اطاعت و پیروی مین منہمک ہین
تو اونسے کب اوسکی امید ہو سکتی ہے کہ اصل قصہ نماز جنازہ مین تمیز کرتے
کہ یہ کونسی ام کلثوم ہین اور برخلاف قاعدہ مقررہ تعلق نماز جنازہ بہ خلیفہ و حکام
جناب امام علیہ السلام نے کیون نماز جنازہ پڑہی حالانکہ درحقیقت اونکو اسکی

ص ۵۴ انصاف
ص ۵۶ مترجمہ مولوی عبد اللہ چھپروی مطبوعہ دہلی
ص ۲۷۲ سعی مشکور

تحقیقات کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ غرض اونکی اصل مسئلہ سے تھی جب
مرد و عورت کا جنازہ ساتھ آتا تو نماز کیونکر پڑھی جاوے اور میراث کیونکر تقسیم
ہوگی جب قول امام معصوم سے صورت مسئلہ معلوم ہوگئی تو اونکو اس تفتیش
کی ضرورت کیا تھی کہ کونسی ام کلثوم تھی کونسی نہ بلکہ مخفی ہی رہنے کی زیادہ
ضرورت تھی تاکہ اپنے مقلدین کو بہکانے کا پورا موقع ملے کہ دیکھو جناب امام حسینؑ
کی خواہر حضرت ام کلثوم ع کا عقد خلیفہ دوم سے ہوا اور انسے زید پیدا ہوے
جب اونکا انتقال ہوا تو خود حضرت نے نماز جنازہ پڑھی پس اب مقلدین و عوام الناس
کے بہکنے اور ان قراین کے ساتھ اعتقاد کرنے اور ان فقہا کے بہکانیمین کیا
تامل ہا کہ بقول شاہ ولی اللہ شیطان نے اپنی حکمت عملی دینمین کمیشدی اور
بڑا دانون کھیلا اور اپنی خیالات ٹھیک ٹھبادی بہرکیف علاوہ انکے اور بہت
سے اسباب اشتباہ ہین جنکو ہمنے اصل کتاب مین لکھا ہے کہ جن لوگون نے
بلا کسی عداوت و بغض و حسد اور بلا تہمت و وضع واقعات کے ان واقعات کو
نقل کیا اور روایتین اسکی بیان کی ان وجوہ اشتباہ کے سبب سے مشتبہ ہوکر
ان دونون ام کلثوم کے مختلف واقعات کو تیسرے ام کلثوم ہمنام کیطرف
منسوب کیا اور ان سب قصون کو انہین کا قصہ قرار دیا اور وضع واقعات کے
لئے تو اگرچہ اسکی ضرورت نہین ہے کہ کچھ اصلیت ہی ہو مگر جہان کچھ اصلیت
بھی ہوتی ہے وہان پورا موقع ہاتھ آتا ہے اور تدلیس روا پوری کارگر ہوتی ہے
اور ایسے ہی وضعیات کی تمیز نہایت مشکل اور مبہم ہوتی ہے خصوصاً در
صورتیکہ ان محدثین اہلسنت کی یہ حالت ہو کہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہین

پس طبقہ اہل حدیث واثر کا انکی اکثر کوشش وہمت روایات وطرق کی جمع کرنے
اوران غریب وشاذ حدیثون کے طلب کرنے مین صرف ہوتی ہین جنمین اکثر
موضوع یا مقلوب ہین انتہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ کل روایات عمقد
ایسے ہی موضوعات اور مقلوبات سے ہین پس جب عموماً انکی یہ حالت ہے
تو جہان خصوصاً انکو ایسے موضوعات اور مکذوبات کی ضرورت ہے تو انکی
مکر وفریب سے نجات پانا اور اصلی وضعی مین فرق کرنا کیسا اہم ہوگا الا علی من اعطا
اللہ القلب السلیم والفہم المستقیم ولنعم ماقیل ع ہان گر لطف خدا ہین نہد گامی چند[1] امر چہارم
دلایل اشتباہ واغلاط رواۃ یعنے وہ دلیلین جس سے معلوم ہوجائے کہ دور
صورتیکہ باوجود علامات وامارات واقعیہ وضع واقرار اے رواۃ موضوعیت
ومجعولیت روایات کے قائل نہون اور اقرار باشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک
تام ضرور ہے گو وہ دلایل احتمال وضع مین ہی بخوبی جاری ہون مگر یہان
بربنیاد اشتباہ ہے یہہ دلایل پیش کرتا ہون دلیل اول صغر سنی ام کلثوم
مختوبہ عمر ہے جسپر روایات اہلسنت کا اتفاق اور خود انکے علماء کے تسلیم الیہ
من الشمس ہے تے کہ اسی صغر سنی سے یہہ بات نکالی کہ بواسطہ[2] صغر سن
ہنوز بحد بلوغ نرسیدہ بود کہ مزاوجت شوہر نماید اگر صغیر نمی بود پدر ش علی ورا بانظیر
نمی فرستاد پس اب کہنا چاہئے کہ عند التحقیق از روے تواریخ صغر سنی
جناب ام کلثوم بنت امیر المومنین علیہ السلام وقت خطبہ عمر ثابت ہوتی ہے
یا نہین اس مقام پر پہلے تحقیق اس امر کی ضرور ہے کہ سال خطبہ عمر کونسا تھا
شہاب الدین دولت ابادی کتاب ہدایۃ السعدین یون لکھتا ہے عمر گفت

(۱) ف ۲ وصف ضعف نظام کلام عمر فی سنہ ۱۷ ھ ۲۰ سنہ ۲۱ ھ ۲۲ سنہ ۲۳ ھ ۲۴ سنہ ۲۵ ھ ۲۶ سنہ ۲۷ ھ ۲۸ سنہ ۲۹ ھ ۳۰ سنہ ۳۱ ھ ۳۲ سنہ ۳۳ ھ ۳۴ سنہ ۳۵ ھ ۳۶ سنہ ۳۷ ھ ۳۸ سنہ ۳۹ ھ ۴۰ سنہ ۴۱ ھ ۴۲ سنہ ۴۳ ھ ۴۴ سنہ ۴۵ ھ ۴۶ سنہ ۴۷ ھ ۴۸ سنہ ۴۹ ھ ۵۰ سنہ ۵۱ ھ ۵۲ سنہ ۵۳ ھ ۵۴ سنہ ۵۵ ھ ۵۶ سنہ ۵۷ ھ ۵۸ سنہ ۵۹ ھ ۶۰ سنہ ۶۱ ھ ۶۲ سنہ ۶۳ ھ ۶۴ سنہ ۶۵ ھ ۶۶ سنہ ۶۷ ھ ۶۸ سنہ ۶۹ ھ ۷۰ سنہ ۷۱ ھ ۷۲ سنہ ۷۳ ھ ۷۴ سنہ ۷۵ ھ ۷۶ سنہ ۷۷ ھ ۷۸ سنہ ۷۹ ھ ۸۰ سنہ ۸۱ ھ ۸۲ سنہ ۸۳ ھ ۸۴ سنہ ۸۵ ھ ۸۶ سنہ ۸۷ ھ ۸۸ سنہ ۸۹ ھ ۹۰ سنہ ۹۱ ھ ۹۲ سنہ ۹۳ ھ ۹۴ سنہ ۹۵ ھ ۹۶ سنہ ۹۷ ھ ۹۸ سنہ ۹۹ ھ ۱۰۰ سنہ ۱۰۱ ھ ۱۰۲ سنہ ۱۰۳ ھ ۱۰۴ سنہ ۱۰۵ ھ ۱۰۶ سنہ ۱۰۷ ھ ۱۰۸ سنہ ۱۰۹ ھ ۱۱۰ سنہ ۱۱۱ ھ ۱۱۲ سنہ ۱۱۳ ھ ۱۱۴ سنہ ۱۱۵ ھ ۱۱۶ سنہ ۱۱۷ ھ ۱۱۸ سنہ ۱۱۹ ھ ۱۲۰ سنہ ۱۲۱ ھ ۱۲۲ سنہ ۱۲۳ ھ ۱۲۴ سنہ ۱۲۵ ھ ۱۲۶ سنہ ۱۲۷ ھ ۱۲۸ سنہ ۱۲۹ ھ ۱۳۰ سنہ ۱۳۱ ھ ۱۳۲ سنہ ۱۳۳ ھ ۱۳۴ سنہ ۱۳۵ ھ ۱۳۶ سنہ ۱۳۷ ھ ۱۳۸ سنہ ۱۳۹ ھ ۱۴۰ سنہ ۱۴۱ ھ ۱۴۲ سنہ ۱۴۳ ھ ۱۴۴ سنہ ۱۴۵ ھ ۱۴۶ سنہ ۱۴۷ ھ ۱۴۸ سنہ ۱۴۹ ھ ۱۵۰ سنہ ۱۵۱ ھ ۱۵۲ سنہ ۱۵۳ ھ ۱۵۴ سنہ ۱۵۵ ھ ۱۵۶ سنہ ۱۵۷ ھ ۱۵۸ سنہ ۱۵۹ ھ ۱۶۰ سنہ ۱۶۱ ھ ۱۶۲ سنہ ۱۶۳ ھ ۱۶۴ سنہ ۱۶۵ ھ ۱۶۶ سنہ ۱۶۷ ھ ۱۶۸ سنہ ۱۶۹ ھ ۱۷۰ سنہ ۱۷۱ ھ ۱۷۲ سنہ ۱۷۳ ھ ۱۷۴ سنہ ۱۷۵ ھ ۱۷۶ سنہ ۱۷۷ ھ ۱۷۸ سنہ ۱۷۹ ھ ۱۸۰ سنہ ۱۸۱ ھ ۱۸۲ سنہ ۱۸۳ ھ ۱۸۴ سنہ ۱۸۵ ھ ۱۸۶ سنہ ۱۸۷ ھ ۱۸۸ سنہ ۱۸۹ ھ ۱۹۰ سنہ ۱۹۱ ھ ۱۹۲ سنہ ۱۹۳ ھ ۱۹۴ سنہ ۱۹۵ ھ ۱۹۶ سنہ ۱۹۷ ھ ۱۹۸ سنہ ۱۹۹ ھ ۲۰۰ سنہ ۲۰۱ ھ ۲۰۲ سنہ ۲۰۳ ھ ۲۰۴ سنہ ۲۰۵ ھ ۲۰۶ سنہ ۲۰۷ ھ ۲۰۸ سنہ ۲۰۹ ھ ۲۱۰ سنہ ۲۱۱ ھ ۲۱۲ سنہ ۲۱۳ ھ ۲۱۴ سنہ ۲۱۵ ھ ۲۱۶ سنہ ۲۱۷ ھ ۲۱۸ سنہ ۲۱۹ ھ ۲۲۰ سنہ ۲۲۱ ھ ۲۲۲ سنہ ۲۲۳ ھ ۲۲۴ سنہ ۲۲۵ ھ ۲۲۶ سنہ ۲۲۷ ھ ۲۲۸ سنہ ۲۲۹ ھ ۲۳۰ سنہ ۲۳۱ ھ ۲۳۲ سنہ ۲۳۳ ھ ۲۳۴ سنہ ۲۳۵ ھ ۲۳۶ سنہ ۲۳۷ ھ ۲۳۸ سنہ ۲۳۹ ھ ۲۴۰ سنہ ۲۴۱ ھ ۲۴۲ سنہ ۲۴۳ ھ ۲۴۴ سنہ ۲۴۵ ھ ۲۴۶ سنہ ۲۴۷ ھ ۲۴۸ سنہ ۲۴۹ ھ ۲۵۰ سنہ ۲۵۱ ھ ۲۵۲ سنہ ۲۵۳ ھ ۲۵۴ سنہ ۲۵۵ ھ ۲۵۶ سنہ ۲۵۷ ھ ۲۵۸ سنہ ۲۵۹ ھ ۲۶۰ سنہ ۲۶۱ ھ ۲۶۲ سنہ ۲۶۳ ھ ۲۶۴ سنہ ۲۶۵ ھ ۲۶۶ سنہ ۲۶۷ ھ ۲۶۸ سنہ ۲۶۹ ھ ۲۷۰ سنہ ۲۷۱ ھ ۲۷۲ سنہ ۲۷۳ ھ ۲۷۴ سنہ ۲۷۵ ھ ۲۷۶ سنہ ۲۷۷ ھ ۲۷۸ سنہ ۲۷۹ ھ ۲۸۰ سنہ ۲۸۱ ھ ۲۸۲ سنہ ۲۸۳ ھ ۲۸۴ سنہ ۲۸۵ ھ ۲۸۶ سنہ ۲۸۷ ھ ۲۸۸ سنہ ۲۸۹ ھ ۲۹۰ سنہ ۲۹۱ ھ ۲۹۲ سنہ ۲۹۳ ھ ۲۹۴ سنہ ۲۹۵ ھ ۲۹۶ سنہ ۲۹۷ ھ ۲۹۸ سنہ ۲۹۹ ھ ۳۰۰ سنہ ۳۰۱ ھ ۳۰۲ سنہ ۳۰۳ ھ ۳۰۴ سنہ ۳۰۵ ھ ۳۰۶ سنہ ۳۰۷ ھ ۳۰۸ سنہ ۳۰۹ ھ ۳۱۰ سنہ ۳۱۱ ھ ۳۱۲ سنہ ۳۱۳ ھ ۳۱۴ سنہ ۳۱۵ ھ ۳۱۶ سنہ ۳۱۷ ھ ۳۱۸ سنہ ۳۱۹ ھ ۳۲۰ سنہ ۳۲۱ ھ ۳۲۲ سنہ ۳۲۳ ھ ۳۲۴ سنہ ۳۲۵ ھ ۳۲۶ سنہ ۳۲۷ ھ ۳۲۸ سنہ ۳۲۹ ھ ۳۳۰ سنہ ۳۳۱ ھ ۳۳۲ سنہ ۳۳۳ ھ ۳۳۴ سنہ ۳۳۵ ھ ۳۳۶ سنہ ۳۳۷ ھ ۳۳۸ سنہ ۳۳۹ ھ ۳۴۰ سنہ ۳۴۱ ھ ۳۴۲ سنہ ۳۴۳ ھ ۳۴۴ سنہ ۳۴۵ ھ ۳۴۶ سنہ ۳۴۷ ھ ۳۴۸ سنہ ۳۴۹ ھ ۳۵۰ سنہ ۳۵۱ ھ ۳۵۲ سنہ ۳۵۳ ھ ۳۵۴ سنہ ۳۵۵ ھ ۳۵۶ سنہ ۳۵۷ ھ ۳۵۸ سنہ ۳۵۹ ھ ۳۶۰ سنہ ۳۶۱ ھ ۳۶۲ سنہ ۳۶۳ ھ ۳۶۴ سنہ ۳۶۵ ھ ۳۶۶ سنہ ۳۶۷ ھ ۳۶۸ سنہ ۳۶۹ ھ ۳۷۰ سنہ ۳۷۱ ھ ۳۷۲ سنہ ۳۷۳ ھ ۳۷۴ سنہ ۳۷۵ ھ ۳۷۶ سنہ ۳۷۷ ھ ۳۷۸ سنہ ۳۷۹ ھ ۳۸۰ سنہ ۳۸۱ ھ ۳۸۲ سنہ ۳۸۳ ھ ۳۸۴ سنہ ۳۸۵ ھ ۳۸۶ سنہ ۳۸۷ ھ ۳۸۸ سنہ ۳۸۹ ھ ۳۹۰ سنہ ۳۹۱ ھ ۳۹۲ سنہ ۳۹۳ ھ ۳۹۴ سنہ ۳۹۵ ھ ۳۹۶ سنہ ۳۹۷ ھ ۳۹۸ سنہ ۳۹۹ ھ ۴۰۰ سنہ ۴۰۱ ھ ۴۰۲ سنہ ۴۰۳ ھ ۴۰۴ سنہ ۴۰۵ ھ ۴۰۶ سنہ ۴۰۷ ھ ۴۰۸ سنہ ۴۰۹ ھ ۴۱۰ سنہ ۴۱۱ ھ ۴۱۲ سنہ ۴۱۳ ھ ۴۱۴ سنہ ۴۱۵ ھ ۴۱۶ سنہ ۴۱۷ ھ ۴۱۸ سنہ ۴۱۹ ھ ۴۲۰ سنہ ۴۲۱ ھ ۴۲۲ سنہ ۴۲۳ ھ ۴۲۴ سنہ ۴۲۵ ھ ۴۲۶ سنہ ۴۲۷ ھ ۴۲۸ سنہ ۴۲۹ ھ ۴۳۰ سنہ ۴۳۱ ھ ۴۳۲ سنہ ۴۳۳ ھ ۴۳۴ سنہ ۴۳۵ ھ ۴۳۶ سنہ ۴۳۷ ھ ۴۳۸ سنہ ۴۳۹ ھ ۴۴۰ سنہ ۴۴۱ ھ ۴۴۲ سنہ ۴۴۳ ھ ۴۴۴ سنہ ۴۴۵ ھ ۴۴۶ سنہ ۴۴۷ ھ ۴۴۸ سنہ ۴۴۹ ھ ۴۵۰ سنہ ۴۵۱ ھ ۴۵۲ سنہ ۴۵۳ ھ ۴۵۴ سنہ ۴۵۵ ھ ۴۵۶ سنہ ۴۵۷ ھ ۴۵۸ سنہ ۴۵۹ ھ ۴۶۰ سنہ ۴۶۱ ھ ۴۶۲ سنہ ۴۶۳ ھ ۴۶۴ سنہ ۴۶۵ ھ ۴۶۶ سنہ ۴۶۷ ھ ۴۶۸ سنہ ۴۶۹ ھ ۴۷۰ سنہ ۴۷۱ ھ ۴۷۲ سنہ ۴۷۳ ھ ۴۷۴ سنہ ۴۷۵ ھ ۴۷۶ سنہ ۴۷۷ ھ ۴۷۸ سنہ ۴۷۹ ھ ۴۸۰ سنہ ۴۸۱ ھ ۴۸۲ سنہ ۴۸۳ ھ ۴۸۴ سنہ ۴۸۵ ھ ۴۸۶ سنہ ۴۸۷ ھ ۴۸۸ سنہ ۴۸۹ ھ ۴۹۰ سنہ ۴۹۱ ھ ۴۹۲ سنہ ۴۹۳ ھ ۴۹۴ سنہ ۴۹۵ ھ ۴۹۶ سنہ ۴۹۷ ھ ۴۹۸ سنہ ۴۹۹ ھ ۵۰۰ سنہ ۵۰۱ ھ ۵۰۲ سنہ ۵۰۳ ھ ۵۰۴ سنہ ۵۰۵ ھ ۵۰۶ سنہ ۵۰۷ ھ ۵۰۸ سنہ ۵۰۹ ھ ۵۱۰ سنہ ۵۱۱ ھ ۵۱۲ سنہ ۵۱۳ ھ ۵۱۴ سنہ ۵۱۵ ھ ۵۱۶ سنہ ۵۱۷ ھ ۵۱۸ سنہ ۵۱۹ ھ ۵۲۰ سنہ ۵۲۱ ھ ۵۲۲ سنہ ۵۲۳ ھ ۵۲۴ سنہ ۵۲۵ ھ ۵۲۶ سنہ ۵۲۷ ھ ۵۲۸ سنہ ۵۲۹ ھ ۵۳۰ سنہ ۵۳۱ ھ ۵۳۲ سنہ ۵۳۳ ھ ۵۳۴ سنہ ۵۳۵ ھ ۵۳۶ سنہ ۵۳۷ ھ ۵۳۸ سنہ ۵۳۹ ھ ۵۴۰ سنہ ۵۴۱ ھ ۵۴۲ سنہ ۵۴۳ ھ ۵۴۴ سنہ ۵۴۵ ھ ۵۴۶ سنہ ۵۴۷ ھ ۵۴۸ سنہ ۵۴۹ ھ ۵۵۰ سنہ ۵۵۱ ھ ۵۵۲ سنہ ۵۵۳ ھ ۵۵۴ سنہ ۵۵۵ ھ ۵۵۶ سنہ ۵۵۷ ھ ۵۵۸ سنہ ۵۵۹ ھ ۵۶۰ سنہ ۵۶۱ ھ ۵۶۲ سنہ ۵۶۳ ھ ۵۶۴ سنہ ۵۶۵ ھ ۵۶۶ سنہ ۵۶۷ ھ ۵۶۸ سنہ ۵۶۹ ھ ۵۷۰ سنہ ۵۷۱ ھ ۵۷۲ سنہ ۵۷۳ ھ ۵۷۴ سنہ ۵۷۵ ھ ۵۷۶ سنہ ۵۷۷ ھ ۵۷۸ سنہ ۵۷۹ ھ ۵۸۰ سنہ ۵۸۱ ھ ۵۸۲ سنہ ۵۸۳ ھ ۵۸۴ سنہ ۵۸۵ ھ ۵۸۶ سنہ ۵۸۷ ھ ۵۸۸ سنہ ۵۸۹ ھ ۵۹۰ سنہ ۵۹۱ ھ ۵۹۲ سنہ ۵۹۳ ھ ۵۹۴ سنہ ۵۹۵ ھ ۵۹۶ سنہ ۵۹۷ ھ ۵۹۸ سنہ ۵۹۹ ھ ۶۰۰ سنہ ۶۰۱ ھ ۶۰۲ سنہ ۶۰۳ ھ ۶۰۴ سنہ ۶۰۵ ھ ۶۰۶ سنہ ۶۰۷ ھ ۶۰۸ سنہ ۶۰۹ ھ ۶۱۰ سنہ ۶۱۱ ھ ۶۱۲ سنہ ۶۱۳ ھ ۶۱۴ سنہ ۶۱۵ ھ ۶۱۶ سنہ ۶۱۷ ھ ۶۱۸ سنہ ۶۱۹ ھ ۶۲۰ سنہ ۶۲۱ ھ ۶۲۲ سنہ ۶۲۳ ھ ۶۲۴ سنہ ۶۲۵ ھ ۶۲۶ سنہ ۶۲۷ ھ ۶۲۸ سنہ ۶۲۹ ھ ۶۳۰ سنہ ۶۳۱ ھ ۶۳۲ سنہ ۶۳۳ ھ ۶۳۴ سنہ ۶۳۵ ھ ۶۳۶ سنہ ۶۳۷ ھ ۶۳۸ سنہ ۶۳۹ ھ ۶۴۰ سنہ ۶۴۱ ھ ۶۴۲ سنہ ۶۴۳ ھ ۶۴۴ سنہ ۶۴۵ ھ ۶۴۶ سنہ ۶۴۷ ھ ۶۴۸ سنہ ۶۴۹ ھ ۶۵۰ سنہ ۶۵۱ ھ ۶۵۲ سنہ ۶۵۳ ھ ۶۵۴ سنہ ۶۵۵ ھ ۶۵۶ سنہ ۶۵۷ ھ ۶۵۸ سنہ ۶۵۹ ھ ۶۶۰ سنہ ۶۶۱ ھ ۶۶۲ سنہ ۶۶۳ ھ ۶۶۴ سنہ ۶۶۵ ھ ۶۶۶ سنہ ۶۶۷ ھ ۶۶۸ سنہ ۶۶۹ ھ ۶۷۰ سنہ ۶۷۱ ھ ۶۷۲ سنہ ۶۷۳ ھ ۶۷۴ سنہ ۶۷۵ ھ ۶۷۶ سنہ ۶۷۷ ھ ۶۷۸ سنہ ۶۷۹ ھ ۶۸۰ سنہ ۶۸۱ ھ ۶۸۲ سنہ ۶۸۳ ھ ۶۸۴ سنہ ۶۸۵ ھ ۶۸۶ سنہ ۶۸۷ ھ ۶۸۸ سنہ ۶۸۹ ھ ۶۹۰ سنہ ۶۹۱ ھ ۶۹۲ سنہ ۶۹۳ ھ ۶۹۴ سنہ ۶۹۵ ھ ۶۹۶ سنہ ۶۹۷ ھ ۶۹۸ سنہ ۶۹۹ ھ ۷۰۰ سنہ ۷۰۱ ھ ۷۰۲ سنہ ۷۰۳ ھ ۷۰۴ سنہ ۷۰۵ ھ ۷۰۶ سنہ ۷۰۷ ھ ۷۰۸ سنہ ۷۰۹ ھ ۷۱۰ سنہ ۷۱۱ ھ ۷۱۲ سنہ ۷۱۳ ھ ۷۱۴ سنہ ۷۱۵ ھ ۷۱۶ سنہ ۷۱۷ ھ ۷۱۸ سنہ ۷۱۹ ھ ۷۲۰ سنہ ۷۲۱ ھ ۷۲۲ سنہ ۷۲۳ ھ ۷۲۴ سنہ ۷۲۵ ھ ۷۲۶ سنہ ۷۲۷ ھ ۷۲۸ سنہ ۷۲۹ ھ ۷۳۰ سنہ ۷۳۱ ھ ۷۳۲ سنہ ۷۳۳ ھ ۷۳۴ سنہ ۷۳۵ ھ ۷۳۶ سنہ ۷۳۷ ھ ۷۳۸ سنہ ۷۳۹ ھ ۷۴۰ سنہ ۷۴۱ ھ ۷۴۲ سنہ ۷۴۳ ھ ۷۴۴ سنہ ۷۴۵ ھ ۷۴۶ سنہ ۷۴۷ ھ ۷۴۸ سنہ ۷۴۹ ھ ۷۵۰ سنہ ۷۵۱ ھ ۷۵۲ سنہ ۷۵۳ ھ ۷۵۴ سنہ ۷۵۵ ھ ۷۵۶ سنہ ۷۵۷ ھ ۷۵۸ سنہ ۷۵۹ ھ ۷۶۰ سنہ ۷۶۱ ھ ۷۶۲ سنہ ۷۶۳ ھ ۷۶۴ سنہ ۷۶۵ ھ ۷۶۶ سنہ ۷۶۷ ھ ۷۶۸ سنہ ۷۶۹ ھ ۷۷۰ سنہ ۷۷۱ ھ ۷۷۲ سنہ ۷۷۳ ھ ۷۷۴ سنہ ۷۷۵ ھ ۷۷۶ سنہ ۷۷۷ ھ ۷۷۸ سنہ ۷۷۹ ھ ۷۸۰ سنہ ۷۸۱ ھ ۷۸۲ سنہ ۷۸۳ ھ ۷۸۴ سنہ ۷۸۵ ھ ۷۸۶ سنہ ۷۸۷ ھ ۷۸۸ سنہ ۷۸۹ ھ ۷۹۰ سنہ ۷۹۱ ھ ۷۹۲ سنہ ۷۹۳ ھ ۷۹۴ سنہ ۷۹۵ ھ ۷۹۶ سنہ ۷۹۷ ھ ۷۹۸ سنہ ۷۹۹ ھ ۸۰۰ سنہ ۸۰۱ ھ ۸۰۲ سنہ ۸۰۳ ھ ۸۰۴ سنہ ۸۰۵ ھ ۸۰۶ سنہ ۸۰۷ ھ ۸۰۸ سنہ ۸۰۹ ھ ۸۱۰ سنہ ۸۱۱ ھ ۸۱۲ سنہ ۸۱۳ ھ ۸۱۴ سنہ ۸۱۵ ھ ۸۱۶ سنہ ۸۱۷ ھ ۸۱۸ سنہ ۸۱۹ ھ ۸۲۰ سنہ ۸۲۱ ھ ۸۲۲ سنہ ۸۲۳ ھ ۸۲۴ سنہ ۸۲۵ ھ ۸۲۶ سنہ ۸۲۷ ھ ۸۲۸ سنہ ۸۲۹ ھ ۸۳۰ سنہ ۸۳۱ ھ ۸۳۲ سنہ ۸۳۳ ھ ۸۳۴ سنہ ۸۳۵ ھ ۸۳۶ سنہ ۸۳۷ ھ ۸۳۸ سنہ ۸۳۹ ھ ۸۴۰ سنہ ۸۴۱ ھ ۸۴۲ سنہ ۸۴۳ ھ ۸۴۴ سنہ ۸۴۵ ھ ۸۴۶ سنہ ۸۴۷ ھ ۸۴۸ سنہ ۸۴۹ ھ ۸۵۰ سنہ ۸۵۱ ھ ۸۵۲ سنہ ۸۵۳ ھ ۸۵۴ سنہ ۸۵۵ ھ ۸۵۶ سنہ ۸۵۷ ھ ۸۵۸ سنہ ۸۵۹ ھ ۸۶۰ سنہ ۸۶۱ ھ ۸۶۲ سنہ ۸۶۳ ھ ۸۶۴ سنہ ۸۶۵ ھ ۸۶۶ سنہ ۸۶۷ ھ ۸۶۸ سنہ ۸۶۹ ھ ۸۷۰ سنہ ۸۷۱ ھ ۸۷۲ سنہ ۸۷۳ ھ ۸۷۴ سنہ ۸۷۵ ھ ۸۷۶ سنہ ۸۷۷ ھ ۸۷۸ سنہ ۸۷۹ ھ ۸۸۰ سنہ ۸۸۱ ھ ۸۸۲ سنہ ۸۸۳ ھ ۸۸۴ سنہ ۸۸۵ ھ ۸۸۶ سنہ ۸۸۷ ھ ۸۸۸ سنہ ۸۸۹ ھ ۸۹۰ سنہ ۸۹۱ ھ ۸۹۲ سنہ ۸۹۳ ھ ۸۹۴ سنہ ۸۹۵ ھ ۸۹۶ سنہ ۸۹۷ ھ ۸۹۸ سنہ ۸۹۹ ھ ۹۰۰ سنہ ۹۰۱ ھ ۹۰۲ سنہ ۹۰۳ ھ ۹۰۴ سنہ ۹۰۵ ھ ۹۰۶ سنہ ۹۰۷ ھ ۹۰۸ سنہ ۹۰۹ ھ ۹۱۰ سنہ ۹۱۱ ھ ۹۱۲ سنہ ۹۱۳ ھ ۹۱۴ سنہ ۹۱۵ ھ ۹۱۶ سنہ ۹۱۷ ھ ۹۱۸ سنہ ۹۱۹ ھ ۹۲۰ سنہ ۹۲۱ ھ ۹۲۲ سنہ ۹۲۳ ھ ۹۲۴ سنہ ۹۲۵ ھ ۹۲۶ سنہ ۹۲۷ ھ ۹۲۸ سنہ ۹۲۹ ھ ۹۳۰ سنہ ۹۳۱ ھ ۹۳۲ سنہ ۹۳۳ ھ ۹۳۴ سنہ ۹۳۵ ھ ۹۳۶ سنہ ۹۳۷ ھ ۹۳۸ سنہ ۹۳۹ ھ ۹۴۰ سنہ ۹۴۱ ھ ۹۴۲ سنہ ۹۴۳ ھ ۹۴۴ سنہ ۹۴۵ ھ ۹۴۶ سنہ ۹۴۷ ھ ۹۴۸ سنہ ۹۴۹ ھ ۹۵۰ سنہ ۹۵۱ ھ ۹۵۲ سنہ ۹۵۳ ھ ۹۵۴ سنہ ۹۵۵ ھ ۹۵۶ سنہ ۹۵۷ ھ ۹۵۸ سنہ ۹۵۹ ھ ۹۶۰ سنہ ۹۶۱ ھ ۹۶۲ سنہ ۹۶۳ ھ ۹۶۴ سنہ ۹۶۵ ھ ۹۶۶ سنہ ۹۶۷ ھ ۹۶۸ سنہ ۹۶۹ ھ ۹۷۰ سنہ ۹۷۱ ھ ۹۷۲ سنہ ۹۷۳ ھ ۹۷۴ سنہ ۹۷۵ ھ ۹۷۶ سنہ ۹۷۷ ھ ۹۷۸ سنہ ۹۷۹ ھ ۹۸۰ سنہ ۹۸۱ ھ ۹۸۲ سنہ ۹۸۳ ھ ۹۸۴ سنہ ۹۸۵ ھ ۹۸۶ سنہ ۹۸۷ ھ ۹۸۸ سنہ ۹۸۹ ھ ۹۹۰ سنہ ۹۹۱ ھ ۹۹۲ سنہ ۹۹۳ ھ ۹۹۴ سنہ ۹۹۵ ھ ۹۹۶ سنہ ۹۹۷ ھ ۹۹۸ سنہ ۹۹۹ ھ ۱۰۰۰ سنہ ۱۰۰۱ ھ ۱۰۰۲ سنہ ۱۰۰۳ ھ ۱۰۰۴ سنہ ۱۰۰۵ ھ ۱۰۰۶ سنہ ۱۰۰۷ ھ ۱۰۰۸ سنہ ۱۰۰۹ ھ ۱۰۱۰ سنہ ۱۰۱۱ ھ ۱۰۱۲ سنہ ۱۰۱۳ ھ ۱۰۱۴ سنہ ۱۰۱۵ ھ ۱۰۱۶ سنہ ۱۰۱۷ ھ ۱۰۱۸ سنہ ۱۰۱۹ ھ ۱۰۲۰ سنہ ۱۰۲۱ ھ ۱۰۲۲ سنہ ۱۰۲۳ ھ ۱۰۲۴ سنہ ۱۰۲۵ ھ ۱۰۲۶ سنہ ۱۰۲۷ ھ ۱۰۲۸ سنہ ۱۰۲۹ ھ ۱۰۳۰ سنہ ۱۰۳۱ ھ ۱۰۳۲ سنہ ۱۰۳۳ ھ ۱۰۳۴ سنہ ۱۰۳۵ ھ ۱۰۳۶ سنہ ۱۰۳۷ ھ ۱۰۳۸ سنہ ۱۰۳۹ ھ ۱۰۴۰ سنہ ۱۰۴۱ ھ ۱۰۴۲ سنہ ۱۰۴۳ ھ ۱۰۴۴ سنہ ۱۰۴۵ ھ ۱۰۴۶ سنہ ۱۰۴۷ ھ ۱۰۴۸ سنہ ۱۰۴۹ ھ ۱۰۵۰ سنہ ۱۰۵۱ ھ ۱۰۵۲ سنہ ۱۰۵۳ ھ ۱۰۵۴ سنہ ۱۰۵۵ ھ ۱۰۵۶ سنہ ۱۰۵۷ ھ ۱۰۵۸ سنہ ۱۰۵۹ ھ ۱۰۶۰ سنہ ۱۰۶۱ ھ ۱۰۶۲ سنہ ۱۰۶۳ ھ ۱۰۶۴ سنہ ۱۰۶۵ ھ ۱۰۶۶ سنہ ۱۰۶۷ ھ ۱۰۶۸ سنہ ۱۰۶۹ ھ ۱۰۷۰ سنہ ۱۰۷۱ ھ ۱۰۷۲ سنہ ۱۰۷۳ ھ ۱۰۷۴ سنہ ۱۰۷۵ ھ ۱۰۷۶ سنہ ۱۰۷۷ ھ ۱۰۷۸ سنہ ۱۰۷۹ ھ ۱۰۸۰ سنہ ۱۰۸۱ ھ ۱۰۸۲ سنہ ۱۰۸۳ ھ ۱۰۸۴ سنہ ۱۰۸۵ ھ ۱۰۸۶ سنہ ۱۰۸۷ ھ ۱۰۸۸ سنہ ۱۰۸۹ ھ ۱۰۹۰ سنہ ۱۰۹۱ ھ ۱۰۹۲ سنہ ۱۰۹۳ ھ ۱۰۹۴ سنہ ۱۰۹۵ ھ ۱۰۹۶ سنہ ۱۰۹۷ ھ ۱۰۹۸ سنہ ۱۰۹۹ ھ ۱۱۰۰ سنہ ۱۱۰۱ ھ ۱۱۰۲ سنہ ۱۱۰۳ ھ ۱۱۰۴ سنہ ۱۱۰۵ ھ ۱۱۰۶ سنہ ۱۱۰۷ ھ ۱۱۰۸ سنہ ۱۱۰۹ ھ ۱۱۱۰ سنہ ۱۱۱۱ ھ ۱۱۱۲ سنہ ۱۱۱۳ ھ ۱۱۱۴ سنہ ۱۱۱۵ ھ ۱۱۱۶ سنہ ۱۱۱۷ ھ ۱۱۱۸ سنہ ۱۱۱۹ ھ ۱۱۲۰ سنہ ۱۱۲۱ ھ ۱۱۲۲ سنہ ۱۱۲۳ ھ ۱۱۲۴ سنہ ۱۱۲۵ ھ ۱۱۲۶ سنہ ۱۱۲۷ ھ ۱۱۲۸ سنہ ۱۱۲۹ ھ ۱۱۳۰ سنہ ۱۱۳۱ ھ ۱۱۳۲ سنہ ۱۱۳۳ ھ ۱۱۳۴ سنہ ۱۱۳۵ ھ ۱۱۳۶ سنہ ۱۱۳۷ ھ ۱۱۳۸ سنہ ۱۱۳۹ ھ ۱۱۴۰ سنہ ۱۱۴۱ ھ ۱۱۴۲ سنہ ۱۱۴۳ ھ ۱۱۴۴ سنہ ۱۱۴۵ ھ ۱۱۴۶ سنہ ۱۱۴۷ ھ ۱۱۴۸ سنہ ۱۱۴۹ ھ ۱۱۵۰ سنہ ۱۱۵۱ ھ ۱۱۵۲ سنہ ۱۱۵۳ ھ ۱۱۵۴ سنہ ۱۱۵۵ ھ ۱۱۵۶ سنہ ۱۱۵۷ ھ ۱۱۵۸ سنہ ۱۱۵۹ ھ ۱۱۶۰ سنہ ۱۱۶۱ ھ ۱۱۶۲ سنہ ۱۱۶۳ ھ ۱۱۶۴ سنہ ۱۱۶۵ ھ ۱۱۶۶ سنہ ۱۱۶۷ ھ ۱۱۶۸ سنہ ۱۱۶۹ ھ ۱۱۷۰ سنہ ۱۱۷۱ ھ ۱۱۷۲ سنہ ۱۱۷۳ ھ ۱۱۷۴ سنہ ۱۱۷۵ ھ ۱۱۷۶ سنہ ۱۱۷۷ ھ ۱۱۷۸ سنہ ۱۱۷۹ ھ ۱۱۸۰ سنہ ۱۱۸۱ ھ ۱۱۸۲ سنہ ۱۱۸۳ ھ ۱۱۸۴ سنہ ۱۱۸۵ ھ ۱۱۸۶ سنہ ۱۱۸۷ ھ ۱۱۸۸ سنہ ۱۱۸۹ ھ ۱۱۹۰ سنہ ۱۱۹۱ ھ ۱۱۹۲ سنہ ۱۱۹۳ ھ ۱۱۹۴ سنہ ۱۱۹۵ ھ ۱۱۹۶ سنہ ۱۱۹۷ ھ ۱۱۹۸ سنہ ۱۱۹۹ ھ ۱۲۰۰ سنہ ۱۲۰۱ ھ ۱۲۰۲ سنہ ۱۲۰۳ ھ ۱۲۰۴ سنہ ۱۲۰۵ ھ ۱۲۰۶ سنہ ۱۲۰۷ ھ ۱۲۰۸ سنہ ۱۲۰۹ ھ ۱۲۱۰ سنہ ۱۲۱۱ ھ ۱۲۱۲ سنہ ۱۲۱۳ ھ ۱۲۱۴ سنہ ۱۲۱۵ ھ ۱۲۱۶ سنہ ۱۲۱۷ ھ ۱۲۱۸ سنہ ۱۲۱۹ ھ ۱۲۲۰ سنہ ۱۲۲۱ ھ ۱۲۲۲ سنہ ۱۲۲۳ ھ ۱۲۲۴ سنہ ۱۲۲۵ ھ ۱۲۲۶ سنہ ۱۲۲۷ ھ ۱۲۲۸ سنہ ۱۲۲۹ ھ ۱۲۳۰ سنہ ۱۲۳۱ ھ ۱۲۳۲ سنہ ۱۲۳۳ ھ ۱۲۳۴ سنہ ۱۲۳۵ ھ ۱۲۳۶ سنہ ۱۲۳۷ ھ ۱۲۳۸ سنہ ۱۲۳۹ ھ ۱۲۴۰ سنہ ۱۲۴۱ ھ ۱۲۴۲ سنہ ۱۲۴۳ ھ ۱۲۴۴ سنہ ۱۲۴۵ ھ ۱۲۴۶ سنہ ۱۲۴۷ ھ ۱۲۴۸ سنہ ۱۲۴۹ ھ ۱۲۵۰ سنہ ۱۲۵۱ ھ ۱۲۵۲ سنہ ۱۲۵۳ ھ ۱۲۵۴ سنہ ۱۲۵۵ ھ ۱۲۵۶ سنہ ۱۲۵۷ ھ ۱۲۵۸ سنہ ۱۲۵۹ ھ ۱۲۶۰ سنہ ۱۲۶۱ ھ ۱۲۶۲ سنہ ۱۲۶۳ ھ ۱۲۶۴ سنہ ۱۲۶۵ ھ ۱۲۶۶ سنہ ۱۲۶۷ ھ ۱۲۶۸ سنہ ۱۲۶۹ ھ ۱۲۷۰ سنہ ۱۲۷۱ ھ ۱۲۷۲ سنہ ۱۲۷۳ ھ ۱۲۷۴ سنہ ۱۲۷۵ ھ ۱۲۷۶ سنہ ۱۲۷۷ ھ ۱۲۷۸ سنہ ۱۲۷۹ ھ ۱۲۸۰ سنہ ۱۲۸۱ ھ ۱۲۸۲ سنہ ۱۲۸۳ ھ

من مرد پیر معمر از شصت سال بالا شده ام جس سے معلوم ہوا کہ یہ قصہ بعد
شصت سالگی عمر ہے اور از روے حساب سن شصت سالگی عمر سنہ
ہجری مین ہوتی ہے اور بعض نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ سنہ ۱ ہجری مین
عقد ہوا جسکی تکذیب خود اوسیکے آخری جملہ سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہم بستر ہونے
کا بھی اوسی سنہ ۱ کے ماہ ذیقعدہ مین قایل ہے جسکا وقوع ایسے صغر سنی
کے ساتھ محال ہے بہرکیف ان مختلف بیانون سے جو لازمہ دروغ گوئی ہے عقد کا
دایرہ درمیان سنہ ۱۰ اور سنہ ۲۰ ہجری کے اور ان دونون وقتون مین جناب ام کلثوم
بنت امیرالمومنین علیہ السلام کا چار سالہ پنج سالہ ہونا باطل محض ہے کیونکہ اگر
سنہ ۱ ہجری والا قول مانا جاے تو اوسوقت حضرت ام کلثوم کا سن کم سے کم
بارہ برس ہوتا ہے اور اگر سنہ ۲ ہجری کا خیال ہو تو سن حضرت ام کلثوم کا
اوسوقت ۱۵ یا ۱۶ برس کا قرار پاتا ہے کیونکہ مصنفین کتب رجال نے بالاتفاق
لکھا ہے کہ ولادت حضرت زینب و ام کلثوم بعہد کرامت عہد سرور انام جناب
رسالت مآب ہوے اسمین کسیکو اختلاف نہین اور چونکہ کسی نے سنہ نہین
لکھا ہے لہذا از روے حساب جانچنا پڑا پس از روے حساب تاریخ ولادت حضرت ام کلثوم
سنہ ۶ ہجری ہے یا سنہ ۷ ہجری ہوتی ہے کیونکہ عقد جناب سیدہ سنہ
ہجری کے ماہ مبارک یا ذی الحجہ مین علے اختلاف الروایات ہوا اور ولادت
باسعادت جناب امام حسن ۱۵ رمضان سنہ ۳ کو اور ولادت باسعادت جناب
امام حسین ۳ شعبان سنہ ۴ کو ہوی پس بنابر اسکے ولادت حضرت زینب سنہ
۵ اور ولادت حضرت کلثوم سنہ ۶ ہجری مین اور ولادت حضرت رقیہ علیہ السلام کو

۱ عمر الانسان ستون سنة
من مری المجد ثلاثا
وعشرین وله ان لم یتزوج
وثلثون سنة اذا تزوج
۲ ابن سعد ص ۲۳ ج ۸
۳ عمر ہوی رقیہ
۴ ابن سعد ص ۲۰ ج ۸
۵ قال ابن الضباع
وکان ذلک فی سنة
عشرة من الهجرة وقیل
فی ذی القعدة من السنة
المذکورة ۱۲ اسعاف الراغبین
۶ حبیب السیر
مطبوعہ بمبئی

سنہ کو ہوگی کیونکہ بالاتفاق اسقاط محسن سلا ہجری بعد وفات رسول
لکھا ہے پس اس حساب سے ولادت حضرت ام کلثوم سنہ ۶ ہجری
قرار پائی اور اگر حولین کاملین مع ایام رضاعت کا حساب لیا جائے
تو سنہ ۷ یا سنہ ۸ ہجری ہوگا کیونکہ بعد اسکے زمانہ ولادت رقیہ اور سقط
محسن کے لئے لااقل زمانہ ۲ برس کا ضرور ہے جو سنہ ۱۰ ہجری میں پورا ہوتا ہے پس
از روئے حساب اول یعنے ولادت سنہ ۶ سن حضرت ام کلثوم کا سنہ ۱۰
ہجری میں گیارہ برس ہوتا ہے اور سنہ ۸ ہجری میں ۱۳ برس اور از روئے حساب
ثانی یعنے ولادت سنہ ۷ ہجری جس سے کم نہیں ہو سکتا سنہ ۱۰ سے تا سنہ ۱۰
نو برس کا سن ہوتا ہے اور تا سنہ ۱۲ ہجری ۱۲ برس کی عمر قرار پاتی ہے پس یہ
بیان کہ حضرت ام کلثوم وقت خطبہ عمر چار یا پانچ برس کی تھیں جو روایات
اہلسنت میں بالاتفاق والاختلاف مذکور ہے غلط ہوا پس جب صغر سنی
نہ ثابت ہوئی تو کل روایات عقد غلط ٹھہری کیونکہ صغر سنی سبھوں میں بالاتفاق
مذکور ہے پس جس روایت کا سر اغلط ہوا دم اوسکی کیونکر رہجائے گی
علاوہ برآں جب صغر سنی نہ رہی تو بھیجنا بھی نامحرم کے پاس حرام ہوا
اب یا ارتکاب امر ناجائز کی نسبت جناب امیر علیہ السلام و سایر بنی ہاشم اور خلیفہ دوم
و دیگر صحابہ کیطرف کیجائے یا بطلان روایات کذائی کا اقرار کیا جائے
جیسا کہ سبط ابن جوزی نے بنا بر اسی لزوم امر ناجائز کے اون روایات
کو غلط ٹھہرایا جسمیں کشف ساق وغیرہ مذکور ہے تو یہ روایات بدرجہ اولے
غلط قرار دیجائے گی بہرکیف جز اول روایات کا غلط ہوا دلیل دوم

سنہ ۱۰ بعد حسین علیہما السلام کے ہجری ۱۲ برس کی عمر قرار پاتی ہے پس یہ بیان کہ حضرت ام کلثوم وقت خطبہ عمر چار یا پانچ برس کی تھیں جو روایات اہلسنت میں بالاتفاق والاختلاف مذکور ہے غلط ہوا پس جب صغر سنی نہ ثابت ہوئی تو کل روایات عقد غلط ٹھہری کیونکہ صغر سنی سبھوں میں بالاتفاق مذکور ہے پس جس روایت کا سر اغلط ہوا دم اوسکی کیونکر رہجائے گی علاوہ برآں جب صغر سنی نہ رہی تو بھیجنا بھی نامحرم کے پاس حرام ہوا اب یا ارتکاب امر ناجائز کی نسبت جناب امیر علیہ السلام و سایر بنی ہاشم اور خلیفہ دوم و دیگر صحابہ کیطرف کیجائے یا بطلان روایات کذائی کا اقرار کیا جائے جیسا کہ سبط ابن جوزی نے بنا بر اسی لزوم امر ناجائز کے اون روایات کو غلط ٹھہرایا جسمیں کشف ساق وغیرہ مذکور ہے تو یہ روایات بدرجہ اولے غلط قرار دیجائے گی بہرکیف جز اول روایات کا غلط ہوا دلیل دوم

**ایضاً** متعلق بصغر سنی اکابر محدثین اہلسنت و اعاظم علمائے انکے مثل
محمد بن عبد بن احمد مقدسی اور شمس الدین محمد بن محمد جزری وغیرہ کے
بسلسلہ حضرت ام کلثوم کی جناب سیدہ سے احادیث روایت کرتے ہین
جیسا کہ اسنی المطالب مین مذکور ہے اور روایت کرنے کے لئے اقل
مراتب ان محدثین نے بالاتفاق یہ قاعدہ مقرر کیا ہو کہ وقت تحمل روایت
راوی کا سن پانچ برس ہو ورنہ اوس سے روایت نہ لیجائے گی
**کما ثبت فی اصولہم** پس لاقل وقت وفات جناب سیدہ ۱۲
کہ سنہ ۱۱ ہجری ہے حضرت ام کلثوم ۴ پانچ برس کی ہوین تو سنہ ۱۱ مین
بارہ برس کے ہونگی اور سنہ ۱۷ مین ۱۸ برس کی پس اس سے بھی دعوائے اہلسنت
بصغر سنی حضرت ام کلثوم کہ اوسوقت مین چار پانچ برس کی نہین غلط ہوا
اور موید اسکی وہ روایات بھی ہین جنمین گواہی دیا حضرت ام کلثوم کا ہبہ فدک
پر وقت طلب شہادت ابوبکر مذکور ہے گواوس روایت کو بھی لوگ مثل
دعوائے جناب سیدہ و شہادت جناب امیر ع قبول نہین کرتے مگر کسی
نے نہین لکھا کہ حضرت ام کلثوم ۱۴ اوسوقت قابل ادائے شہادت کہ اقل
مراتب پانچ برس ہے دہتین اسنیجاست کہ بروایت صواعق محرقہ
جب جناب امیر ع نے حسنین علیہما السلام سے فرمایا کہ ام کلثوم کا عقد
خلیفہ دوم سے کردو تو حضرت نے عرض کیا انہا امرۃ یعنے یہ عورت ہین
مثل سایر زنان اپنے امور مین مختار ہین جس سے ہدو وجہ دعوائے صغر سنی
کا بطلان ظاہر ہوا ایک تو یہ کہ حضرت نے امرۃ کا اطلاق کیا اور جب

تحقیقات مولوی حیدر علی احرار کا اطلاق عورت بالغہ پر ہوتا ہے نہ کمسن لڑکی
پر اور دوسرے خود مختار ہونا بھی حق بالغہ ہے نہ حق صبیہ صغیرہ اور نیز قول
سبط ابن جوزی سے بھی عدم صغر سنی ظاہر ہوئی جو اوسنے کمسن اجنبیہ
کو باتفاق تمامی مسلمانان حرام کہا کیونکہ حرمت اسکی متعلق بنا لغہ ہے نہ صبیہ
بہرکیف دعوائے صغر سنی بھر طور غلط ہوا پس اسکے ساتھ عمر کا خطبہ
کرنا جو اون روایات میں مذکور ہے وہ بھی غلط ہوا کیونکہ اس خطبہ کے
بعد صغر سنی کا بیان ہوا ہے پس اگر اہلسنت قبول کرلیں کہ یہ روایات بالکل
غلط ہیں تو ہمکو زیادہ کد کی ضرورت نہیں ہے بیان اس صغر سنی کا عذر بہ نسبت
ام کلثوم بنت ابوبکر مخطوبہ عمر یقیناً صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ولادت اوسکی
باتفاق محدثین سنہ ۱۳ ہجریین بعد وفات ابوبکر ہے پس سنہ ۱۷ میں اوسکی عمر
پانچ برس کی تھی تو اوسکو چار یا پانچ کہنا اردے واقعات نہایت درست
وبجا ہے پس بالیقین معلوم ہوا کہ یہہ سارا قصہ خطبہ درانکار و اصرار کا اسے
ام کلثوم سے متعلق ہے جسکو رواۃ نے بوجہ اشتراک نام بلا اشتباہ یا بعد
دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کیا کیونکہ صغر سنی متفقہ اہلسنت سوائے
اسکے دوسریں نہیں پائے جا سکتے پس اس عذر صغر سن نے احتمال اشتباہ
رواۃ کو بدرجہ یقین کامل پہونچا دیا اور جب ام کلثوم بنت ابوبکر کو علماے
اہلسنت نے صرف اسوجہ سے کہ اوسنے بلا واسطہ رسولخدا سے حدیث کو
نقل کیا ہے زمرہ صحابہ رسول میں داخل کیا تو اگر اشتراک نام کے سبب سے
ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کردیں تو ایسے

تو ایسے نادانون سے کیا تعجب ہے تنبیہ غالبًا واضعین روایات عقد کے
اس خیال سے کہ اس خواستگاری ام کلثوم دختر ابوبکر مین جو بوقت خطبہ چہار
یا پانچ سالہ تھے خرافت صریحی خلیفہ دوم لازم آتی ہے کہ اس بڑھاپے مین
ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنا چاہا اور بوجہ انکار ام کلثوم بنت ابوبکر انتہائے
عالی نسبی خلیفہ دوم اور عدم قابلیت اونکی ظاہر ہوتی ہے لہذا ان دونو نکا
یون دفعیہ کیا کہ اس قصہ کو جناب ام کلثوم کیطرف منسوب کر دیا تاکہ منقصت
خرافت و رکاکت و دنارت نسب محدث استحصال شرافت و حق شناسی
و خوف و خشیت سے مبتدل ہو جاے جیسا کہ اور سلاطین و خلفا کی خرافت
و حماقتونکی اصلاح و در اوار اکین سلطنت نے یون ہی کی ہے جسکا نمونہ
سحر معزن ابن خلدون مین دربارہ عباسہ و ہارون بلکہ بوران و مامون مذکور
ہوا اور جب صحیح بخاری و صحیح مسلم سے انہین خیالات کی بدولت الفاظ
کاذبا غادرا خائنا اثما وغیرہ کو نکالڈالا ہے تو روایات غیر صحیحہ مین ام کلثوم
بنت ابوبکر کی جگہ ام کلثوم بنت علی بنا دینا اور کہنا یا لکہنا کون ایسا مشکل
کام ہے از نجاست کہ عجب موقع سے اوس حدیث نبوی کو بھی اس قصہ
مین جوڑا ہے جسمین کیسکو غور و تامل کا موقع نہ ملے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

دلیل سوم یہ کہ روایات اہلسنت مین بیان ہوا ہے کہ مہر ام کلثوم چہار سو درہم
درہم قرار پایا حالانکہ یہ امر بھی بنا بر افادات اہلسنت غلط ہے کیونکہ بتصریح
شاہ ولی اللہ مذہب خلیفہ دوم یہ تھا کہ مہر مین زیادتی نہو کیونکہ جناب رسولخدا
نے اپنی کسی بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ کیا جو قریب پانچ سو درہم کے

ہوتا ہے اگرچہ ایک عورت نے روبرو ے خلیفہ بتلاوت آیہ قرآنی وس
حکم پر اعتراض بھی کیا مگر خلیفہ نے اپنا مذہب نہ بدلا اور وہی حکم نزد اہلست
حق بنا رہا سکوت خلیفہ صرف بغرض تادیب بالکتاب اللہ بتھا نہ از راہ عجز
اور ناحق ہونے اس حکم کے جیسا کہ شاہ صاحب نے تحفہ مین تصریح کی اور
فرماتے ہین کہ احادیث صحیحہ مین بھی وارد ہے زیادتی مہر سے چنانچہ
حضرتؐ نے فرمایا کہ کمی کرد مہر مین اور بہترین عورت وہی ہے جسکا مہر
کم ہو اور خیر اور برکت زیادہ اوسمین ہے کہ جسکا مہر کم ہو شاہ صاحب
اسکے بعد کہتے ہین کہ آیہ قرآنی سے اگر ثابت بھی ہوتا ہے تو جواز وہ بھی
کراہت کے ساتھ پس جب نصوص نبوی مبالغت زیادتی مہر مین موجود
اور خلیفہ کا مذہب بھی وہی ہے کہ زیادتی نہو سکتے کہ بمشکل تمام دو سو درہم
تک کی رخصت دی جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے ان عمر رخص ان
تصدق قلادۃ بالفین جس سے اسقدار کی رخصت بھی بکراہت تمام
معلوم ہوتی ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اسقدر مہر قرار دین اور جناب
امیرؑ اوسکو منظور کرین جو تمام ازواج و بنات نبی کے خلاف اور رسم و
رواج خاندانی و آیات و احادیث رسول ربانی کے مخالف ہو علاوہ بر آن
خلیفہ کی ناداری کی یہہ صورت تھی کہ آخر مرتے وقت بیت المال سے
چھیاسی ہزار کے قرضدار تشریف فرما ہوے جسکو حوائج مسلمین مین
صرف کیا اور فرزند ارجمند کو اوسکے ادا کاری کے لئے دریوزہ گری
کرنے کی وصیت کر گئے گو اوسنے بھی ادا نہو ایسی کیونکر ممکن ہے کہ اسقد

سرقرار دین اس سے بھی معلوم ہوا کہ رواۃ نے بالاشتباہ بوجہ اشتراک
نام ایسا بیان کیا کیونکہ یہہ مہر اوس ام کلثوم کا تہا جو ایام جاہلیت سے
انکی زوجیت مین تہین کیونکہ ایام جاہلیت مین بہت بہت سا مال مہر مین
دیا جاتا تہا یا اون ام کلثوم کا مہر ہو جنسے بمقام حدیبیہ اسلام مین عقد کیا تہا
کیونکہ اونہ نون کا روبار خلافت سے تو کچہہ تعلق تہا ہی نہین بلکہ ہر منفق
بالاسواق در تحصیل مال ہی سے مشغولیت تہی اور اوسوقت تک غالبا اس مسئلہ مین اجتہاد کی نوبت
نہی آئی ہوگی پس جہان رواۃ نے باشتراک نام اسکو بیان کیا کہ حضرت ام کلثوم
سے عقد ہوا وہان سابق کے دونون ام کلثوم سے کیسکا مہر ہی انکی
طرف منسوب کردیا **دلیل چہارم** یہہ کہ روایات اہلسنت مین یہہ بھی
بیان کیا گیا ہے کہ بعد فوت خلیفہ دوم عقد حضرت ام کلثوم کا ہمجناب
امیر علیہ السلام عون بن جعفر کے ساتھہ ہوا اور خود حضرت نے یہہ عقد
کیا اگرچہ بعض علما اسکے قایل ہین کہ بعد عمر پہلے محمد بن جعفر سے عقد ہوا
تب عون بن جعفر سے مگر اسپر سبکا اتفاق ہے کہ بعد عمر عون بن جعفر سے
عقد ہوا خواہ مقدم ہو عقد محمد یا موخر ازان اب اس امر کو دیکہنا چاہیئے کہ
واقعات تاریخی سے کسقدر یہہ صحیح ہے کیونکہ علامہ ابن عبد البر مکی اور
علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ علمائے فن رجال جنہون نے عقد عون کو
بعد عمر لکہا ہے وہ لوگ بالاتفاق ناقل ہین کہ عون بن جعفر جنگ تستر
مین بعہد خلیفہ دوم شہید ہوے چنانچہ بعینہ عبارت اصابہ کی یہہ ہے
کہا ابو عمر نے الاستیعاب مین کہ شہید ہوے عون بن جعفر بمقام تستر

عہد خلافت عمر مین اور اونکی کوئی اولاد نہین ہوئی اسنے پس[1] برای خدا
غور فرمائے کہ جب عون بن جعفر جنگ تستر مین بعہد خلیفہ دوم شہید ہوچکا
تو پھر بعد عمر اونکا عقد حضرت ام کلثوم کے ساتھہ کیونکر ہوا پس جسبی صدر
روایت غلط ہوا ویسا ہی آخر روایت بھی غلط ہوا یہان بہانسے اوس
احتمال کی البتہ بخوبی تائید ہوتی ہے کہ یہہ قصہ خطبہ و اصرار و انکار تمام تر
ام کلثوم دختر ابوبکر سے متعلق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر
کے نسبت انمین عون بن جعفر سے مقرر تھی ہوا سلئے کہ اسما بنت عمیس
بعد شہادت حضرت جعفر طیار زوجیت ابوبکر مین آئی تھین پس اونھون نے
یہ نسبت اپنے تیسرے فرزند کی اس دختر ابوبکر سے مقرر کی ہو کیونکہ دو فرزند
انکے عبداللہ و محمد تو حضرت زینب ام کلثوم سے منسوب ہی تھے
خالی تھی فقط تو عون بن جعفر اونکی نسبت اس ام کلثوم دختر ابوبکر سے
مقرر کی ہو پس اس صورتین دوسرا عذر جو روایات اہلسنت مین جناب امیر
کیطرف منسوب ہی وہ بھی صحیح ہوگا کہ جب عذر صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر
کو حسب فرمائش عائشہ حضرت نے بیان کیا ہوا وسکے ساتھہ یہ عذر بھی
پیش کیا ہو کہ خلیفہ اوس حکم نبوی کو یاد کرکے باز رہین کہ جب ایکطرف سے
خواستگاری ہو جاے تو دوسرا خطبہ نہ کرے اور اس صورتین شرکت
جناب امیر حمایت بی بی عائشہ مین دربارہ باز رکھنے خلیفہ دوم کے
عقد ام کلثوم بنت ابوبکر سے باستدعاے بی بی عائشہ یا باستدعاے
اسما بنت عمیس بہایت قرین قیاس ہے کیونکہ علاوہ انکار ام کلثوم

[1] ذکر عون بن جعفر الطیار فی عہد رسول اللہ
اسد الغابہ ابن اثیر و الاصابہ
فی تمیز الصحابہ و غایۃ المقصد
فی زوائد المسند صفحہ ۱۲۳

خود عون کے خیال سے زیادہ کوشش کرنیکی حاجت تھی بھر کیف اس
روسے بھی اشتباہ روات کا قایل ہونا ضروری ہو اور نہ اسکا اثبات کرین
کہ جو شخص عہد عمر مین مرچکا وہ بعد خلیفہ کیونکر زندہ ہوا اور اونسے نکاح کیا
**دلیل پنجم** یہ امر بھی اون روایات متذکرہ بالا مین بالاتفاق بیان ہوا ہے
کہ بعد وفات عون و محمد فرزندان جعفر یکی بعد دیگرے عقد حضرت ام کلثوم
کا ساتھ عبداللہ بن جعفر کے ہوا بلکہ خود جناب امیرؑ نے یہ عقد کر دیا اور رہا
معاویہ مین حضرت ام کلثوم اور اونکے فرضی فرزند زید نے ساتھ ہی وفات
کیا اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ امر صحیح ہو سکتا ہے یا نہین کیونکہ حضرت عبداللہ
بن جعفر شوہر تھے حضرت زینب خواہر حضرت ام کلثوم کی اور حضرت زینبؑ
علیہا السلام بھی مثل حضرت ام کلثوم بالاتفاق تا بہ معرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے
زندہ رہین اور کسی نے یہ نہین بیان کیا کہ معاذاللہ حضرت عبداللہ نے
جناب زینبؑ کو کبھی طلاق دیا ہو پس بدون وفات حضرت زینبؑ کیونکر ممکن
ہے کہ حضرت عبداللہ جناب ام کلثوم سے عقد کر کے جمع بین الاختین کے
مرتکب ہون اور خود جناب امیرؑ ایسا نکاح کر جائین تو اب ضرور ہوا کہ یا حیات
حضرت ام کلثومؑ کے تا بما بعد وفات حضرت زینبؑ قایل ہون جو بعد معرکہ
کربلا ہے یا قایل بعدم وقوع نکاح ہون صورت اول مین وہ روایات
غلط ہوتے ہین جسمین وفات حضرت ام کلثوم زید فرضی کے ساتھ عہد معاویہ
مین مذکور ہے صورت ثانیہ مین وہ کل روایات غلط ہوتی ہین جسمین صغرسنی
حضرت ام کلثوم و خطبہ عمر و اصرار و انکار مو قوع نکاح بعد عمر عون کے ساتھ

ناسخ التواریخ حالات حضرت امام حسن صفحہ ۹۲۹
اسماء صفحہ ۳۴۲
دفاع الرضی صفحہ ۵۵
اصابہ صفحہ ۲۹۲
اصابہ

بعد اونکے محمد بن جعفر کے ساتھ بعد اونکے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ
مذکور ہے پس اس سے بھی مطلوب الحق حاصل ہوا غرض زہر طرف کہ شود
کشتہ بود اسلامست مگر چونکہ روایات واہیہ دونون صورتون کی اہلسنت
کے یہان اس کثرت سے ہین کہ انکار کلی اونکا نہین کر سکتے نہ خود میرے
ابھی فرمائش ہے لہذا ضرور ہے کہ بنا بر دات محققین محدثین اہلسنت اوس
قاعدہ پر عمل کرین جو محدثین ہین بکثرت جاری ہے جسکا ارتکاب اونے
امرون کے لیے کرتے ہین یعنے یہہ کہ قایل ہون بوہم واشتباہ
رواۃ کہ راوے لوگ بوجہ اشتراک اسمی مبتلاے عرض اشتباہ
ہوے اور وہم وخطا مین گرفتار ہوکر ایک ہمنام کا واقعہ
دوسرے ہمنام کی طرف منسوب کر دیا کیون کہ ممکن ہے اوسے
ام کلثوم بنت ابوبکر کا یہہ واقعہ ہے ہو جسکا خطبہ خلیفہ دوم نے
کیا اوسکے انکار سے بے بے عایشہ مضطر ہوین جناب امیر
علیہ السلام نے بوجوہات مصرحہ بالا حمایت عایشہ کے ہو اور
بعد رفع فتنہ وفساد اوس ام کلثوم کا عقد عون بن جعفر سے
اور بعد شہادت اونکے عبد عمر بن عبداللہ بن جعفر سے ہوا ہو
کہ راویون نے باشتباہ واشتراک اسمی جناب ام کلثوم ۲
کیطرف منسوب کیا اور یہ نہ سمجھے کہ باوصف زوجیت وموجودگی
حضرت زینب وقوع عقد محال ہے **دلیل ششم** شاہ عبدالعزیز نے اپنے فتاوے
تواتر کیا ہے کہ حضرت ام کلثوم سے زید پیدا ہوے عمر نے بنام اپنے

بھائی زید کے انکو مسے کیا یہ زید بن عمر ایک غزوہ جنگی مین کسیکی ہاتھ سے
زخمی ہوکر مری اور مان اونکے ام کلثوم جو پہلے سے بیمار تھین اونھونے
بھی اوسی روز انتقال کیا دونون کا جنازہ ساتھ آیا جناب امام حسین ؑ اور
عبداللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑہ کر دفن کر دیا مولوی حیدر علی نے بھی اسپر
دعوے تواتر کیا ہے اور اسکی بھی تخصیص کی کہ خاص عہد معاویہ مین ہے
یہ امر واقع ہوا پس اب دیکھنا چاہیے کہ از روے واقعات تاریخی کہانتک
اسکی تصدیق ہوسکتی ہے کیونکہ اولاد انکے بیان مین اختلاف ہے کہ حواصلت
بھی ہوے یا نہ مگر ہم اوس سے بحث نہین کرتے پہلے زید سے بحث کرتے ہین
کہ اونکو شیخ عبدالحق وغیرہ زید اکبر کہتے ہین اور عبداللہ اور عبدالرحمن بن
عمر کے بعد ذکر اولاد عمر مین دیگر اولاد پر انکو مقدم کیا ہے شاہ صاحب کے کلام سے
بھی معلوم ہوتا کہ قبل انکے کوی دوسرا لڑکا عمر کا مسمے زید نہ تھا کیونکہ اپنے
بھای کا نام رکھا اگر کوی دوسرا زید عمر کا بیٹا ہوتا تو اسنام رکھنے کی ضرورت
کیا تھی اور چونکہ یہ عقد آخری وقت مین ہوا پس معلوم ہوا کہ یہی ایک زید
اونکا بیٹا تھا حالانکہ بتصریح صاحب کامل و دار قطنی بمنقل شاہ عبدالحق
ثابت ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ سے
پیدا ہوا جو ایام جاہلیت سے عمر کی زوجہ تھی گو اسمین اختلاف ہے
کہ عبیداللہ بن عمر برادر حقیقی زید یعنی بطن ام کلثوم مذکور سے تھا
یا نہ مگر اسپر اتفاق ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کے
بطن سے تھا پس اگر اسکے قایل ہون کہ زید پسر ام کلثوم خزاعیہ ہوتا تھا

ف ۱۵ واضح ہو کہ ابن حجر نے اصابہ مین اور ابن اثیر نے اسد الغابہ مین
اور ابن عبدالبر نے استیعاب مین اور ابن حزم نے جمہرہ مین
اور ابن عبدالبر نے استیعاب مین اور ابن حزم نے جمہرہ مین
اور ابن عبدالبر نے استیعاب مین اور ابن حزم نے جمہرہ مین

زید اکبر فرضی سے تو وہ روایت غلط ہوتی ہے جسمین طلاق ام کلثوم خزاعیہ بعد
نزول آیہ لا امتسکوا درج ہے کیونکہ جب وہ زوجیت ہی مین نرہی تو زید اصغر
اوس سے پیدا کیونکر ہوا حالانکہ ولادت زید ام کلثوم خزاعیہ سے یقینی ہے
اور اگر یہ احتمال پیدا کرین کہ زید بن ام کلثوم خزاعیہ بڑا تھا اس زید فرضی سے
جسے بطن جناب ام کلثوم سے قرار دیتے ہین تو پھر یہ زید اکبر کیونکر ہونگے
علاوہ برآن جب دو زید بن عمر ہوے دو ام کلثوم سے تو حالات انکے
بھی الگ الگ ہونے چاہیے کہ یہ زید اور ام کلثوم فلان وقت مرے
دوسرے زید دام کلثوم کی یون وفات ہوی جیساکہ کل ولادتے کہ
دختران خلیفہ دوم کا حال علیحدہ علیحدہ باجمال وتفصیل عقد وغیرہ مرقوم ہے
بخلاف ان دونون زید اور دونون ام کلثوم کے کہین بجز ایک واقعہ وفات
ایک زید اور ایک ام کلثوم کی دوسرے ام کلثوم و زید مان بیٹے کا کوئی
حال یا وصف تخصص و تلاش نہین ملتا جس سے بہ بداہت عقل سلیم معلوم ہوا
کہ دراصل ایک ہی زید بن عمر تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ
عمر سے پیدا ہوا نہ دوسرا یہ تیسرا جہان راویون نے بوجہ اشتراک نام
دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف کے قصونکو چونکہ تھے بنام کیطرف
منسوب کیا وہان اصلی زید کی نسبت بھی ادھر ہی لگادی اوسکے ساتھ
اصلی زید دام کلثوم کے حالات بھی اسی فرضی زید دام کلثوم کے سر مڈھا
اصلی مان بیٹے تو غایب ہوگئے اور فرضی اصلی بنگئے اور اگر اس تقریر مین
فقیر کی کوئی شبہ ہو تو بس وبس جو ڑ لیجے جس سے ولادت زید محال ہوتی ہے

کیونکہ سنہ عقد جیسا کہ سابقا مرقوم ہوا درمیان سنہ ۱۲ اور سنہ ۱۳ کے
اور سن حضرت ام کلثوم کا وقت عقد چار پانچ برس بیان ہوتا ہے اور وفات
خلیفہ دوم سنہ ۲۳ ہجری ہے پس سن وشصت ۶۳ سالگی پس اگر سنہ ۱۳ مین چار سال کم
تو سنہ ۲۳ مین کسنہ وفات خلیفہ ہے دس برس کی ہونگی اور دس برس کی لڑکی
کے لڑکا ہونا خالی از استبعاد نہین خصوصا در صورتیکہ دو تین برس قبل
از وفات خلیفہ کے قوت باہ کو زوال کلی ہوگیا ہو چنانچہ عقد عاصم بن عمر
والی روایت سے ظاہر ہے کہ خلیفہ نے فرمایا ولو کان فی ابیکم حرکۃ الی النسا
لم یسبقہ احد الیھا یعنے اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا اگر تمہارے باپ مین
رمقے حرکت نسوانی باقی ہوتی تو اس بارہ مین کوئی اوسپر سبقت نہ لیجاتا
جس سے فقدان باہ اس زمانہ مین یقینا ثابت ہوا چہ جائیکہ از روے
فطرت بھی یہ قوت کم تھی اور دوسری قوت کو غلبہ تھا چنانچہ ان روایات
سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے جنمین خلیفہ نے کہا ہم تصنع و تکلف عورتونسے
تعلق کرتے ہین اور جسقدر عورتون سے خطبہ کرنا ہمپر گران ہوتا ہے دوسرا
کوئی امر نہین گران ہوتا بلکہ خود ان روایات موضوعہ عقد سے ظاہر ہے
کہ خلیفہ نے کہا کہ ہمکو اب باہ نہین ہے نسوان کی حاجت باقی نہین ہے
پس دہ سالہ لڑکی سے باین پیری و علت شیخ المشائخ لڑکا ہونا سراسر بعید از
حالانکہ اگر امکان عقلی نہ عادی نکلتا بھی ہے تو ایک لڑکے کا ہونا خبر کسطرح
ممکن ہو سکتا ہے بخلاف دوسرے لڑکے کے جسکا رقیہ نام بتاتے ہین
کہ وہ تو بالکل محال ہے کیونکہ قبل از نہ سالگی عورتون کو بلوغ ہی نہین ہوتا

ص ۱۹۶ ازالۃ الخفا مقصد ۲

چہ جائے تحمل حمل اور نہ سالگی پوری ہوتے ہی سنہ ۲۲ مین اب ایک سال
تحمل خلیفہ کی حیات کا زمانہ باقی ہے اسمین دو ولادتین کیونکر ممکن ہے
اور اگر سنہ ۲۱ مین عقد مانا جاے تو جو لڑکی اوسوقت چار سالہ تھی سنہ ۲۳ مین
کہ سن وفات ہے ہفت سالہ یا ہشت سالہ ہوگی اس سنکی لڑکی نابالغ ہوتی ہے
نہ حاملہ ہوسکتی ہے یقینا محال ہے پس تولد زید اس ام کلثوم جسکو وقت
عقد سنہ ۱۷ مین چار سالہ بیان کرتی ہین یقینا محال ہے چہ جائیکہ ایک اور
لڑکی بعد اوسکے پیدا ہو چہ جائیکہ وہ زید اکبر ہوگا اصغر کا ہونا بھی محال ہے
حالانکہ اصغر اولاد عمر اس زید کو کہتے ہین نہ رقیہ کو بلکہ زینب کو اصغر اولاد عمر
بیان کرتے ہین جو بطن ام کلثوم سے پیدا ہوے بہرکیف یقینا معلوم ہوا
کہ زید مذکور اصلی زوجہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے تھا جسکو قصہ موضوعہ
عقد کے ساتھ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کردیا دوسرے
وفات زید ام کلثوم مادرش بوقت واحد عہد معاویہ مین اور بھی اسکی تائید
ہوئی کہ یہ وہی اصلی ام کلثوم ہے جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کی زوجہ
تھی جسکے بطن سے زید بن عمر متولد ہوے کیونکہ جناب ام کلثوم بنت جناب
امیر ع باتفاق روایات فریقین شریک معرکہ کربلا نہین چنانچہ مقتل ابو مخنف اور
مثیر ابو اسحق اسفرائنی اور روضۃ الشہدا اور ملا حسین کاشفی اور روضۃ الصفا
اور حبیب السیر وغیرہ مین بتفصیل تمام مرقوم ہے چنانچہ عبارت مقتل ابو مخنف
یہ ہی متوجہ ہوئین ام کلثوم طرف مسجد رسول کے باکیۃ العین و محزونۃ القلب
اور کہا السلام علیک یا جداہ مستغیثہ ابو اسحق یہ ہی سے آگے ہے حضرت

ام کلثوم اور کہا وے ہو تجھپر اے یزید الخ اور روضۃ الشہدا مین ہے زینب
را چشم بر حسین افتاد فریاد برداشت کہ یا جداہ وا محمداہ پس روے بہ یزید کرد
کہ ہیچ میدانی کہ چہ میکنی زنان خود را در پس پردہ نشاندہ و دختران محمد رسول اللہ
را در پیش چشم خلق داشتہ ندانم کہ در وقت باز خواست از عہدۂ این عمل چگونہ
برآے یزید بر خود بلرزید و پرسید کہ این چہ کسست گفتند کہ خواہر حسین است
دختر فاطمہ ناگاہ ام کلثوم بر پاے خواست و گفت اجازت دہ تا سر برادر
بردارم دیدار باز پسین او ببینم دستوری یافت در جست و سر حسین بر گرفت
و لب خود بر لب او نہادہ بیہوش شد پس سر برآورد و گفت اے یزید امید مدار
کہ درین دنیا راحت نہ بینی چنانچہ ما را در رنج افگندی یزید گفت این زن زبان دراز
ہم خواہر حسین ہست گفت آرے این ام کلثوم ست گفت اے ام کلثوم
چون دیدی کہ خداے تعالے ظن شما را دروغ کرد و انچہ بر ما فکر کردہ بودید
بر شما واقع شد ام کلثوم فرمود کہ خداے تعالے منافقان را دروغ گوے
خواند ان المنافقین لکاذبون الخ اور روضۃ الاحباب مین ہے
جسکو شاہ عبد العزیز صاحب بہترین سیر فرماتے ہین ام کلثوم و زینب خواہران
امام حسین را پیش بردند زینب را کہ چشم بر حسین افتاد الی ان قال ناگاہ ام کلثوم
بر پاے خاست گفت اجازت دہ الی قال یزید گفت این زن زبان دراز
ہم خواہر حسین ہست گفتند آری ام کلثوم ست اور تحریر الشہادتین صفحہ ۱۰۰
مصنفہ شاہ سلامت اللہ
کشفی صاحب معرکۂ آرا مین ہے جو تلامذہ شاہ عبد العزیز اور سرامد متکلمین سے ہین روایت کردہ اہل
کہ وقتیکہ اسیران اہلبیت را بحضور ابن زیاد حاضر کردند گفت الحمد للہ الذی اکرمکم و اہانکم و شفی صدور قوم

روضۃ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۲۸۳

تحریر الشہادتین مؤلفہ شاہ سلامت اللہ صفحہ ۱۰۰

سختی داد بدشمنان و سختی داد حضرت ام کلثوم جواب داد الحمد لله الذی اکرمنا بمحمد
و طهرنا تطهیرا شکر خدا را که گرامی کرد ما را بمحمد و پاک کرد ما را پاک کردنی باز ابن زیاد گفت
کیف رایتم قدرة الله چگونه دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمود
سیجمع الله بیننا و بینکم الخ بعد اسکے لکھتے ہین کوفیان حال خرابی دودمان نبوت ص ۹۱
دیدند و گریستند ام کلثوم گفت که ای مردم کوفه حالا بر ای چه گریه می کنید
بعد اسکے لکھتے ہین یزید جوابے بجز سکوت ندید متوجه بطرف زنان و یتیمان ص ۹۴
اهلبیت شده زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک تر طلبید چشم حضرت زینب
چون بر سر مبارک شاه شهیدان افتاد گفت واجداه وا محمداه بعد ازان خطاب
به یزید کرد و گفت هیچ نمیدانی که زنان خود را در سرا پرده عزت و حجاب نشاندی و
دختران رسول خدا را باین بے پردگی بر شتران سوار کردی و در مجمع مردمان
پیش خود طلبیدی فردای قیامت از عهده عمل خود چه جواب خواهی داد یزید پرسید
که این کدام زن ست گفتند زینب خواهر حسین است دختر فاطمه زهرا پس ازان کلثوم
برخواست و بر سر حسین افتاد لب و دندان خود را بر آن لب و دهان چندان مالید
که بیهوش شد بزرین غلطید چون بهوش آمد دعاے بد در حق یزید کرد و گفت
که ای یزید تمتع از دنیا نیابی و چنانکه ما را در بلا افگندی تو هم در فنا و عقبی روی راحت نبینی یزید
گفت مگر این زن هم خواهر حسین است گفتند آری این کلثوم دختر فاطمه است اشتہار در کتاب ینابیع المودة
ہین شیخ سلیمان بلخی قندوزی لکھتے ہین یا ام کلثوم فحین توجهت الی المدینة رجعت
تقول عند ما تنظر جدنا لا تقبلینا و بالعبرات و الاحزان حیینا و رجعنا منک باکیة
رجعنا لا رجال و لا بنینا و بین ردایاتی شرکت جناب ام کلثوم معرکه کربلا مین بقین شاهونی

جسکا درجہ تواتر سے بھی بڑہا ہے کہ فریقین مین باتفاق یہ امر مسلم ہے اور چونکہ شید التکلمین شبلی ارجمند
روایات شیعہ کو جو علامات جعل و وضع سے خالی ہو بالراس والعین قبول فرماتے ہین تو اس باب خاص مین
روایات شیعہ بھی جو یقینًا علامات جعل و وضع سے مبرا ہین مقبول ہونگی بوجہ غایت اشتہار ہم نقل
نہین کرتے کہ ہر کہہ ومہ اس سے واقف ہے اور اخبار و اقوال انحضرات کے
علیحدہ علیحدہ کتب سیر و تواریخ و لغت وغیرہ مین بھی قوم ہین چنانچہ کتاب ہدایہ ابن
اثیر مین ہے جو کتب مشتہرہ معتبرہ اہلسنت سے ہے بذیل لغت فرت فی حدیث
ام کلثوم بنت علی قالت لاہل الکوفۃ اقتلوہ قتلکم اللہ ما کبدتم فرتم رسول اللہ صلعم الفرت فقعت
بالغرد کالاذی فیہ یعنے حضرت ام کلثوم نے اہل کوفہ سے فرمایا جانتے ہو کس جگر گوشہ رسول خدا
کے غم و الم سے پارہ پارہ کیا پس جب باتفاق فریقین جناب ام کلثوم شریک
معرکہ کربلا ہوئین تو انکا انتقال تنہا خواہ بہمراہی زید ایام خلافت معاویہ
مین یقینًا غلط ہوا اور اسیطرح وفات اونکی صغر سنی مین جیسا کہ ہدایہ
السعداء مین غلط ہوا لہذا بغرض تصحیح روایات متناقضہ و تطبیق وقایع متخالفہ
بنابر دأب محققین محدثین ضرور ہوا کہ قایل بوہم و اشتباہ رواۃ ہون جیسا کہ
احادیث صحاح وغیرہ مین اسی بنیاد پر جمع و توفیق کیجاتی ہے پس معلوم
ہوا کہ ایک ہمنام کا واقعہ دوسرے ہمنام کیطرف منسوب کیا کیونکہ ماں بیٹی
ساتھہ مرنیوالے وہی اصلی ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم مادر اصلی زید تھے
کہ ایام خلافت معاویہ مین ماں بیٹی ساتھ مرے اور جناب ام کلثوم شریک
معرکہ کربلا دختر جناب امیر دوسری ہین جنکو زوجیت عمر سے علاقہ ہے
نہ ابنیت زید بن عمر سے سرد کار اور موید اسکے یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن جعفر

ہدایہ ۲۶۸

کا عقد کرنا حضرت ام کلثوم سے بعد مجرد روایات اہلسنت مین بالاتفاق
مذکور ہے گو اسمین اختلاف ہے کہ وفات عبداللہ قبل ہے یا وفات
حضرت ام کلثوم مگر عقد عبداللہ بن جعفر مسلم ہے تو اب یہ بیان کہ بعہد
معاویہ وفات کیا غلط ہوا کیونکہ باوجود موجود گی حضرت زینب عقد
عبداللہ محال ہے اور حیات جناب زینب و ام کلثوم تا معرکہ کربلا کہ
سنہ ۶۱ ہجری ہے مسلم تو لابد وقوع عقد بعد وفات حضرت زینب
ہوگا اس سے بھی بیان وفات بعہد معاویہ مع زید غلط ہوا چنانچہ تائید
اس امر کی اس روایت اصابہ سے بھی ہوتی ہے **فتزوجها اخوه**
عبداللہ بن جعفر فمانت عندہ یعنی عبداللہ بن جعفر نے حضرت ام کلثوم
سے عقد کیا اور اوس سیدہ نے اونہین کے یہان انتقال کیا کیونکہ
اس روایت مین کوی ذکر زید وغیرہ کی وفات کا نہین ہے پس بہر صورت
یہہ دعوے غلط ہوا خصوصاً در صورتیکہ وفات عبداللہ مقدم ہو بر وفات
حضرت ام کلثوم پس اس صورت مین اور بھی یہ بیان کہ ان بیٹے نے
ساتھہ بعہد معاویہ وفات کیا غلط ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ نے
سنہ ۷۳ عہد خلافت عبدالملک مین انتقال کیا پس اس صورت مین بہے
تصحیح روایات کے لیے اشتباہ روایات کا قایل ہونا ضروری ہوا کہ بعہد
ام کلثوم جسنے اپنی بیٹی زید کے ساتھہ عہد معاویہ مین انتقال کیا وہ وہے
زوجہ سابقہ خلیفہ ثانی نہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر ہو جو شریک معرکہ
کربلا رہین کہ اس صورت مین وقوع عقد ساتھہ عبداللہ بن جعفر کے بعد

ف ۱ صفحہ ۴۲۷ اصابہ مقابل ارقام ۱۱۱۱ مصنف عبداللہ بن جعفر فی عنہ
ترجمہ عبداللہ بن جعفر فمانت عندہ قبل ما تتزوجها ولد
ف ۲ اسماء الرجال شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ ۱۳۰ ذکر عبداللہ بن جعفر
ف ۳ ذکر عبداللہ بن جعفر

بعد وفات حضرت زینب ممکن ہے اور تقدم وفات عبداللہ یا حضرت
ام کلثوم بھی ممکن ہے جسکو ہم بعد اسکے لکھین گے **تنبیہ** واضح
رہے کہ ہر چند یہ ادلہ مذکورہ ہوے ابطال واقعہ کاذبہ کے لئے کافی اور
احتمال اشتباہ رواۃ اہلسنت کے لئے حجت شافی ہین مگر اگر مدۃ العمر دماغ سوزی
اپنی کرین تو ان دلایل کو اوٹھا نہین سکتے مگر چونکہ غرض راقم تحقیق اصل
واقعہ نہ مجادلہ و مکابرہ با اہلسنت اسوجہ سے بطور مصالحہ و مساہلہ
گفتگو کی اور قایل بہ اشتباہ رواۃ ہوئی جسکو ہزارون جگہ علماے
اہلسنت اپنی روایات صحیحہ مین صرف کرتے ہین لہذا قرائن اور دلایل و
اسباب اشتباہ پیش کئے اب اسکی حاجت نہ رہی کہ ہم اور دلیلین اسپر
قائم کرین مگر چونکہ تحقیق کے لئے ہر پہلو و جوانب پر غور کرنا لازم ہے
لہذا کچھ معاضدات خارجیہ اور کچھ مویدات داخلیہ اور ذکر کرتے ہین تاکہ
تحقیق کے لیے کوئی حاجت منتظرہ باقی نہ رہے اور محققان دانشور و
منصفان نکتہ رس کی بخوبی تشفی ہوجاے **معاضدات خارجیہ**

**اول** قصہ مغیرہ بن شعبہ ہے جس سنہ کا یہہ واقعہ نکاح غلط بیان
کیا جاتا ہے اوسی سنہ کا یہ واقعہ صحیحہ بھی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ صحابی نے جو بیتسا
سرحد دار اہلسنت و جماعت اور احباب خاص خلیفہ دوم سے تھا کہ بدولت
خلیفہ حکمران بصرہ ہوا ام جمیلہ نامی زن زانیہ سے زنا کیا تین صحابی
ابوبکرہ مولے رسول نبیل نافع نے روبرے خلیفہ دوم پوری شہادت
ادا کی شاہد چہارم نے تعلیم خلیفہ دوم شہادت کاملہ مین اتنی کسر لگای

۱ تاریخ طبری و ابن الاثیر وغیرہ تفصیل اسکی از سید المطاعن جلد دوم صفحہ ۵۹ مین الاحظہ ہو

کہ جسطرح سلای سرمہ دانی مین جاتی ہے اوسطرح نہین دیکھا جس سے
خلاف حکم وراے جناب امیرؑ کیونکہ حضرت کو اسکے رجم کرنے پر ایسا
حتم تھا کہ ہمیشہ بعد اسکے فرماتے رہے اگر میرا دست رس ہوتا تو مغیرہ پر
حد جاری کرتا مغیرہ کو خلیفہ دوم نے حد زنا سے رہائی دی اور اصحاب
ثلثہ پر تہمت لگانے کی حد جاری ہوئی جب موسم حج مین خلیفہ دوم نے
ام جمیل مذکور کو دیکھا تو مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو پہچانتا ہے مغیرہ نے
(بر بنیاد اوس عداوت کے جو جناب امیرؑ سے اوسکو مثل دیگر صحابہ حاصل
تھے دنیز اسوجہ سے کہ حضرت کو اسکے حد جاری ہونے پر اصرار تھا)
کہا ہان معاذ اللہ یہ ام کلثوم بنت علیؑ ہے عمر نے کہا تو ہمسے تجاہل
عارفانہ کرتا ہے مجھے ہرگز گمان نہین ہے کہ ابوبکرہ مولے رسول نے
تجھپر جھوٹی گواہی دی ہو اس حد نہ جاری کرنے پر مجھے واللہ ہر وقت
گمان ہوتا ہے کہ کہین آسمان سے مجھپر سنگ باران نہ ہوا تھے تاریخ
طبری م اس روایت کے شرح پر ہرگز کوی مسلمان قادر نہین کہ مغیرہ نے
کس بے ادبی کا کلمہ استعمال کیا اور خلیفہ نے تنبیہ و تادیب اوس ملعون
کی نہ کی سبحان اللہ فرضی مقام پر دختر ابوبکر کے نام لینے سے بے ادبی
ثابت ہوا اور واجب التعزیر قرار پائی اور یہ ملعون ایسا کلام بے ادبانہ کرتا ہے
خلیفہ کو کچھ ہوش بھی نہین آتا نہ تلوار ہی چلاتے ہین نہ درہ لگاتے ہین
مغیرہ پر حد نہ جاری کرنے سے تو آسان ہے رجم کا خوف ہوتا ہے اور اس
کلمہ سے شعلہ جہنم کے بھڑکنے کا بھی ڈر نہین بہرکیف جسطرح اس کلمہ سے

الغرام محبت و ولاے صحابہ و خلیفہ دوم با جناب امیر و اہلبیت طاہرین
ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح الغرام وقوع عقد مذکور بھی ظاہر ہوتا ہے
اور وضعیت روایات بھی ہویدا ہے کیونکہ پہلا جملہ صغریٰ تو اس تمثیل سے
بالبدیہہ باطل ہوا اسلیئے کہ ممکن نہین کہ کوئی احمق بھی ایسی تمثیل مہمل صریح
البطلان بیان کرے کہ تیس چالیس برسکی عورت کو تین چار برسکے
لڑکی قرار دی خصوصاً مغیرہ ایسا عاقل جسکو اہلبیت نے عقلاے عرب سے
منتخب کیا ہے بہرکیف اسکے ساتھہ دوسرا جملہ یعنی وقوع عقد بھی باطل ہوا
کیونکہ اگر عقد ہوا ہوتا تو کیونکر ممکن تھا کہ مغیرہ ایسا کلمہ خلیفہ کے روبرو نکالتا
اور خلیفہ کو اپنے ناموس کا ننگ و عار بھی نہوتا جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ
یہہ واقعہ عقد محض غلط اور سراسر تہمت اور افترا ہے پس تصحیح روایات کے لیئے
اقرار باشتباہ رواۃ ضروری ہوا دوسرے (مسئلہ کفارہ ترجمہ
صواعق محرقہ مین ہے بدانکہ از احادیث سابقہ معلوم شد کہ انچہ صاحب
تلخیص از اصحاب باگفتہ کہ از خصایص پیغمبر است کہ اولاد بنات انحضرت
با انحضرت منسوب اند در کفارۃ وغیر آن واما اولاد بنات دیگر با جداد مادری
منسوب نمیشوند در کفارت وغیر ذلک قول او موجہ است و معنی انتساب رسول اللہ
کہ از خصوصیات آنحضرت است آنست کہ میتوان گفت آنحضرت پدر ایشانست
وایشان پسر آنحضرت اند تا در کفارۃ معتبر باشد چنانچہ زنے شریفہ باشد
کفو مردے خیر شریف نیست و اما آنچہ گفتہ اند کہ ہاشمی و مطلبی کفو یکدیگر اند
محل آن در غیر انصورت است چنانچہ بیان آن بانظیری کہ در آنست مے فتاد

ف الیسی ہو وہ تفضیل دی کہ کوئی بلاغت و
فصاحت مین کوئی دوسرا بلاغت و فصاحت مین
اور دوسرا چوتھے کے برابر نہو اور ہم
جیسی کی کوئی مناسبت نہین

ف دوسری کفارہ کی صواعق محرقہ
صہ ۱۹۱ مدنی

مسطور ست انتہے پس اس سے معلوم ہوا کہ کفو ہاشمی کا مطلبی ہاشمی کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے اور نکاح میں لزوم کفائت خود خلیفہ دوم کا بھی مذہب تھا ازالۃ الخفا میں ہی قال لا منعن فروج ذوات الاحساب من النساء الا من الاکفاء کیا میں نہ منع کرونگا عورتوں کو شریف خاندان کی مگر کفو سے ص ۱۱۰

ازالۃ الخفا

ایضاً خلیفہ صاحب نے غلام کے نکاح کرنے کو زن آزاد سے ہمسر سے ہوا بھی منع فرمایا ہے اور عربی عورتوں سے عجم مردوں کے نکاح کے ممانعت کی پس بااینہمہ احادیث نبوی جنکا نتیجہ صاحب صواعق نے یہ نکالا کہ زن شریفہ ہاشمیہ کفو مرد غیر شریف نیست و با این مذہب خلیفہ دوم کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ دوم نے ایسا خطبہ کیا ہو اور بلا لحاظ کفویت جناب امیر علیہ السلام پر یہ جبر شدید کیا ہو کہ جناب ام کلثوم کا انسے عقد کردیں اور جناب امیر ہ نے خلاف احکام رسول عیاذاً باللہ اس امر کو قبول کیا ہو اور خلیفہ دوم کا کفو نہونا اس درجہ واضح ہے کہ خود انہیں روایات سے ظاہر ہے کہ جب حضرت عقیل نے منع کیا اور غیظ و غضب ظاہر کیا تو جناب امیر نے فرمایا کچھ جانتے ہو مقصود خلیفہ اس عقد سے کیا ہے فقط حدیث نبوی پر عمل کرنا ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عقیل بلکہ جناب امیر ہ کے نزدیک بھی عمر کفو نہ تھے علاوہ بر آں جب خاندان خلیفہ اول ادل بطن ہو جیسا کہ تکمیل الایمان شاہ عبدالحق میں ہے و ادل بطن قریش اشارت بہ ابوبکر صدیق کردکہ از بنی تیم بود تواضع و ذلت از ذلیت بنی عدی خانوادہ خلیفہ دوم میں کس کافر کو شک ہو سکتا ہے از ینجاست کہ اکابر صحابہ الفت ہمیشہ

حدیث عن ابی سعید مرفوعا ان اللہ اصطفی من ولد ابراہیم اسمٰعیل و اصطفی من ولد اسمٰعیل کنانۃ و اصطفی من کنانۃ قریشا و اصطفی من قریش بنی ہاشم و اصطفانی من بنی ہاشم رواہ مسلم و الترمذی و ابو داؤد و النسائی

خطبہ عمر لما علی العباس فاستشار علی العباس فغضب و قال ما تریدون ان یجعل لکم علینا فضل ابدا ما بقی محمد فینا رواہ الطبرانی فی الاوسط و ابن عساکر

ان فضلت لیکون لکم علینا الفضل ما بقی محمد فینا رواہ الطبرانی فی الاوسط و ابن عساکر

نسب خلیفہ دوم پر طاعن رہے **خالد** بن ولید خلیفہ کو ہمیشہ اعیب بن
جشمہ کہتے تھے مہاجر بن خالد ہمیشہ تشنیع کرتے تھے عمرو عاص باآنہمہ بلند
نسبی جو کچھ انکے حق مین فرماتے تھے ۔ تھا یا ور ازالۃ الخفا مین موجود ہے
**خولہ** بنت حکیم صحابیہ نے جسکا قول خدا نے بالاے سبع سموات سُنا جو کہا
معلوم ہے کہ عمیر اسی عمر ہُوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے ڈر حضرت
عباس عم اشرف الناس نے جوار شاد فرمایا اعصک اللہ بنظر املک کما اکثر اعمال
اس قابل نہین کہ بیان ہو خود خلیفہ دوم نے جو لاعلمی اپنی نسب سے ظاہر کی
ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اس پیچ شرافت نسبی کے تین پشت
تک روض الانف سہیلی و تاریخ اور کتاب المعارف تاریخ ابن کثیر شامی اور
مناقب کلبی مین مسطور ہے جسکے نتائج بلکہ اون تصریحات صریحہ کو کہ نہایت
ہی شرمناک اور عبرت افزا قصے ہین کسیطرح یہان نہین لکھ سکتے اور وہ سب
اصل کتاب پر محمول ہین لیکن صاحبان عقل و ادراک اسی سمجھ سکتے ہین
کہ جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی کہ ولد الزنا بدترین ثلثہ ہے یعنی
زانی و زانیہ سے ولد الزنا بدتر ہے تو فوراً فرزند خلیفہ عبداللہ بن عمر نے
اوس قول ابوہریرہ کے کہ حدیث رسول تھی تردید کی اور کہا ولد الزنا
خیر الغلامۃ یعنے ولد الزنا تینو مین بہتر ہے (کنز العمال) شاید خلیفہ ثانی نے
بھی ایسی ہی روایتون کی بدولت ابوہریرہ کو منع کیا کہ جناب رسالت
کی حدیثین نہ بیان کرو ورنہ جلاوطنی کی سزا ملیگی اور دوس کے پہاڑون پر پہونچا دیے
جاوگے بلکہ شاید اسی کی کسر لی کہ تغلب ال بھرین کا حیلہ لگا کر ابوہریرہ کو اتنے

۱ فرمان الذی عمل بالدر الرسول علیہ السلام
۲ اعیب بن ہاشم بن عبد مناف
۳ کہ چہ وجہ است علم او رسیع
۴ حکم او حکما استدلال کرد
۵ نسب خلیفہ دوم کا نام ہے ابوحفص
۶ نسب کے متعلق حجت دلیل
ہوتا ہے اور قول قرشی
نسب قریشی ہے اور یہ توضیح
(روض الانف احمدیہ جلد دوم
صفحہ ۱۱۹ ملاحظہ ہو ۱۲
۵ کے تصریح کے جلد
اول استقصاء الافحام
صفحہ ۲۱۵ من قال ملاحظہ ہو ۱۲
۵ تاریخ ابن کثیر شامی
وفات ابوہریرہ صفحہ
۲۲۹ و اسد الغابۃ صفحہ ۲۳
۵ کتاب العقد صفحہ
۲۵ الفصل الاول فی
عبقات الانوار
صفحہ ۱۹۳

کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہو گئی (ی)
مسلمانو نہمان ہو کس خواب غفلت مین پڑے ہو ذرا چونکو برای خدا
غور کرو کسی مذہب مین بھی ولد الزنا اچھا سمجھا گیا ہے جو اس اسلام مین
کہ اشرف ادیان ہی اوسکی تعریف کیجائے چہ جائیکہ وہ مقتدای دین اور خلیفہ سید المرسلین قرار پائے
غیر عبد اللہ بن عمر نی تو ممکن ہی اوسوقت ابو ہریرہ کی تعریض کا جواب دیا ہو اب کیا ضرور ہے
کہ اسپر ترقی کر کے یہ قاعدہ بنا ئین کہ ولد الزنا انجب یعنی ولد زنا سب سے
زیادہ نجیب ہی جیسا کہ محاضرات امام راغب اصفہانی مین ہے کہ کہا قدامہ نے
اولاد زنا انجب ہی کیونکہ مرد جو زنا کرتا ہے تو برغبت تمام و نشاط کامل اس سے
جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ کامل ہوتا ہے اور جو حلال سے پیدا ہوتا ہے
پس چونکہ مرد اپنی زوجہ حلال سے بتصنع و تکلف تعلق کرتا ہے لہذا ولد انکا
کامل نہین ہوتا علامہ قطب الدین شیرازی بھی اپنی نزہۃ القلوب مین اس
افادہ پر فائدہ سے تازگی قلب و جگر حاصل کرتے ہین کما فصل فی استقصاء
الافحام ازینجاست کہ چونکہ مولوی حیدر علی کو حضرت خلیفہ دوم سے تعلق
خاص ہے لہذا شیعونکی ایسی روایتون پر جسمین مذمت ولد الزنا وارد ہے
بہت کچھ اعتراض کیئے بدانست خود بڑے شد و مد سے انکا ابطال کیا
اور اپنی بہ نسبت انکار کلی کیا کہ اہلبیت کے یہان کوئی روایت اسنکے
مذمت مین نہین ہے منتہی الکلام مین بعد نقل بعض روایت شیعہ مذمت ولد الزنا
مین فرماتے ہین و بحمد اللہ کہ منقدمین الحق از تخریج این روایات عاجز و منہزم
اند چنانچہ از رسالہ ملا علی قاری کہ در موضوعات حدیث جمع فرمودہ

صفحہ ۸۹۱ استقصاء الافحام جلد اول

صفحہ ۹۵ منتہی الکلام

صہ ۲۸۵ لغایت صہ ۵۵۳ استقصاء الافحام مجلد اول

ہویدا می شود انتہے جواب اسکا تو ان تاب ستطاب استقصاء الافحام مین قابل
ملاحظہ ہے کہ امام احمد بن حنبل بن ابی شیبہ عبد بن حمید سفیان ثوری
عبد الرزاق ابو عیسیٰ ترمذی نسائی ابو داؤد ابن ماجہ حاکم ابو حاتم دار قطنی
بیہقی ابو نعیم اصفہانی ابن فیل ابو العباس خرائطی ابن ابی حاتم ابو الشیخ ابو
سلیمان خطابی طبرانی ابو العلی خطیب بغدادی ابن مردویہ ابن نجار طالقانی
رافعی منذری ثعلبی زمخشری ابن اثیر جزری ابو الحسن ابن اثیر حرزی
ابن مندہ ابن السکن نجم الدین قمولی عبد العزیز وغیرہ وغیرہ جنکی تعداد
پچاس سے زیادہ ہے بالاتفاق احادیث کثیرہ مین جسکی تعداد
صدہا سے متجاوز ہے مذمت اولاد زنا اور اونکے جہنمی ہونے کے
ناقل ہین یہانتک کہ سات پشت تک بھی حکم اونپر جاری ہے بالبداہہ ہوئے
سید رضی کی ایسی روایات سے انکار کرنے اور ان احادیث کثیرہ کو قلیل
منقدین سے نکالنے اور اس کد و کاوش سے نفی مذمت اولاد زنا
مین جو نتیجہ نکلتا ہے عقلاے روزگار پر ظاہر و ہویدا ہے اور اس
جانکاہی سے انکی جو امر ثابت ہوتا ہے محتاج شرح نہین کہ کیون
ایسی کد پڑی بہر کیف باانیہہ کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ خلاف اپنے مذہب کے
جو ذوات الاحساب مین کفو کو ضروری قرار دیا ہے اور خلاف حکم رسول
کے کہ کفو بنی ہاشم غیر بنی ہاشم و عبد المطلب نہین ہے ایسا مقدم کرین جس
ان قرائن و شواہد سے بھی بالیقین معلوم ہوا کہ ہرگز نہ خلیفہ نے خطبہ کیا
نہ عقد ہوا اصل امر وہی ہے کہ سارا قصہ خطبہ و انکار متعلق بہ ام کلثوم بنت

ابو بکر ہے کہ رواۃ نے بسبب شرکت نام و حسد تمام اسطرف منسوب کیا
متاخرین نے تقلید متقدمین واضعین اونہین موضوعات کو مشتہر کیا
دیکھیے باتفاق تمامی مورخین و محدثین اہلسنت جناب رسالت مآب نے
اپنی بیٹیان رقیہ و ام کلثوم کو پسران ابولہب کافر سے جو بنی ہاشم مین تہا
بیاہا مگر حضرت نے شیخین سے کسیکو اس لائق نہ جانا کہ کوی بیٹی اپنی اون سے
بیاہتے پس بجز عدم کفائت کون باعث تہا جناب سیدہ نساء العالمین
صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہا کا بہ تہین شیخین نے یکے بعد دیگرے خطبہ کیا مگر ہر دفعہ نامنظور ہوا
پس جب خاندان رسالت مین اسقدر پابندی کفائت اور
قرابت خاندانی کی گئی تہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا اگر علیؑ
نہ پیدا ہوتے تو فاطمہؑ کا کوی کفو نہوتا جسمین بلا استثناء سب داخل ہین
اور ہمیشہ عمل درآمد بھی اسی پر رہا کہ اپنے ہی خاندان مین وصلت و پیوند
ہوا کیا اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب تہا کہ نکاح مین کفو ضرور ہے چنانچہ
سابقا مذکور ہوا اور کنز العمال مین ہے ان عمر کان یشدد فی الاکفاء یعنے عمر
کو نہایت سختی تہی کفائت کے بارہین تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ ایسا قصد
کرتے یا سعاد اللہ جناب امیرؑ برخلاف سیرت نبوی رفتار فرماکر ایسا مام
بسبب خاطر گوارا کرتے از نجاست کہ خود غلام علی آزاد بلگرامی کو بھی اکابر
اہلسنت سے ہین اس عقد پر سخت تعجب ہوا کما نقل کہ باوصف اس
پابندی کے یہہ عقد کیونکر ہوا لیکن بوجہ تعصب مذہبی امر حق کو چھپاکر جواب
یہہ دیا کہ چونکہ ابتدائے اسلام تہا بوجہ قلت رجال ایسا واقع ہوا ہو حالانکہ

صریحی ہٹ دھرمی ہے کیونکہ یہہ امر صاف صاف اونہین روایات مین
مرقوم ہے کہ حضرت ام کلثوم کی نسبت فرزند جعفر سے مقرر تھی پھر کیون وہ
نسبت ترک کی گئی سوا اسکے ابتداء اسلام تو وہ تھا جسمین شیخین نے عیاذاً باللہ
جناب سیدہ کے بارہمین استدعا کی ورنا منظور ہوئی پس جب وہان جناب
رسالت مآب نے اس قابل نہ جانا تو اس صورت خاص مین کیونکر ممکن ہے
کہ جناب امیر منظور فرماوینگے سبحان اللہ جسکو ابو بکر و عثمان اپنا کفو
نجانین جناب امیر کا کیونکر کفو ہو سکتا ہے خصوصاً در صورتیکہ تمامی کنبہ و
قبیلہ از حور تا بزرگ اس امر مین ناراضی ظاہر کرین اور خود دختر نیک اختر بھی ناراضگی
اپنی بیان کرے اوپر یہہ جبر شدید کیا جاے لا واللہ لا یکون
ذلک ابدًا بجز احتمال اشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک نام یا حرف کذائین و ضائین
دوسرا احتمال ہونہین سکتا تیسرے یہہ بھی ان سب روایات مین
بیان ہوا ہے کہ مقصود خلیفہ اس عقد سے محض اتصال با سبب و نسب
رسول تھا نہ دیگر امور از قسم خانہ داری وغیرہ ازالۃ العین مین ہے
فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست ولیکن از جناب
رسالت مآب شنیدہ ام ایضاً عمر گفت کہ بخدا خطبہ او نہ کردہ ام فقط
برائے خانہ داری ایضاً گفت خطبہ کرد عمر بسوے علی بن ابیطالب
ام کلثوم را پس او از حضرت عباس و عقیل مشورہ فرمود عقیل منع نمود
حضرت فرمود مر حضرت عباس را کہ بخدا انچہ عقیل میگوید خیر خواہے نیست
باز بہ عقیل متوجہ شد و گفت میدانی کہ خطبہ امیر المومنین از چہ سبب است

۱ واضح ہو کہ مولوی صاحب
۲ از جہت اصل روایت نہین
۳ نہایت کیا دلی کی ہٹ دھرمی ہے
۴ وغیرہ اصل مین یہ ہے
۵ قصب عقیل و قال لعقیل
۶ لا تعذل کل الامر و اشتمر
۷ الا عمی فاری
۸ ان فعلت لیکون و لیکون
۹ الخ صہ ۱۵ یعنی حضرت
۱۰ ھل غضبان کہ ہوے
۱۱ اور جناب امیر سے کہا
۱۲ کہ مورا امیر و مشورہ بھی اور
۱۳ زیادہ ہے امیر سے کہا
۱۴ واللہ گفتے اسا کہا
۱۵ عیال نساء ہوگا ۱۲ منہ

مقصود او بالذات عمل نمودن ست بر حدیث حضرت رسالت مآب کہ
فرمود کل سبب الخ **اقول** اولاً بہ بدیہہ عقل یہ بات اس روایت سے
ظاہر ہوتی ہے کہ خلیفہ دوم جناب امیر کے نزدیک بھی قابل اس عقد کے
نہ تھے کیونکہ اوس کلام سے جو حضرت نے عقیل سے کہا صاف ظاہر ہے
کہ لائق اس عقد کے نہین ہین صرف بغرض اتصال سبب و نسب یہ
عقد کیا جاتا ہے پس بھلا کوئی عاقل قبول کر سکتا ہے کہ دوسرے کی
شرافت حاصل ہونے کے واسطے اپنی پر ایسا ننگ و عار گوارا کرے گا
اور بالفرض اگر ایسا ہی تھا تو جناب رسالت مآب نے کیون نہ اپنی کسی
دختر نیک اختر کا اسنے عقد کیا حالانکہ ان لوگون نے استدعا بھی کی تھی
اور حضرت کی ضرورت اور محبت کو شیخین کے ساتھ بہ نسبت جناب امیر
علیہ السلام کے زیادہ مانتے ہین سبحان اللہ کفو کا خیال جنگ و جدال
تک مین ہو اور بیٹی بیاہنی مین نہو جناب امام حسین علیہ السلام الموت
اولی من رکوب العار مرنا بہتر ہے ننگ و عار قبول کرنے سے فرمائین اور
جناب امیر یہ ننگ گوارا کرین لا واللہ لا واللہ **ثانیاً** یہ ممانعت حضرت
عقیل خلاف خیر خواہی کیونکر ہو گئی جو حضرت نے فرمایا بخدا انچہ عقیل
میگوید خیر خواہی نیست آخر خاندان رسالت کو اس نسبت سے نفع کیا مقصود
تھا جو در صورت نہونے عقد کے بد خواہی ہو بھلا کوئی عاقل اس ممانعت
حضرت عقیل کو بد خواہی کہہ سکتا ہے جو جناب امیر اسکو بد خواہی کہین
حالانکہ خود حضرت ہی پہلے مانع تھے اور حسنین علیہم السلام ہی برابر

مانع رہے جیسا کہ انہین روایات سے ظاہر ہے بہرکیف کسی عاقل کو
دروغ اور موضوع ہونمین اس حکایت کے کوئی شبہہ نہین ہے
لیکن اب واقعات تاریخی سے غلطی اس روایت کی ثابت کرتا ہون
اما اولاً پس عدم صحت اسکی اسے سی ظاہر ہے کہ پہلے خلیفہ دوم نے
ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا جب عمر وعاص نے حق تلفی
ابوبکر کا خیال دلاکر روکا تو یہہ راے دی کہ معاذ اللہ ام کلثوم بنت
علی سے خواستگاری کرو اور تعلق بسبب سول کو ذریعہ قرار دو
جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہہ دعوے محض غلط ہی ہوا خواہان خلیفہ نے
دفع خرافت و دنائت نسب کے لیئے وقت وضع اس روایت کے
یہہ ضمیمہ ملا دیا تاکہ فریب انکا بخوبی کارگر ہو اور جہل واقف الحال بے کسر رہجائے
**وقد مر ثانیاً** اس قضیہ وضعیہ کے مابعد والی کارروائی سے بھی
ثابت ہوتا ہے کہ محض بیان یعنے صرف بغرض اتصال بسبب سول
عقد کرنا محض غلط ہے کیونکہ اگر واقعی مقصود خلیفہ اتصال بسبب سول
تہا نہ مطالب مقصود تمام عقد تو چاہیئے تہا بعد اس عقد کے دوسرا عقد
نہ کرتے خصوصا در صورتیکہ اوسوقت بالکل حاجت نسا اونکو باقی
نہ تہی جیسا کہ روایات عقد مین مذکور ہے حالانکہ مطالعہ کتاب کامل
ابن اثیر جزری سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد اس عقد موضوع کے
خلیفہ دوم نے فکیہہ سے اور فاطمہ بنت الولید سے سنہ ۱۷ مین اور عاتکہ
سے عقد کیا کہ بعد فوت عمر اوس سے زبیر کا نکاح ہوا جس سے معلوم ہوا

غلطی بیان اصل منشا عقد

صریحا کہ اصلی منشا محض حصول قرابت رسول مین خلافت بعد ابوبکر کی کمال بیقراری سے ہوا تھا جو اوسی عقد کرنے کا موجب ہوا جسے صاف معلوم ہوا

کہ بعد اس عقد موضوع کے خلیفہ نے تین عورتون سے عقد کیا
بلکہ اوسی کتاب کامل مین ہے کہ آخر اولاد عمر زینب ہے بطن فکیہہ
ص ۲۳ کامل جلد ۳ سے پس اگر منشاء عقد صرف اتصال سبب رسول تھا تو بعد حصول
اوسکے دو تین عورتون سے کیونکر عقد کرتے حالانکہ مواہب لدنیہ
صحیح
سلطانی مین ہے کہ کہا شیخ ابو علی شیخی نے حرام ہے عقد کرنا دوسری سے بعد عقد بنت نبی کے
اور ذخائر العقبے مین ہے مسور بن مخرمہ سے کہ حسن بن حسن نے مسور کی بیٹی سے عقد کرنے کا
قصد کیا اور پیغام دیا مسور نے بوقت شام ملاقات کے اور بعد حمد و ثنای الٰہی کہا کہ کوئی سبب و نسب
داماد ی تم اہلبیت زیادہ محبوب نہین ہے مگر رسول نے فرمایا ہے کہ فاطمہ پارہ جگر میرا ہے
جس سے فاطمہ کو رنج پہونچتا ہے وہ مجھکو رنجیدہ کرتا ہے اور جو موجب
مسرت فاطمہ ہے میری مسرت کا باعث ہے اور یہہ کہ فرمایا حضرت نے
ہر نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا نسب و سبب بعد اسکے مسور نے
حسن بن حسن سے کہا کہ فرزند رسول کے بیٹی تمہاری زوجیت مین اگر مین اپنے
بیٹی تمسے بیاہون تو اس سے ضرور اونکو رنج پہونچیگا پس حسن بن
حسن نے اسکا عذر قبول کیا مصنف ذخائر العقبے کہتے ہین کہ یہ روایت
اسکی دلیل ہے کہ مردہ سے بھی اون امرون کے رعایت کیجاتی ہے جن امرونکی
رعایت زندون سے کیجاتی ہے حالانکہ ذکر کیا ہے شیخ ابو علی شیخی نے
کہ دختران نبی سے عقد کرنے کے بعد دوسرے سے عقد کرنا حرام ہے
تمام ہوا ترجمہ ذخائر العقبے اور ہر گاہ خود اہلسنت اسکی تصریح کرتے ہین
کہ جو امر موجب ایذا ہے جناب سیدہ سے قلیل ہو خواہ کثیر وہ امر

موجب ایذائے سرور کائنات ہے اور ایذائی حضرت حرام ہے جیسا
کہ سابقاً صحیح بخاری سے قصہ موضوعہ خطبہ جناب امیرؑ مین واسطے دختر
ابوجہل کے مذکور ہوا اور خود فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے
کہ کہا ابن تین نے کہ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ پر اسوجہ سے جمع دختر
نبی و دختر ابوجہل کو حرام کیا کہ یہ جمع موجب ایذائے آنحضرت ہے اور
ایذائے آنحضرت حرام ہے بالاتفاق اسنتہے پس جب مطلق ایذائے
جناب سیدہؑ کے خیال سے تاحیات معصومہ جناب امیرؑ پر دوسرا
عقد حرام ہوا تو اس عقد خلیفہ دوم سے بھی (جسکو بعد عقد حضرت ام
کلثومؑ علیہ السلام بیان کرتے ہین) ضرور جناب ام کلثومؑ کو ایذا ہوگی اور حضرت
کی ایذا ایذائے جناب سیدہؑ ہے اور ایذائے جناب سیدہؑ ایذائے
جناب رسول ہے جو حرام ہے ازینجاست کہ شیخ عبدالحق صاحب
تکمیل الایمان صفحہ ۹۶ مین فرماتے ہین و بعضے دیگر گویند کہ قتل حضرت امام حسینؑ
علیہ السلام گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس مومن یا مومنہ بناحق کبیرہ و کفر و
لعنت مخصوص بہ کافر آنست ولیت شعری کہ ارباب این اقاویل قلیل بہ
احادیث نبوی کہ ناطق اند باینکہ بغض و ایذا او ایذائے فاطمہؑ و اولادؑ
موجب بغض و ایذا نبی رسول ہست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہ میگویند
و آن مسبب کفر و موجب لعن و خلود نار جہنم ہست بلاشک و ریب آیہ ان الذین
یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و اعد لہم عذابا مہینا پس جب ایذائے
جناب امام حسینؑ بلکہ رنج و ضرر جناب امام حسینؑ موجب ایذائے

جناب سیدہ و رسول ہے تو ایذاے جناب ام کلثوم کیونکر نہ موجب
ایذاے جناب سیدہ و رسول خدا ہوگا پس بدون انکار وقوع عقد
حضرت ام کلثوم اہلسنت کو کوئی چارہ نہ رہا **سبحان اللہ** ام کلثوم دختر
ابوبکر کے عقد کرنے سے تو باین خیال کہ شاید کوئی قصور اوس سے
سرزد ہو اور اوسکی تنبیہ کیجائے تو حق تلفی ابوبکر لازم آوے گی خلیفہ صاحب
باز آئین اور بضعہ رسول کے عقد کرنے مین با ایمہ نصوص صریحہ و احکام
واضحہ و عدم کفاءت نہ حرمت کا خیال ہو نہ ایذاے رسول کا لحاظ ہے
نخواہی عقد ہو جاے اور جناب امیر علیہ السلام قبول فرمائین حاشا دکلا کوئی
عاقل منصف مزاج اسکو قبول نہین کرسکتا **چوتھے فضایل خلیفہ**
دوم مین بیان ہوا ہے کہ بعد حصول خلافت خلیفہ دوم نے اپنی زوجہ
محبوبہ جس سے نہایت محبت تھی طلاق دی باین خیال کہ شاید اوسکی سے
اور سفارش سے تعمیل احکام و حدود مین کوتاہی ہو پس جب انکو اسقدر
عدالت کا لحاظ تھا تو کیونکر ممکن ہے کہ اس جبر شدید سے خلاف عدالت
ایسا عقد کرین علاوہ برآن اس عقد سے بھی تو اوسی تعطلی احکام کا
خوف پیدا ہونا چاہیے تھا بلکہ اوس سے زیادہ کیونکہ ایک تو خاندان
رسالت سے ہونا ہے احتمال سعی اور سفارش کے لیے کافی تھا
چہ جائیکہ عیاذاً باللہ زوجہ خلیفہ ہون وہ بھی اس اصرار و مبالغہ سے جسکو
محبوبیت لازم ہے کہ ایسی حالتین خواہی نخواہی سعی بجا کے راہ
حکا لتی ہین کما لا یخفی باقی رہے **مویدات و اضافیہ** جو ثبت اشتباہ مین

ازالۃ الخفا مقصد ۲ ص ۲۶۲
از انجملہ آنست کہ طلاق داد زوجہ خود را و محبوبہ او بود و عدت او منقضی شد
عمر او را خواستگاری کرد و او را بعقد خود در آورد
ازالۃ الخفا مقصد ۲ ص ۲۶۲
روضۃ الاحباب ورق ۱۲۱
ان عمر خطب ام کلثوم بنت علی فقال لہ علی انما حبستہ لک
فقال انی ارید ان یطأ فطلقہا فطلقہا فتزوجہا
ازالۃ الخفا مقصد ۲ ص ۲۶۲

اول حالت نکاح ہے پس جاننا چاہیے کہ وقوع نکاح مذکور مین صرف
تین مختلف قول منقول ہین ایک یہہ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اگر تم صفر سے پہلے
تو یہہ تمہاری زوجہ ہے مولوی حیدر علی کے نزدیک یہی جملہ وقوع نکاح
کے لئے کافی ہے دوسرے یہہ کہ زوجہ یعنے نکاح کر دیا جس سے پہلی
صورت نکاح کی غلط ٹھہری کیونکہ جب نکاح ہو چکا تھا تو پھر نکاح کرنا کیسا
معذلک اب اسمین اختلاف ہے کہ پہلے عمر کے پاس پیغام عقد ہوا پھر
عقد ہوا تب عمر کے پاس بھیجا اور حسنینؑ سے اجازت لینے کے بعد عقد ہوا یا حضرت عباس و عقیل
کے مشورہ کے بعد چنانچہ مقالہ ثانیہ مین یہ بحث آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ اقوال ہر کہ
حضرت عباسؓ نے جناب امیرؑ کو سمجھا بوجھا کر راضی کیا اور خود وکالۃً نکاح کر دیا یہ
تینون قول بالوصف اختلاف شدید ایسے ابہام اور اجمال سے بیان کیا گیا ہے
کہ ہر گز اس امر عظیم الشان مین جسکا ابتداے قصہ اس شد و مد سے بیان ہو
اصل امر جو یہ نتیجہ شد و مد ہے کبھی یون بیان نہین ہو سکتا پس یہ بیان مجمل و مبہم
و مختلف باشد اختلاف خود قرینہ قویہ ہے اشتباہ رواۃ کا اور کسی روایت مین
خطبہ وغیرہ کا مذکور نہونا دلیل قاطع ہے دوسرے یہہ کہ روایات اہلسنت سے بخوبی
ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ عقد طول کھینچا اور طرفین سے کد و کاوش کی نوبت پہنچی
بارہا ان روایات سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت بلکہ بعد
نکاح بھی صحابہ کبار مہاجرین اولین اس سے ناواقف تھے کیونکہ جب
خلیفہ دوم اس نے طالب مبارکباد ہوئے (بعد وقوع عقد ہونا ہے)
تو سب نے کہا کس بات کی مبارکبادی دیتے ہو نہ ہوئے وقوع عقد کو

بیان کیا صحابہ نے اسپر اعتراض کیا کہ ایسی کم سن لڑکی سے عقد کرنے کا
کیا فائدہ پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد وغیرہ نہین ہوا ورنہ لاعلمی
اون مہاجرین اولین کی اور اعتراض بعد العقد خارج از عقل و قیاس ہے
چنانچہ خود مولوی حیدر علی در بارہ روانگی لشکر قتال مرتدین کے
منتہی الکلام ص۹۳ مین فرماتے ہین و اختفا و استتار از مقسم امور کہ در مجامع اصحاب
بر السنہ اصاغر و اکابر جاری شود از محالات عادیہ ست چنانچہ گفتہ اند ع
نہان کے ماند آن راز کے کرد سازند محفلہا پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو ان
صحابہ پر کیونکر مخفی ہوتا جو خلیفہ سے پوچھ رہے ہین اور اعتراض کرتے ہین
جس سے صاف لاعلمی اونکی ظاہر ہے از نجاست کہ روایتین بھی باخود ہا
مختلف اور ایک دوسرے کے معارض ہین کیونکہ ایک روایت کا حاصل
یہ ہے کہ عمر نے استدعا کی حضرت نے صغر سنی و تقرری نسبت کا عذر کیا
عمر نے اسپر الحاح اور اصرار کیا اوسوقت حضرت نے فرمایا ہمنے نکاح
کر دیا پس وہ روایتین جسمین مشورہ لینا حضرت کا عباسؓ اور عقیل سے اور
ناراضی عقیل پہلے سکے بعد عقد کر دینا اور بعد مشورہ حسنین ؑ و ناراضی امام حسینؑ
عقد کر دینا اور بعد تکلم امام حسن و سکوت امام حسینؑ بھیجنا حضرت کا عمر کے
پاس اور پیغام پہنچانا اور عمر کا گلے سے لگانا و اعلام حضار مجلس کو دلانا اور
تزویج میکنم ایشان گفتند این صبیہ صغیر ست چگونہ تزویج میکنی جیسا کہ
صواعق ص۱۵۹ صواعق مین ہے بالکل اسکے معارض و مخالف ہین بہرکیف اسطرح سے
چپ چاپ عقد ہو جانا کہ کسیکو خبر نہو اور مہاجرین اولین بھی لاعلم محض رہین

قریب قریب محال علوی ہے حالانکہ عموماً نکاح مین تاکید شدید
ہے کہ فرمایا حضرت نے اشتکار اکنید این عقد شرعی را کہ نکاح ست
وبکردانید ایزا در مسجد یا بر زنید بر آن دفہا و نیز فرمایا فرق کہ میان حلال و حرام است
آواز کردن دف زدن ست و مراد باواز گردن تشہیر ست میان مردم
کما فی شرح المشکوۃ (ص ۶۴) اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ نکاح مین اعلان
کیا جاے اور اہل قریہ اور اہل شہر کا مجمع ہو حتے کہ جس نکاح پر ایک مرد و دو
عورت شاہد ہون اوسکو باطل کر دیتے تھے کما فی ازالۃ الخفا پس جب
عموم نکاح کی یہہ حالت ہو تو یہہ نکاح خاص جسمین ایسی کد و کاوش کی گئے
اور بدقت تمام معاذ اللہ یہہ منقبت عظمی خلیفہ کو حاصل ہوئی بدرجہ اولے
مستحق اعلان و اشتہار تھا کہ مجمع عام کیا جاے اور حضار جلسہ کے سامنے
خطبہ ہوتا تعین مہر ہوتا عقد واقع ہوتا دیکھئے جناب سیدہ کے عقد مین
نہ کوئی کد و کاوش ہوے نہ کوئی اصرار و انکار اور سب بھی مہاجر و انصار جمع
کیے گئے جناب خدیجہ کے عقد مین بھی قریش کا مجمع کیا گیا اور خود آنحضرت
نے اسکا حکم قطعی دیا پس با وصف امور مذکورہ بالا ان باتون کا نہونا
بجاے خود دلیل قطعی عدم وقوع نکاح و اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتراک
نام مشتبہ ہوے اسیطرح ولیمہ وغیرہ کا مذکور نہونا کسے روایت مین
مفید اشتباہ رواۃ ہے تیسری تاریخ روز مہینہ سال وقوع عقد
مذکور کا بھی کسی روایت مین مذکور نہین ہے حالانکہ یہ اعراون وقایع
خطیرہ سے ہے کہ ممکن ہین اسکے تاریخ وغیرہ کو ضبط نہ کرین جا لانکہ فاطمہ

بنت الولید سے جو خلیفہ نے عقد کیا اور صلی تاریخ تک تحریر کرتے ہین
چوتھی ولادت زید کا بھی کوی سن و ماہ و تاریخ وغیرہ کسی روایت سے
ظاہر نہین ہوتا پس یہہ کل امور قرینہ قویہ ہین غلطی روایات و اشتباہ رواۃ
کے کیونکہ اگر کچھ بھی اصلیت اسواقعہ کی ہوتی تو ضرور ناقلان اخبار و
حاملان آثار ان امور کو نقل کرتے خصوصًا وہ لوگ جنہونے ایسے امور
جزئیہ کو نقل کیے جو کہین بیان بھی نہین ہوتے مثل اسکے کہ بوسہ لیا اور
ساق پا کھولی بازو تھاما سینہ سے لگایا بلکہ وہ باتین نقل کین جو درون
خانہ کے تھین جنپر اغیار کو اطلاع بھی نہین ہوتی مثل مشورہ حضرت عقیل
و عباس و حسنین علیہم السلام اور غضبناکی حضرت عقیل اور جناب امیر کے
پس ایسے امور کا نقل نہ کرنا جنکو اصل واقعہ سے تعلق خاص ہے
اور صاحبان تحقیق کو اسکے تفتیش کی ضرورت ہے دلیل عدم وقوع
ہے جیسا کہ واقعی بھی ہے کہ نہوی کیونکہ عقد ہی نہوا قصہ تو اصل اسکا یہ
ہے کہ خواستگاری خلیفہ دوم اور انکار ام کلثوم بنت ابوبکر کو زوجیت
دوام کلثوم کے ساتھہ ملا جلا کر درمیان قصہ سے حضرت ام کلثوم کیطرف
منسوب کر دیا اور ان جملہ واقعات مختلفہ الاشخاص کو بالعمد یا لاشتباہ
چوتھے ہمنام کا قصہ قرار دیا خطبہ یا مجمع اعیان و مہاجر و انصار و جلسہ شہود
و دلیل یا ولیمہ وغیرہ کہانسے آتے کیونکہ یہ کل امور لوازم نکاح سے ہین اگر نکاح
ہوتا تو یہ امور بھی ہوتے اور نقل بھی ہوتی یہان تو اصل ہی غائب ہے
پھر وہ امور کہان سے آوین جو منقول ہون اور چونکہ بجانب اللہ یہہ دلیلہ

حافظہ نہین ہوتا نہ عقل ہوتی ہے جو ہر ایک طبیعت سے بھی نہ بڑہا سکے ورنہ
اونکو کوئے وقت نہ تھے اسیطرح ام کلثوم دختر ابوبکر کے عقد وغیرہ
وغیرہ کا حال نہ معلوم ہوتا اور اسیطرح ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ
سابقہ عمر کے وفات وغیرہ کا مذکور نہونا اور زید بن عمر کے حالات کا پتہ
نہ ملنا بنجر اسکے کہ ایک زید بن عمر اور اوسکی مان ام کلثوم نے ساتھ وفات پائی
سبب اشتباہ وارتیاب ہے کہ رواۃ نے بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین آکر
ایک کا حال دوسرے طرف منسوب کیا کہ تین شخصونکی ہیولی صورت کو جمع
کرکے چوتھی صورت قایم کی خطبہ انکار اصرار اعتذار تقریر نسبت کو ام کلثوم
بنت ابوبکر سے منتزع کیا اور وقوع عقد عمر و قول زید و وفات بعہد
معاویہ کو ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ زوجہ سابقہ عمر سے منتزع کیا اور
چالیس ہزار مہر ہونا یا اس ام کلثوم خزاعی سے لیا یا ام کلثوم اسلامیہ
حدیبیہ سے جنمین ان سبھونکو ملا جلا کر لیا مکرمہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
زوجہ محمد بن جعفر کیطرف منسوب کیا جنمین نہ ام کلثوم بنت ابوبکر والی صغرسنی پائی
جاتی ہے نہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی اور زید و رقیہ و علی وفات بعہد معاویہ بلکہ برعکس اسکے
بارہ برس کا ہونا ابتدای قصہ مین اور شریک معرکہ کربلا ہونا آخر قصہ مین باتفاق فریقین ثابت ہے
پس کو ایسی صورتین کہ اسقدر قباحت و شناعت لازم اوی بلکہ لزوم محالات کا سامنا ہو
حسب الحکم علامہ سبط ابن جوزی و حمید علی جنہونے روایات کشف ساق پا و بوسہ کو
صحیح کرکے باطل کر دیا قاضی عیاض و مازری و فاضل رشید جنہونے روایت صحیح
مسلم کو بوجہ لزوم شناعت قطعیہ چار یار باطل کیا ہم مجاز تھے کہ ان روایات کو

توضیح اشتباہ و روایات و کیفیت
اشتراع و اختلاط حالات

باطل کہین اور موضوعات و مفتریات و خاصعن و کذابین سے قرار دین جیسا
کہ نے الواقع تمامتر رواۃ و ناقلین اس قصہ کے ان عیوب کے ساتھ
منصف ہین کما سیجے انشاء اللہ مگر فقیر بنابر مصالحہ و مسایلہ حسب حکم
مولوی حیدر علی ابہی قایل بہ اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتراک نام ام
کلثوم کے درمیان چار شخصون کے درصورت عدم افتراء رواۃ مشتبہ
ہوئے فرق حق و باطل نہ کر سکے تین شخصونکا مختلف قصہ جو تھے جہنام
کیطرف منسوب کر دیا خواہ بالقصد یا لاعن قصد چنانچہ نظیر اسکی قصہ امام
اعظم کوفی ہے جسکو مولوے حیدر علی یون بیان کرتے ہین مغلطہ ثانیہ
انکہ ابو حنیفہ کنیت بسیارے از فقہا بودہ یکی از ایشان امام اعظم نعمان
بن ثابت ست بعضی از نہا در حقیقت از فقہ بہرہ نداشتند و بجز و رائے
و قیاس فتوے میدادند و مخالفت احادیث میکردند و این اخبار بجہت
شرکت نام و حسد حاسد ان بنوع دیگر در قلوب خاص و عام جا میگرفت
تا آنکہ اکابر و ابرار را تردد و انقباض عارض می شد و بر وقت ملاقات
زایل میگشت پس از عبارت خویش بعد انکشاف حقیقت حال عذر میکردند
و کسانیکہ بپایہ تحقیق در بارہ ابو حنیفہ نرسیدند حقیقت کار نشناختند
و در اذہان آنہا غبار و کدورت باقی ماند کہ مدار فقہ ابو حنیفہ مذکور بر رائے
مجرد ست بآیات قرآن مبین و احادیث خاتم المرسلین و ارکار عجم
انیست حال کسانیکہ در زمان ابو حنیفہ یا متصل آن بودند و رائے رجال
متاخرین کہ طوق تقلید را از جیب عناق خویش ساختند و ہر گز تحقیق حال

صف ۱
منتہی الکلام

مغلطہ ثانیہ نام ابو حنیفہ

اما آنچہ گفتم کہ این کنیت برائے بسیارے از فقہا ست پس دلالت دارد
برآن کتب فریقین در ہیچ مقام فقط بر قول مجد الدین محمد بن یعقوب صاحب قاموس
اکتفا میکنم حیث قال ابو حنیفہ کنیۃ عشرین من الفقہاء اشہرھم امام
الفقہاء النعمان انتہے کلام المولوی پس جب اشتباہ اور التباس بوجہ
شرکت نام ممکن اور واقع ہے تو اب دیکھنا چاہئے کہ اس قسم کا اشتباہ و
التباس ہمیں آدمیوں کے حالات مین جہان نہ کورہ وجہ اشتباہ بیان کیا
نہ اسباب نہ دلایل نہ قرائن جو صرف دعوی ہی دعوی ہے بجہت شرکت
نام زیادہ قرین قیاس ہے یا چار آدمیون کے حالات مین جسکے اسقدر
دلائل و اسباب و قرائن و شواہد اشتباہ مذکور ہوے اور حاسد و معاند اہلبیت
طاہرین و ذریات خیر المرسلین زیادہ تھی یا حاسد ابو حنیفہ جنکو خلفاے
بنی عباسیہ نے منتخب کرکے امام اعظم بنایا اور تمامی اہلسنت کا امام اوسوقت
بجز انکے کوئی نہ تھا حتے کہ انکے خوف سے تین برس تک امام مالک
شکم مادر ہی مین مقیم رہے اور اکابر و ابرار کو ملاقات کرنا ممکن اور آسان تھا
کہ رفع اشتباہ ہو جاے بخلاف یہان کے کیونکہ فرق پردہ و غیر پردہ جو درمیان
رجال و نسا فارق ہے ظاہر ہے اور یہان ضرورت تفریق دعوی
تھی بخلاف یہان کے کیونکہ اولاً اوس زمانہ مین ان قصص و حکایات لاغیہ
کا وجود بھی نہ تھا جو ضرورت رفع اشتباہ ہوتی اور موافقین اہلبیت طاہرین
کے خواب و خیال مین بھی اس قصہ کا وجود نہ تھا جو رفع اشتباہ کیا جاتا
اور نہ اسپر کسی امر شرعی کا اصول ہو یا فروع دار و مدار تھا جو کوشش کیجاتی

باقی رہے مخالفین پس وہ لوگ تمام تر ہمہ وقت اس قصہ کے وضع و افترا جعل
و تہمت ہی مین مشغول تھے کہ جسطرح اہلبیت کو قتل و غارت کرکے اپنے
خلفا کی سلطنت کو مستحکم کی اوسیطرح اونکی توہین و تحقیر کرکے اپنے خلفا کے
عزت و شرافت ثابت کرین پھر اونکو رفع اشتباہ سے کیا واسطہ تھے کہ
مجبین اہلبیت سے اسکی چھیڑ چھاڑ بھی زیادہ نہ کی کہ پردہ دری ان واضعین کے
ہوتی از نجاست کہ جسقدر استداد ایام آئمہ معصومین علیہم السلام کو ہوتا گیا
اسمین شور و غل بڑہتا گیا تا اینکہ اب اس زمانہ مین خاص بھی مسئلہ مدار
حقیت مذہب اہلسنت کے نزدیک قرار پایا پس جسنے تحقیق کیا اوسکو
اصلیت معلوم ہوے اور جن لوگون نے اسکی تحقیق نہ کی اور در پے
تفحص نہوے بر بنیاد اشتباہ باظلم و تشدد خلیفہ دوم تسلیم کر لیا یہ حامیین
تو زمانہ سابق کے تھین وای بر حال متاخرین اہلسنت کہ طوق تقلید
را زیب اعناق خویش ساختند و ہرگز ہرگز بتحقیق حال نپرداختند بلکہ دام تزویر
و پردہ تلبیس بر رو انداختند **افسوس صد افسوس** کہ ابو حنیفہ نعمان
جو نہ خلیفہ تھے نہ خلیفہ زادہ نہ صحابی تھے نہ صحابی زادہ نہ رسول زادہ
بلکہ حسب بیان اہلسنت ایک فقیہ تھے کسیطرح کے ہون جنکا کہ ائمہ دین نے
کافر جہنمی خارجی ناری جاہل بھی بنایا جیسا کہ ذوالفقار حیدر حصہ اول
مین مرقوم ہے اونکی حمایت مین تو مولویصاحب نے یہ جوش و خروش دکھایا
اہلبیت طاہرین و ذریات خیر المرسلین حبیب رب العالمین کی ادنی بھی
قدر و منزلت نہ کی کہ کچھ پاس اسلام آتا اور حمیت دین کا جوش ہوتا

اس امر غلط کی تحقیق کرتے تفحص فرماتے اپنی رواۃ کے اغلاط و اشتباہ
کو ظاہر کرتے اے کاش عقل ہی سے کام لیا ہوتا جسکو پروردگار
عالم نے تمیز حق و باطل کے لیئے عطا فرمایا ہے پھر دیکھئے کہ یہہ امور متنقض
جوابہی مذکور ہوئے کیونکر ممکن ہو سکتے ہین اگر یہ نہین ہو سکتا تھا سکوت
ہی فرماتے من سکت سلم چہ جائیکہ خود اوہین روایات کاذبہ کو ترویج
امر باطل کے لیئے شایع کرین اور ایک جزائی فضیلت خلیفہ دوم کے لیئے جسکا اثبات
بھی محال اور بشرط ثبوت غیر نافع اوہین یہ اقرار اسے پیش فرمائین کہ بعوض نفع
نقصان کلی و خسران دینوی و اخروی حاصل ہو طرفہ اسپر یہہ ہے کہ
برعکس امر واقعی کے کتمان امر حق کے لیے ایک نت نئی اولئی تاویل
کی جو ضحکہ صبیان و لعبہ مجانین ہے کیونکہ مولویصاحب کو جب ادعائے
باطل وفات حضرت ام کلثوم ع مین بعہد معاویہ شرکت کربلا کا ہوا تفاقی
و یقین ہے خیال گذرا جس سے بطلان اس دعوے کا لازم آتا ہے
تو یون ارشاد فرمایا پس شریک بودن ام کلثوم با دیگر اہلبیت در واقعہ
کربلا چنانچہ از روایت مجلسی و سید ابن طاؤس در کتاب ملہوف و مانند
آن معلوم میشود و بروایت مسلم گجکار کہ بذکر آن مجتہدین و متکلمین تبرعیم قصر
مفتریات می پردازند اصلے ندا شتہ باشد و نسبت مرثیہ امام حسین ع کہ
بنام ام کلثوم بروایت سید ابن طاؤس شہرت دادہ اند بجناب حضرت
زینب می باید ام کلثوم استے افسوس ہکو یہان مناظرہ نہین منظور ہے
جو اسکا جواب دین مگر یہ کہنا ضرور ہے کہ کاش مولویصاحب اپنے

ص ۹۴۷
ازالۃ الغین

آئمہ دین ومحدثین ومورخین کے اقوال کو ملاحظہ فرماتے جنکی بدولت
کاخ صداقت آنحضرات کی قایم ہے کہ وہ حضرات بھی مثل شیعہ شرکت حضرت
ام کلثوم کو معرکہ کربلا مین مع مرثیہ وغیرہ روایت کرتے ہین اور مسلم کچکے
سے اپنی صداقت ثابت کرتے ہین حتے کہ خود متکلمین انکے جنکا کام صرف
انکار امور واقعیہ اور تکذیب روایات صحیحہ واضلال عوام الناس وجہلا
مثل شاہ سلامت اللہ صاحب معرکہ آرا کی کہ وہ بھی ناقل ہین کمامر
پس وہ اہتمام تو غلط ہوا باقی رہا اشتباہ حضرت زینب ع کا ام کلثوم
کے ساتھ پس کسیطرح ممکن نہین عقلا وعادۃً محال ہے کیونکہ ایکی جن اسلاف
نے قطع محبت ومودت کے لئے تلوار چلائی طفل صغیر پر نا وپیر کو از قسم
رجال نہ تیغ بیدریغ کیا کہ بجز امام زین العابدین از قسم رجال وجناب
امام محمد باقر ع از قسم اطفال کوی نہ بچا اون اشقیاے امت نے
از قسم نسوان تمامی سرادق عصمت وطہارت کو شہر شہر وبدر بدر پھرایا
اور دربار کوفہ وشام مین ہر ہر معظمہ کو نام بنام بتایا اور بشتران بے کجاوہ
وعماری پر بے مقنعہ وچادر اون صاحبان تطہیر کے تشہیر کی کہ ہر شخص
نے جنکی تعداد لاکھون سے زیادہ متجاوز ہے بچشم خود ان معظمات کو
برسند ردد کشادہ سو مشاہدہ کیا اور ہر مخدومہ کا واقعہ اور اونکے کلمات
وحکایات کو الگ الگ بیان کیا جیساکہ اقوال ملا حسین کاشفی اور
جمال الدین محدث اور شاہ سلامت اللہ سے مخاطبہ ومکالمہ حضرت زینب
وام کلثوم علیہما السلام علیحدہ علیحدہ مذکور ہوا پس ایسی صورت مین اشتباہ

کیونکر ہو سکتا ہے بخلاف اون مواقع کے جنمین مینے اشتباہ منشا اشتباہ
دلایل و اسباب وغیرہ بیان کئے کہ درصورت عدم افترائے روات کے درمیان
اشتباہ یقینی ہے علاوہ برآن کہ اگر بفرض محال مثل شریک باری یہ اشتباہ
مان بھی لیا جائے تو بدقت تمام فقط اسکا ثبوت ہوگا کہ وہ حضرت زینب
تھین لیکن وفات حضرت ام کلثوم بعہد معاویہ کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ
روایت عقد عبداللہ جو اتفاقی اہلسنت ہے مانع قوی موجود ہے اور
اور دیگر مسادات ولزوم محالات ومخالفت واقعات کا وقعیہ کیونکر ہوگا
مثل نعوبت صغر سنی واستحالہ عقد باعوان بن جعفر عبداللہ بن جعفر کے
جنمین ہم سابقا لکھ چکے ہین جنکو الغام وقوع نکاح لازم ہے جو اصل
منشا ان موضوعات کا ہے بہرکیف اس قول سے بھی مولویصاحب کے
ہکو اجازت ملی کہ اشتباہ رواۃ کے قایل ہون اور چونکہ شرکت حضرت
ام کلثوم معرکہ کربلا مین باتفاق فریقین مسلم ہے حتے کہ غالبا اس امر کے
برابر دوسرا کوی امر متواتر نہو تو حکم مولویصاحب باشتباہ فریقین کی نسبت
ہوگا تو اب یکہنا چاہیے کہ عقل ونقل سے کونسے اشتباہ کا احتمال صحیح
ہو سکتا ہے نہ یہ کہ یونہین بلا سبب محض ہٹ دہرمی سے اشتباہ کے
قایل ہون جو نہ عقلا درست ہو سکے نہ نقلا جیسا کہ مولویصاحب کی احتمالی
کی حالت ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوتا ہے کہ تمامی روایات اس قصہ
عقد کے محض موضوع اور غلط ہین امر چہارم نظایران اشتباہ ہوے
چونکہ عام قاعدہ ہے کہ اکثر لوگ کسی مسئلہ کو یا کسی واقعہ کو بغیر کسی کہلے دئے

مثال کے نہین سمجھتے حضور صاحب وہ واقعہ یا مسئلہ خلاف ہے ان
واقعات و مسایل کے جنپر پورا اعتقاد بیٹھہ گیا ہو اور لغو بیانون کے
ذریعہ سے اوسکا ایسا الیقین ہو گیا ہو کہ کسیطرح اوسکے خلاف کو نہ باور
کرے نہ قبول کرے لہذا پیش کرنا نظایر کا ضروری ہوا اور چونکہ یہ مسئلہ صرف
امر عقلی ہی نہین ہے جسپر فقط عقلی استدلال کافی ہو بلکہ ایک تاریخی واقعہ
ہے کہ مشہور واقعہ کو غلط ٹھہراکر اصلی واقعہ کا اثبات کیا جاتا ہے اور
تعلق اوسکا اوس مظلومہ سے ہے جسکے خاندان سے ایک دنیا کی
دنیا منحرف ہے اور عالم کا عالم دشمن جان و آبرو ہے کہ کسیطرح تحقیقات
واقعی کو قبول نہین کرتے ورنہ استبعادات عقلی ہی کافی ہوتی جیسا کہ
عباسہ خواہر ہارون رشید کی پایہ داری مذکور ہوی لہذا اور بھی نظایر کا
دینا ضروری ہوا پہلی نظیر قول بولوے حیدر علی ہے درباره ابو حنیفہ
کوفی جو ابھی مذکور ہوا دوسری نظیر جو خاص اسی ام کلثوم کے نام سے
متعلق ہے یہہ ہے کہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ ابن حجر عسقلانی مین ہے
کہ ام کلثوم بنت ابو بکر صدیق تیمیہ تابعیہ ہے کہ بعد مرنے اپنے باپ
ابو بکر کے پیدا ہوے اور یہہ قصہ اوسکا موطا وغیرہ مین صحیح ہے چونکہ
بعض روایتین بلا سند دیگرے خود جناب رسالت مآب سے نقل کین
اسوجہ سے ابن سکن اور ابن مندہ نے اونکو صحابہ مین ذکر کیا انتہی
سے صاف معلوم ہوا کہ صرف روایت بلا سند کیوجہ سے ان علمانے
اس ام کلثوم کو صحابیہ لکھا جو درحقیقت صحابی نہ تھے اسیطرح ام کلثوم

ص ۳۴۳
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ

بنت عباس بن عبد المطلب کو علامہ مذکور لکھتے ہین کہ ابن اثیر نے لکھا ہے
کہ انسے جناب امام حسن نے عقد کیا بعد اونکے ابو موسے سے عقد کیا
بعد ازان عمران بن طلحہ سے عقد ہوا اوسکی مفارقت کے بعد پھر ابو موسے
کے مکان مین آئیلی اور وہین وفات کیا اور ظاہر کوفہ مین دفن ہوئین علامہ ابن
حجر لکھتے ہین کہ یہہ قصہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس کا ہے نہ ام کلثوم
بنت جناب کا جس سے معلوم ہوا کہ اس علامہ ابن اثیر کو اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم
بنت فضل بن عباس کا حال ام کلثوم بنت عباس کیطرف منسوب کر دیا
پس جناب ام کلثوم بنت جناب امیر کے بارہین اونکے اشتباہ ہونیمین کیونکر
تعجب ہو سکتا ہے بلکہ نظیر جو نہایت درجہ اس واقعہ کے مماثل ہے
یہہ ہے کہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین مسند امام احمد بن حنبل
سے اور ابن اثیر جزری اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ مین عمر بن
ابی سلمہ سے ناقل ہین کہ جب حضرت ام سلمہ عدہ وفات سے اپنے
شوہر ابی سلمہ کے فارغ ہوئین تو جناب رسالتمآب نے اپنے عقد کا اونمین پیغام
بھیجا حضرت ام سلمہ نے بعد رضا عقد کا قبول کیا فقالت لابنها عمر قمی فزوج
رسول اللہ فزوجه یعنے حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ اوٹھو اور میرا
نکاح رسول اللہ کے ساتھ کر دو پس اونھون نے نکاح کر دیا انتہی یہ اصل
روایت تھی جسکو راویان آثار و ناقلان اخبار نے نقل کیا اب نئے
کہ تاریخی واقعات کی رو سے خود علماے اہلسنت نے اسکو غلط ٹھہرایا آخر
اشتباہ روات کے قایل ہوے چنانچہ وہی علامہ ابن القیم فرماتے ہین

کما نقل فی الاستیعاب والاصابۃ
جلد اول صفحہ ۵۲۱

کہ اس روایت مین خدشہ ہے کیونکہ یہہ عمر فرزند حضرت ام سلمہ وقت وفات
رسول نو برس کے تھے اور عقد حضرت ام سلمہ سے مین ہوا تو اوسوقت عمر بن
ام سلمہ تین برس کی ہونگی اور ایسا شخص اس قابل نہین ہے کہ وکالت نکاح
کر سکے جب یہہ اعتراض امام احمد بن حنبل پر پیش کیا گیا تو اونہونے کہا کون
کہتا ہے کہ عمر بن ابی سلمہ اوسوقت کم سن تھی ابن جوزی نے کہا کہ شاید
امام احمد بن حنبل کو عمر بن ابی سلمہ کے سن کی اوسوقت خبر نہ تھی حالانکہ
یہ سن عمر بن ابی سلمہ کا ہبت سے مورخین نے لکھا ہے انتہے اس سے
غلطی اس روایت کی تاریخی واقعات سے اور اشتباہ اونکا بخوبی معلوم ہوا
حتے کہ امام احمد بن حنبل سا امام متبحر اپنی روایت غلط پر ایسا ثابت قدم
رہا کہ اصل کمسنی عمر بن ابے سلمہ کا انکار کر دیا جو باتفاق مورخین ثابت ہے
آخر ان اغلاط اور مخالفت واقعات کے دفعیہ کے لیئے علماے اہلسنت
کو قایل ہونا پڑا کہ بوجہ شتراک اسمی راوی مشتبہہ ہوا چنانچہ وہی ابن القیم
بعد ان مراحل کے فرماتے ہین کہ حقیقت یہہ ہے جو بعض علما نے کہا
کہ اصل وکیل نکاح از طرف ام سلمہ عمر بن الخطاب تھے جنسے ام سلمہ سے
نو پشت کے بعد قرابت ملتی ہے چونکہ نام عمر بن الخطاب اور نام عمر بن ام سلمہ مشترک تھا
اسوجہ سے راویون کو اشتباہ ہوا اور وکالت نکاح کو طرف عمر بن ام سلمہ کے
منسوب کیا جو اوسوقت نہایت کمسن تھے کہ قابلیت وکالت نہین رکھتے تھے
اور بنا بر نقل بالمعنے لفظ ابنہا یعنی اپنی بیٹی کو زیادہ کر دیا حالانکہ چاہیئے تھا
فقط یہی کہ اے عمر نکاح کر دو اور مثل اسی اشتباہ کے بعض فقہا کو

وہم ہوا کہ اونہونے یہہ روایت کیا کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے اوٹھہ اپنی
ماں کا نکاح کردے انتہے محصلا جس سے صاف معلوم ہوا کہ چونکہ
واقعات تاریخی کی مخالفت لازم آتی ہے اور خلاف قیاس بہی ہے
کہ سہ سالہ لڑکا وکالت نکاح کرے (حالانکہ الفاظ روایت کے صاف صاف
اسی پر دال ہین کہ اونہین عمر بن ام سلمہ نے وکالت نکاح کی کیونکہ
روایت مین ہے فقالت لابنہا عمر ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے نکاح
کرنیکو کہا اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے
اوٹھہ اپنی ماں کا نکاح کردے جس سے بجز عمر بن ام سلمہ کے دوسرا عمر
ہرگز نہین سمجھا جا سکتا با اینہمہ اشتباہ رواۃ کے قایل ہوے اور صرف
اشتراک نام عمر بن خطاب و عمر بن ام سلمہ کو اس اشتباہ کی دلیل قرار دیا
پس جاے غور ہے کہ جب صرف اسی بنیاد پر کہ سہ سالہ لڑکا کیونکر وکالت
کر سکتا ہے اشتباہ رواۃ کے قایل ہوے حالانکہ سیکڑون مثالین ایسے
افعال کے اطفال خرد سال سے خود اہلسنت کے یہان موجود ہین با
اینہمہ غلطی ٹھہرای گئی وہ بھی خاص مسند امام احمد مین جسکو رفع اختلاف
کے لیئے امام کہتے ہین تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین کیون
ایسے اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک اسمی قایل نہین ہوتے جسمین کئی طرح
مخالفت واقعات تاریخی بھی ہے اور محال بھی لازم آتے ہین مثل اسکے
کہ جولڑکی سنہ ۱۱ ہجری مین کم سے کم پانچ برس کی تھی سنہ ۲۰
ہجری مین چار پانچ برس کے کیونکر ہو گئے اور جولڑکی باتفاق رواۃ

ومشاہدین وقت نکاح چار یا پانچ برس کی تھی اوس سے اوسی سال ہم بستر
کیونکر ممکن ہوگی اور جو لڑکی سنہ ۱ یا سنہ ۲ مین چار یا پانچ برس کی ہو قبل از
سنہ ۲۳ اوس سے دو لڑکے غیر توام کیونکر پیدا ہو سکتے ہین اور جو شخص
عہد خلیفہ دوم مین شہید ہو چکا تھا وہ کیونکر بعد خلیفہ دوم زندہ ہوا اور پھر اوسکا
نکاح ہوا اور جسنے عہد معاویہ مین وفات کی اور جناب امام حسین نے نماز جنازہ
پڑہی وہ اسکے مدت بعد شریک معرکہ کربلا کیونکر ہوئین کہ مصائب کربلا کوفہ
وشام جھیل کر مدینہ منورہ واپس آئین اور مثل اسکے کہ اونکا نکاح چار مین
حضرت عبداللہ بن جعفر شوہر زینب سے ہوا حالانکہ حضرت زینب اوسوقت
موجود تھین کہ اس صورت مین ارتکاب حرام یعنی جمع بین الاختین لازم
آتا ہے وغیر ذلک جو اصل کتاب مین بشرح وبسط تمام مذکور ہے اور
سابقا مرقوم ہوا پس ایسی صورت مین اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک نام
کیون نہ قایل ہونگے محققین اخبار وناقدین آثار سے امید واثق یقین کامل
ہے کہ معروضہ فقیر کو جو سابقا مقدمہ مین مذکور ہوا خیال کرکے بلا تعصب
وحمیت صرف ان واقعات پر غور کرکے ان اغلاط وتحریفات کا دفعیہ
کرینگے **چوتھے نظیر** صحیح بخاری مین ہے انس بن مالک سے کہ ہم شراب
پلا رہے تھے ابو عبیدہ جراح اور ابو طلحہ انصاری وابی بن کعب کو اسی
اثنا مین کسیسنے اکر خبر دی کہ شراب حرام ہوگئی ابو طلحہ نے کہا شراب گرا دو
علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین بذیل شرح اس
روایت کے فرماتے ہین کہ بعض روایات مین ابو طلحہ کے بعد بجاے نام

ص ۱۵۵
فتح الباری کمانی
استقصاء الافحام

فلان فلان درج ہے پھر بعد چند روایات کے کہتے ہین کہ انس کی
روایت سے معلوم ہوا کہ شراب پینے والے اوس جلسہ مین گیارہ آدمی تھے
کہ سات آدمیونکا نام معلوم ہوا اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین روایت
کی ہے کہ ابوبکر و عمر بھی اوس جلسہ مین تھے مگر یہہ روایت باوصف
صحت و پاکیزگی سند نہایت بری معلوم ہوتی ہے مجھے گمان ہوتا ہے
کہ غلط ہوا اور یہہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ اوس روز ابوبکر و عمر ملاقات
ابوطلحہ کو گئے ہون لیکن شراب نہ پی ہو بعد اوسکے روایت بزار سے
معلوم ہوا کہ انس نے کہا کہ ہم شراب پلاتے تھے ایک جماعت کو
جنمین ابوبکر بھی تھے ابن حجر کہتے ہین کہ یہہ ابوبکر مشہور یہ ابن اشعوب ہے
ہے روایت مین ابوبکر کے نام ہونے سے لوگون نے یہہ سمجھا کہ وہ ابوبکر
صدیق تھے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ دوسرا شخص ہے مگر ذکر عمر ابوبکر
کے ساتھ اسکا قرینہ ہے کہ راوی کی غلطی نہین ہے اور وہ ابوبکر صدیق ہی تھے
انتہے محصلاً و ملخصاً چونکہ مقصود راقم یہان طعن صحابہ ہے نہ اثبات
شراب خواری خلیفہ اول جسپر نصوص روایات ابن مردویہ و بزار و فاکہی
و اقرار ابن حجر عسقلانی موجود ہے نا اعلام می نویسی خلیفہ دوم جو باقرار
ابن حجر و اظہار ابن الخطیب صاحب مستطرف و علامہ زمخشری صاحب
ربیع الابرار ثابت ہے حتے کہ ازالۃ الخفا مین ہے کہ آخر غذای خلیفہ دوم
شراب بتھے بلکہ مقصود یہان اثبات اشتباہ رواۃ ہے بوجہ اشتراک نام
جو اس عبارت سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ علامہ مذکور نے صرف اس

صحت روایت مسند ابویعلی

ضعف روایت باوصف صحت سند

قال شیخ الاسلام ابن حجر

الحاصل فذکر الاثبات

یقول فذکر الاثبات

قبح رسول اللہ

مقام عجز از اشارہ

حتی دخل مع ابی بکر

وکان مع ابی بکر

اصابہ عین

ذکر اسامی خلیفہ ثانی نزد شیخین

غرض سے کہ برارت حضرت شیخ عتیق عیب شراب خواری سے ثابت ہو
باوصف وجود قراین متعددہ جنکا خود اقرار کیا بلکہ باوصفیکہ بالاتفاق
چالیس برس تک اس سے اکبر کبایر یعنی شرک و بت پرستی مین مبتلا رہے
اور کوی اونکی عصمت کا بھی قایل نہین اور سند روایت مین کوی جاے
گفتگو نہین باینہمہ بلا وجہ و بلا سبب فقط ہوا خواہی خلیفہ اول ایسی تاویل
و تحریف کے قایل ہوے کہ راوی بوجہ اشتراک نام مشتبہ ہوا دوسرے
ابوبکر کا حال ابوبکر صدیق کیطرف منسوب کردیا پس ان روایات عقد مین
اگر ذرا بھی خیال خدا و رسول ہوگا اور ذرہ برابر بھی محبت اہلبیت طاہرین
ہوگی بلکہ اگر کچھ بھی عقل و نقل سے کام لیا جاویگا تو ضرور اشتباہ رواۃ
کے بوجہ اشتراک نام قایل ہونگے جسکے خلاف مین بیش از بیش فسادات
و لزوم محالات در پیش ہین خصوصاً در صورتیکہ برعکس اس روایت
صحیح صحیح بخاری کی جسکی صحت پر اجماع اہلسنت ہے روایات عقد موضوع
اور غلط ہون اور تمامتر راوی اسکے وضاع و دجال و کذاب و مفتری ہون
جیساکہ ما بعد مذکور ہوگا انشاء اللہ **نظیر پنجم** شیخ عبدالحق جنکو محقق
دہلوی کہتے ہین اپنے اسماء الرجال مشکوۃ مین بذیل ذکر اولاد خلیفہ
دوم فرماتے ہین کہ انکے تین بیٹونکا نام عبدالرحمن تھا عبدالرحمن اکبر
عبدالرحمن اوسط عبدالرحمن اصغر ویکنی احد الثلاثۃ ابا شحمہ و
یلقب اخر منھم محمد یعنے ان ثلاثہ سے کوی ابو شحمہ بھی تھا حالانکہ قصہ ابو شحمہ
انکے یہان از حد مشہور ہے مگر بوجہ اشتراک نام اصلی تینون مین اشتباہ ہی

ص ۶ ورق علی

اور تمیز نہین کر سکتے بلکہ باوصفیکہ دار قطنی سے ناقل ہین کہ عبد الرحمن
اوسط ہی ابو شمہ تھا مگر لک تیقن نہین ہوتا لطفے برآن مزید یہ ہے
کہ مثل عدم تعیین شخص کے اصل قصہ بھی مختلف ہو گیا چنانچہ شاہ ولی اللہ
صاحب یہان تین روایت نقل کرتے ہین اول یہ کہ جس عورت کے ساتھ ابو شمہ نے بحالت نشہ
زنا کیا اور اوسنے لڑکا جنا یا وہ عورت خدمت خلیفہ مین لڑکا لائی اور فریادی ہوئی خلیفہ نے ابو شمہ
کو پکڑوایا اور افلح سے حد جاری کرائی ادہر حد تمام ہوئی ادہر ابو شمہ مر
دوسری یہ کہ ابو شمہ نے خود بلا کسی نالش و فریاد کی اقرار کیا کہ ہمنے
زنا کیا حد لگاؤ خلیفہ نے چار مرتبہ اقرار لیکر حد جاری کرنا چاہا اوسپر
ابو شمہ نے کہا عجب تعریض لطیف جگر سوز ہے جسنے زمانہ جاہلیت
یا اسلام مین میرے ایسی حرکت کی ہو وہ مجاز نہین ہے کہ ہمپر حد لگائے
پس جناب امیر ؑ اوسے بڑھے اور امام حسن ؑ سے فرمایا داہنا ہاتھ لو اور امام حسین ؑ
علیہ السلام سے فرمایا دست چپ تمام لو بعد ازان حضرت نے سو لہ
کوڑے مارے تھے کہ ابو شمہ کو غش آگیا گر پڑا حضرت ؑ نے حد موقوف
کی اور فرمایا (سبحان اللہ) جا خدا سے کہدینا مجھپر اوسنے حد جاری کی ہے
جسکے ذمے تیری کوئی حد نہین ہے تب عمر کو جوش آیا اور اوس
مردہ صفت سے تعریض کا بدلہ لینے چلے کمری ہوئی اور پورے
سو کوڑے مارے کہ وہ مر گیا تیسرے یہ کہ عمرو عاص جس زمانہ مین
حاکم مصر تھا عبد الرحمن بن عمر ابو شمہ اور ابو سروعہ نے آکر کہا کہ
ہم لوگون نے کلہ شراب پی عمرو عاص نے جھڑک دیا عبد الرحمن نے کہا

صفحہ ۱۵۰
ازالۃ الخفا

فاروقی

اگر حد نہ جاری کروگے تو اپنے باپ عمر کو خبر کرینگے تب عمرو عاص نے
حد لگائی اسکے بعد خلیفہ دوم کا خط عتاب آمیز آیا اور عبدالرحمن کو طلب کیا
بعد حاضری چاہا کہ حد لگائین عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ حد تو اسپر
جاری ہوچکی مگر عمر نے نہ مانا اور دوبارہ حد لگاکر قید کیا شاہ ولی اللہ
فرماتے ہین کہ ابو عمر نے استیعاب مین کہا عبدالرحمن اوسط بھی ابو شحمہ ہے
جسپر عمرو عاص نے مصر مین حد جاری کے بعد ازان عمر نے بلوا بھیجا اور دوبارہ
بطور ادب والد حد جاری کی کہ بیمار ہوکر مرگیا مگر اہل عراق کا قول ہے
کہ عمر کے کوڑے مارنے مین وہ مرگیا اور یہہ قول غلط ہے کہا زبیر نے
کہ عمر نے حد شراب جاری کی اس سے بیمار ہوا اور مرگیا انتہے اصل
قصہ سے ہمکو غرض نہین ہے کیونکہ سیکڑون مثالین اسکی حکام جور مین
موجود ہین کہ بغرض اپنے نامور ی اور اشتہار عدالت دلی لوتی کے
ایسے امور ناجایز کے مرتکب ہوتے ہین حتے کہ حکام انگریزے
ہند و مذہب کی ہزارون نظیرین روزمرہ دیکھی جاتی ہین لیکن یہ امر بخوبی
ثابت ہوا کہ بوجہ اشتراک نام رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تعیین ابو شحمہ
محمد ودی نہوی کہ بتین عبدالرحمن مین یہ شخص کون تھا یہانتک کہ
اصل قصہ بھی ایسا مختلف اور مشتبہ ہوا کہ ایک کو دوسرے سے
لگاؤ نہین حالانکہ خاص خلیفہ دوم کے فرزند ارجمند کا واقعہ ہے جس سے
خلیفہ کے اعلے درجہ کی فضیلت و عدالت ثابت کیجاتی ہے (جو
درحقیقت مستلزم جرم ارتکاب امر نامشروع ہے) پس جناب امام کلثوم

علیہا السلام کی بار ہین بھی ایسے ہی اشتباہ رواۃ کو کیون نہین مانتے کہ
بوجہ اشتراک نام واحد چار شخصون ہمین رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تین شخصون کے
مختلف حالات کو چوتھے ہمنام کیطرف منسوب کیا حالانکہ بغرض اعلاے
مناقب خلیفہ دوم و توہین اہلبیت طاہرین یہان انکو ضرورت و منع واقرا
بھی درپیش ہے **چھٹی نظیر** حسبین خود مولوی حیدر علی ساعالم متبحر مبتلا ہوا ہے کہ آپنے
رسالہ داہیہ حاطبہ ہین فضل بن روزبہان مصنف ابطال الباطل کو روزبہان
بقلی مصنف عرائس تصور کرتے ہین حالانکہ روزبہان بقلی صوفی صاحب عرائس بہت متقدم ہے فضل بن
روزبہان پر اشتراک لفظ روزبہان نے ایک جگہ صرف روزبہان ہے
دوسری جگہ فضل بن روزبہان انکو اشتباہ مین ڈالا پس جہان اس سے
زاید اشتراک نام ہو اور اسباب اشتباہ بھی موجود ہون اگر رواۃ مشتبہ
ہو جائین جنکی جہالت کا بھی اقرار ہے تو کیونکر تعجب ہوتا ہے جیسا کہ قایلین
قصہ موضوع مین مشاہد ہے **ساتوین نظیر** اشتباہ بلا اشتراک
نام و بلا سبب صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بذیل قصہ افک مرقوم ہے
کہ جب سعد بن عبادہ نے منافقین کی حمایت کی تو سعد بن معاذ نے
اونکا جواب دیا اور سخت نزاع واقع ہوئی امام نووی اسکی شرح مین فرماتے ہین
کہ کہا قاضی عیاض نے یہان سخت اشکال ہے جسکو آجتک کسی نے
نہین لکھا کیونکہ سعد بن معاذ دو برس قبل اس واقعہ کے شہید ہو چکے تھے
پس اشتباہ یہی ہے کہ قایلین اشتباہ رواۃ ہون الخ پس جب بلا اشتراک نام
و بلا سبب اشتباہ صرف مخالفت واقعات تاریخی کے سبب سے امر متفقہ صحیحین

ہین جو موجب حصول یقین ہے بھتاویل کیجاتی ہے اور اشتباہ روہم
رواۃ کا قایل ہونا پڑتا ہے تو جہان اسقدر مخالفت واقعات ولزوم محالات
کا سامنا ہوا اور اسباب اشتباہ اور قراین وشواہد بھی اوسکے موجود ہون
کیون نہ اشتباہ رواۃ کا اقرار کرینگے خصوصًا درصورتیکہ اصل روایات ہی
موضوع ومکذوب ہون اور رواۃ اوسکے دجال ووضاع ہون انہون مین نظم
اسی قصہ افک مین ہے صحیح بخاری مین کہ حدیث کیا مسروق نے ام رومان
مادر عایشہ سے الخ اسپر حافظ ابو علی سعید خطیب بغدادی ابن عبد البر
قاضی عیاض ابراہیم بن یوسف ابو القاسم سہیلی ابو الفتح اندلسی علامہ مدنی
علامہ ذہبی ابو سعید صلاح الدین وغیرہ وغیرہ جو اکابر محدثین واعاظم ائمہ دین
اہلسنت سے ہین بالاتفاق معترض ہین کہ ام رومان تو بعہد آنحضرت سنہ
ہجری مین مری کہ خود حضرت اوسکے قبر مین اترے اور دعا فرمائی اور کہا
جسکو حور العین کی صورت دیکھنا منظور ہو وہ ام رومان کو دیکھے پس ام
رومان سے اور مسروق سے ملاقات کیونکر ممکن ہے کیونکہ ام رومان
سنہ مین مرے اور مسروق خلافت ابو بکر یا عمر مین آیا پس روایت کرنا
کیونکر ممکن ہے اب اسکی تاویل یہہ نکالی کہ راوی نے شاید سنا ہے ام رومان
بصیغہ مجہول کہا ہو جسکے معنی یہ ہوے کہ ام رومان سے کسی سوال کیا تا قایلین نے
سنا کہ سوال کیا جسکے معنی یہہ ہوے کہ مینے خود پوچھا جو غلط ہے
آخر یہان بھی اشتباہ رواۃ کی تاویل نکالی گئی مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے
باحتفاظ صحت صحیح بخاری کے لیے قصہ وفات ام رومان کو بعد آنحضرت

قصہ وفات ام رومان
واعتراض علما

غلط کیا جس سے وہ سارے فضائل موضوعہ بھی ہوا ہو گئے چنانچہ
تفصیل اسکی عقبات الانوار مین مذکور ہے پس جب اسقدر اعاظم علما کے
نزدیک اشتباہ رواۃ کا ہونا خود صحیح بخاری کی روایت مین ممکن ہوا تو ان
روایات عقدیہ مین اشتباہ رواۃ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے نوین نظیر
صحیح بخاری مین مسروق سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعود نے کہ جب قریش نے
اسلام قبول کرنے مین دیری کی تو جناب رسالت مآب نے اوپر بد دعا کی
جسکے بدولت وہ سب قحط شدید مین مبتلا ہوے بہت سے لوگ ہلاک ہوے
ہڈیان مردار کھانے کی نوبت آئی تب ابو سفیان حضرت کے پاس آیا اور
کہا اے محمد تم حکم کرتے ہو کہ ہلوگ صلہ رحم کرین حالانکہ تمہاری قوم
ہلاک ہوی خدا سے دعا کرو پس حضرت نے آیہ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان
مبین کی تلاوت کی بعد ازان پھر اوسنہونے کفر کیطرف رجوع کیا اسکے طرف
اشارہ ہے قول باریمین یوم نبطش البطشۃ الکبری کہ مراد اوس سے روز بدر ہے
اور اسباط نے منصور سے اس روایت پر یہ زیادہ کیا کہ حضرت نے دعا کی
خوب بارش ہوی سات روز تک پانی برستا رہا جب لوگون نے کثرت بارش
کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا تب ابر دہاں سے
دفع ہوا اور اطراف کے لوگ سیراب ہوی تمام ہوی روایت صحیح بخاری کی
علامہ محمود بن احمد حنفی عمدۃ القاریین بشرح اسکے فرماتے ہین لوگون نے
اس اسباط والی روایت پر اعتراض کیا ہے کہا داودی نے قصہ مدینہ مین
قصہ قریش داخل کر دیا گیا کہا عبد الملک نے کہ زیادتی اسباط وہم و اختلاط

عبقات الانوار جلد اول ص ۲۹۶ لدہیانہ

ص ۱۳۹ باب ادعاء النبی علیہ السلام علی المشرکین بالسنین کسنی یوسف وھل یدعو الامام بالاستسقاء لغیر اھل بلدہ اذا لم یخف الضرر من ابواب الاستسقاء

اور خارج قصہ کر قصہ مدینہ مین

کیونکہ سند عبداللہ بن مسعود ہین اور قول انس بن مالک ہین (یعنے بارش
والا مضمون) ترکیب کردیا ایک کی سند کو دوسرے کی متن روایت سے
ملادیا و میاطی نے کہا کہ پہلی روایت عبداللہ بن مسعود ہے جو واقعہ
مکہ ہے اوسمین یہہ قصہ دوسری روایت کا نہین ہے تعجب ہی بخاری سے
کہ اس روایت مختلط کو نقل کیا حالانکہ بہت سی روایتین اسکے مخالف ہین
بعض نے تائید بخاری مین کہا ممکن ہے دو مرتبہ یہہ قصہ واقع ہوا ہو مگر یہہ
احتمال محض لغو ہے کہا کرمانی نے اگر تو کہے کہ قصہ قریش و التماس ابوسفیان
مکہ مین ہوا تھا نہ مدینہ مین تو ہم کہینگے کہ اصل قصہ مکہ کا ہے اور جسکو اسامہ نے
ملادیا وہ مدینہ کا قصہ ہے (تمام ہوا کلام عینی) پس جب خود صحیح بخاری مین ایسا
اختلاط ہوا کہ مکہ کا قصہ مدینہ کے قصہ مین ملا کر راویون نے معجون مرکب بنایا
جسکی بدولت بخاری صحیح ہوئی تو ان روایات عقد مین اگرچہ صحیحین مین ہے
نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحہ مین نہ کوئی روایت ہی صحیح ہو
ایسا اختلاط اور امتزاج ہوا کہ تین امام کلثوم کے مختلف حالات کو بوجہ اشتراک
نام چوتھی ہمنام کیطرف منسوب کیا تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے پھر کیا کچھ
ایسے اشتباہ روایات اہلسنت مین ہزاردن مقام پر ہین چنانچہ کتاب
مستطاب استقصار الافحام و بعثات الانوار و نزہہ اثنا عشریہ مین مفصلا قوم ہے
بوجہ اختصار یہان نہین لکہہ سکتے لیکن دو اشتباہ و خطا کی نظیر دینا اور ضروری ہے
**نظیر دسویں** قصہ حجۃ الوداع ہے جسمین پچاسون غلطا اور وہم انکے علما کو
ہوئے ہین چنانچہ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد مین تبیین فصل اسکے لئے قائم کی ہے

پہلے یہہ کہ ابن حزم نے گمان کیا کہ حضرت نے قبل تشریف لیجانے کے فرمایا کہ
رمضان کا عمرہ برابر حج ہے حالانکہ یہہ صریح غلطی ہے کیونکہ حضرت نے
بعد معاودت از حجۃ الوداع یہہ فرمایا تھا قبل دوسرے یہہ کہ بیان کرتے ہین
حضرت پنجشنبہ ۲۴ ذیقعدہ کو روانہ ہوئے حالانکہ تشریف لیجانا حضرت کا
پچیسوین روز شنبہ کو ہے تیسرے یہہ کہ طبری نے بعض کا قول ذکر کیا
کہ حضرت بروز جمعہ بعد نماز روانہ ہوئے حالانکہ محض غلط ہے کیونکہ روانگی
حضرت کے روز شنبہ ہے چنانچہ طبری اور واقدی کا بھی یہی قول ہے
مگر اسپر بھی واقدی نے تین خطا کی ایک یہہ کہ کہا حضرت نے ذوالحلیفہ
مین نماز دو رکعت پڑہے دوسرے یہہ کہ کہا حضرت نے اوسی روز بعد نماز ظہر
احرام باندہا حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت شب کو ذی الحلیفہ مین مقیم رہے
دوسرے روز احرام باندہا تیسرے یہہ کہا کہ وقفہ روز شنبہ کو ہوا حالانکہ
غلط ہے چوتھے یہہ کہ قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت نے وہین قبل غسل
خوشبو لگائی اور وقت غسل دہوڈالے حالانکہ محض وہم ہے پانچوین
ابو عزم نے کہا کہ احرام قبل ظہر باندہا حالانکہ غلط ہے کسی حدیث مین ایسا
منقول نہین ہے چھٹین ابو عزم نے کہا ہے حضرت کے ساتھ ازراہ تطوع
یعنے استحباب تھی یہہ غلط ہے ساتوین یہہ کہ بعض نے کہا کہ حضرت نے
وقت احرام تعیین نسک نہین کیا حالانکہ غلط ہے اور آٹھوین نے کہا کہ عمرہ مفردہ
کے تعیین کے ساتھ تمتع جیسا کہ قاضی ابو یعلی و صاحب مغنی وغیرہ کا قول ہے
اوسنے بھی غلطی کی اور جسنے کہا کہ مجرد افراد کی تعیین کی کہ حضرت نے افراد کیا

عمرہ نہ کیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے کہا کہ تعیین عمرہ مفردہ کے کی تھی اور
اوسپر حج کو داخل کیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے کہا کہ حج مفرد کے تعین تھے
اوسپر عمرہ کو داخل کیا بعد حج اوسنے بھی وہم کیا آٹھوین یہ کہ طبری نے کہا
اثنائے راہ مین حجۃ الوداع کے ابو قتادہ نے جو محرم نہ تھا حمار وحشی کا
شکار کیا اور حضرت نے کہا حالانکہ یہہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہے نہ حجۃ الوداع کا
نوین طبری نے بعض سے نقل کیا ہے کہ حضرت مکہ مین سہ شنبہ کو داخل
ہوے حالانکہ یہہ غلط ہے داخلہ حضرت کا مکہ شنبہ نہ دی الحجہ کو ہے دسوین
قاضی معتزہ کا قول ہے کہ حضرت بعد طواف وسعی محل ہوے حالانکہ غلط ہے
گیارہوین بعض نے گمان کیا کہ حضرت وقت طواف رکن یمانی کا بوسہ لیتے
حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت نے تقبیل حجر اسود فرمائی تھے بارہوین قول
ابن خزم ہے کہ حضرت نے وقت سعی تین شوط مین رمل کیا اور چار شوط مین مشی کی
حالانکہ غلط ہے اور دعوے اتفاق اسپر غلط تر تیرہوین وہم کیا جسنے کہا کہ
طواف درمیان صفا و مروہ کے چودہ شوط اور ذہاب وسعی ایک مرتبہ تھا
چودہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر قبل از وقت نماز صبح پڑہی اوسنے
بھی غلطی کی پندرہوین دقائل ہوا کہ حضرت نے ظہر و عصر بروز عرفہ اور مغرب و
عشا اوس شب کو دو اذان دو اقامت سے پڑہے اوسنے بھی غلطی کی اور
جسنے گمان کیا کہ صرف دو اقامت سے نماز پڑہے اذان مطلقا نہ ہے اوسنے
بھی غلطی کی اور جو قائل بجمع ہوا بہ اقامت واحدہ اوسنے بھی خطا کے
کیونکہ صحیح یہہ ہے کہ حضرت نے دونو کو بہ اذان واحد پڑہا اور ہر نماز کے لیئے

اقامت نسبائی مسولہوین[۲۸] وہم کیا اوسے جو قائل ہوا کہ حضرت نے
بروز عرفہ دو خطبہ پڑہے اور درمیانمین بیٹہہ گئے اور موذن نے اذان کہی
بعد اذان دوسرا خطبہ شروع کیا اوسکے بعد اقامت صلاۃ ہوئی کہ کسے
حدیث مین یہہ مضمون نہین بلکہ جابر والی حدیث مین تصریح ہے کہ بعد اکمال
خطبہ بلال نے اذان و اقامت کہی پس حضرت نے نماز ظہر پڑہی بعد خطبہ
کے ستر ہوین[۲۹] ابو ثور نے کہا کہ جب حضرت منبر پر تشریف لیگئے موذن نے
اذان کہی بعد فراغ اذان حضرت نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا حالانکہ یہ
قول وہم ظاہر ہے کیونکہ اذان بعد خطبہ ہے اور حبش[۳۰] نے یہ روایت کی
کہ ام سلمہ لیلۃ النحر کو آئین اور حضرت نے حکم دیا کہ بوقت نماز صبح مکہ مین آئین
اوسنے بھی خطا کی اٹہارہوین[۳۱] جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر طواف
زیارت کو رات ہونے تک موخر فرمایا اوسنے بھی خطا کی انیسوین[۳۲] اوسنے بھی
خطا کی جو قایل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ کوچ کیا ایک ان کو دوسرے شب کو
بیسوین[۳۳] اوسنے بھی وہم کیا جس نے یہہ بیان کیا کہ بروز نحر طواف قدوم کیا بعد اوسکے
زیارت کا طواف کیا اور اوسنے بھی وہم کیا جسنے کہا کہ حضرت نے سعی بھی
قرانی طواف کے ساتھہ اکیسوین[۳۴] جو قایل ہوا کہ حضرت نے بروز نحر مکہ مین نماز ظہر
پڑہی اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے گمان کیا کہ حضرت نے وادی محسر[۳۵] مین جلدی
نہ کی اوسنے بھی وہم کیا بائیسوین[۳۶] طاوس وغیرہ کو وہم ہوا کہ قائل ہوئے
حضرت ہر شب کو منی سے خانہ کعبہ مین تشریف لاتے تھے تیئیسوین[۳۷] اوسنے
بھی وہم کیا جو قائل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ وداع فرمایا اور چوبیسوین[۳۸] گمان کیا کہ حضرت نے

مکہ کو خروج و دخول مین بطور دائرہ قرار دیا اور سنے بھی وہم کیا اور جسنے یہ
گمان کیا کہ حضرت نے محصب سے طرف مطلع عقبہ کے انتقال کیا اور سنے بھی وہم کیا
پس یہ کل اوہام ہین جسپر ہمنے اجمالاً و تفصیلاً تنبیہ کی (تمام ہوا خلاصہ کلام ابن القیم
زاد المعاد مین) پس جب حرف واقعہ حجۃ الوداع مین ان علماء اہلسنت کو اسقدر
اوہام لاحق ہوے جسکی تعداد قریب چالیس کے ہے تو اسے بردیگر وقایع
کیونکہ حج انکے اصول دین مین داخل ہے ہمیشہ عمل کی ضرورت داعی ہے روزمرہ
حج کرتے ہین اور حضرت کا یہ آخری حج تھا اسی غرض سے کہ تعلیم احکام
حج ہو جاے حتے کہ آیۃ اکملت لکم دینکم اسی حج مین بقول خلیفہ دوم
نازل ہوے بلکہ امارت حج بقول شاہ ولی اللہ یوازم خلافت خاصہ سے ہے
جس سے عیاذاً باللہ جناب امیر محروم رہے سو اسے اسکے کوی ضرورت
وضع و افتراے رواۃ بھی نہین پائی جاتی یا ایسمہ جب کابر علماے اہلسنت
کو ایسے اوہام و اغلاط پیش آے تو اس مسئلہ عقد مین انکے اوہام اور
اغلاط اور اشتباہ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے جو نہ داخل اصول دین ہے
نہ ضرورت عمل صرف علم ہی علم ہے کہ بفرض وقوع حسب مرحوم اہلسنت
جہان بہت سے فضائل خلفہ دوم ہین انکے بیان نہین سے یہ بھی ایک ہوگا
اور چندان ضرورت تحقیقات بھی نہین ہے بلکہ ضرورت وضع و افتراء و جعل و
تہمت البتہ موجود ہے پس ایسی حالت مین خود ہو موضوع ہو نا ان روایات کا
قرین قیاس ہے چہ جاے اوہام و اشتباہ کی مع ذلک اوہام و اغلاط و اشتباہ
انکی ان روایات عقد مین کم ہین بہ نسبت اون اوہام و اغلاط کے جو احکام

حج مین مذکور ہوے پس ان اوہام پر تعجب ہونا اور اون اغلاط پر امنا وصدقنا
کہنا سراسر حیرت انگیز ہے گیارہوین نظیر ابوالفضل محمد بن احمد بن عبداللہ
بن عبدالمجید بن اسماعیل معروف بحاکم شہید متوفی ۳۴۴ھ کتاب کافی مین شمس الائمہ
ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہیل سرخسی متوفی ۴۸۳ھ کتاب مبسوط مین فخرالدین
حسن بن منصور اوزجندی فرغانی معروف بہ قاضیخان متوفی ۵۹۲ھ اپنے فتاوی
کہ مشہور بہ فتاوی قاضی خان ہے برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی متوفی
۵۹۳ھ کتاب ہدایہ مین ظہیرالدین ابوبکر محمد بن احمد قاضی محتسب بخاری متوفی
۶۱۹ھ اپنے فتاوے کہ مشہور بہ فتاوی ظہیر ہے فخرالدین ابومحمد عثمان
بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ تبیین الحقایق شرح کنزالدقایق مین اکمل الدین محمد
بن محمود بابرتی الحنفی متوفی ۷۸۶ھ عنایہ شرح ہدایہ مین ابوبکر بن علی معروف بحدادی
عبادی متوفی نے صدود ۸۰۰ھ سراج وہاج شرح مختصر قدوری مین
بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ رمز الحقایق شرح کنزالدقایق
عالم بن علاء الحنفی فتاوے تاتارخانیہ مین وجیہ الدین عمر بن عبدالحسن
ازرنجانی حدائق الازہار شرح منارق الانوار مین الباس شرح وقایہ مین
ابوالمکارم شرح وقایہ مین یوسف اعور رسالہ روزہب شیعہ مین قاضیخان بن حسین
گجراتی خزانۃ الروایات مین اور علامہ سعدالدین تفتازانی نے شرح مقاصد مین
اور دیگر علما اہلسنت جنکی تحقیقات وفتاوی پر دین ایمان اہلسنت کا
مدار ہے کہ اسامی کرامی اونکے ضربت حیدریہ جلد اول اور رشید الطاعن جلد دوم
مین مع نقل عبارت مذکورہ ہے اور مینے بھی اصل کتابون مین تصریحات اونکی

---

۱ ضربت حیدریہ جلد اول از صفحہ ۱۱۴ تا نہایت ۱۲۱ —
۲ رشید الطاعن جلد دوم از صفحہ ۱۰۰ تا نہایت ۱۲۳ —
استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۱۲۳ —

لکھی ہے اون سبھون کا بالاتفاق بیان ہے کہ امام مالک کے نزدیک
متعہ جائز ہے حتے کہ شمس الائمہ سرخسی وغیرہ نے دلائل جواز متعہ بھی امام
مالک سے نقل کئے کہ کن دلیلون سے وہ جائز بتاتے ہین جب یہ اقوال
ان علماء فحول کے اہلسنت کے سامنے پیش کئے گئے تو اون سبکا جواب
یہی دیا چنانچہ قول فاضل رشید ہی از صاحب ہدایہ در نقل مذہب مالک خطاء واقع
شدہ و بعض علماء کہ صاحب رسالہ نامبردہ در مولفات خود متعیت صاحب ہدایہ
نمودہ اند پس ہرگاہ اس مسئلہ مین کہ قدیم الایام سے اسکے حلت و حرمت مین
درمیان شیعہ و سنی گفتگو چلی آتی ہے اور الامام عظیم خلیفہ دوم پر وارد کیا ہے
جیسا کہ ناظرین کتب کلامیہ پر مخفی نہین ہے بقول فاضل رشید صاحب ہدایہ نے
ایسی غلطی صریح کی کہ دس متعہ کے جواز و حلال ہونے کے نزدیک امام مالک
قائل ہوے جسکو کس شقاوت سے خلیفہ دوم نے حرام کیا تھا اور بقول فاضل مذکور
دیگر علماء نے بھی خطاے فاحش مین صاحب ہدایہ کی متابعت کی اور آنکھ
بند کر کے نقل کرتے چلے گئے جسمین نہ کوی وجہ اس خطا کی معلوم ہوتی ہے
نہ کوی سبب اشتباہ بلکہ طرہ اسپر یہ ہے کہ برخلاف حکم حضرت عمر جو جناب امیرؑ
اور عبداللہ بن عباس اور عمران بن حصین اور جابر بن عبداللہ انصاری
وغیرہ قائل بجواز متعہ تھے جس سے معلوم ہوا کہ ہرگز جناب رسالت مآب نے
متعہ کو حرام نہین کیا تھا ورنہ یہ لوگ کیونکر قائل بجواز ہوتے اور تحریم عمری کو
احداث و بدعات مین شمار کرتے اسکے جواب مین فاضل رشید فرماتے ہین
کہ ممکن ہے بحکم الانسان یسا وقد السھو والنسیان ان صحابہ سے سہو کیا ہو بھول گئے ہون

بلکہ امام فخرالدین رازی نے جو دربارہ جواز متعہ عمران بن حصین صحابی
سے نقل کیا اوسکے بارمین رشادت پناہ فرماتے ہین کہ امام رازی سے
خطا ہوئی اور اس عار کے دفعیہ کے لئے علمائے کرام کے تخطیہ باخود ہاکو
نقل کرتے ہین حالانکہ علامہ نیشاپوری اور امام ثعلبی وغیرہ بھی اوس روایت
کے ناقل ہین جسمین امام رازی خطاوار بنائے جاتے ہین پس جب ایک
ایک مسئلہ مین اتنے صحابہ و خلفا و ائمہ و علما خطا کرین سہو فرمائین تو اس
مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین اگر ایسی خطائے فاحش ان علما سے سرزد
ہوئی ہو جنہونے یہہ روایت ذکر کی اور یکے بعد دیگرے اوسکو نقل کرتے گئے
کہ تعداد اس جماعت غاطئین کی کم ہے پہلے جماعتون سے تو کیونکر جائے
تعجب ہوسکتا ہے حالانکہ دونو صورتون مین فرق بین نمایان ہے کہ یہان
بقطع نظر از ضرورات جعل و افترا اشتباہ روات بہت اچھی طرح ثابت ہے
اور اسباب اشتباہ بھی موجود بخلاف مسئلہ متعہ کے کہ کوئی خاص وجہ اشتباہ
و صدور خطا بمتابعت یکے بعد دیگرے نہین معلوم ہوتی پس باوجود ان نظائر
و دلایل قویہ کے اب کسکو اسمین شبہ رہیگا کہ روات اس مسئلہ مین بوجہ اشتراک
نام مشتبہ ہوئے اور باشتباہ تین ہمناموں کے دو مختلف واقعہ چوتھے
ہمنام کیطرف منسوب کر دئے اور دیگر علمانے بتبعیت اونکی کے اور بلا تحقیق و
تفحص اس واقعہ کو اسی حیثیت سے لکھدیا ازینجاست کہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمۃ
مقام ذرا وفی الخلد اکرام اس مسئلہ کے بارہین فرماتے ہین کہ جو روایت دربارہ
عقد حضرت ام کلثوم نقل کرتے ہین کسیطرح ثابت نہین کیونکہ راوی اوسکا نہیر

بن بکار ہے اور وہ نقل مین موثوق بہ نہین تہا اور متہم تہا اوس باب مین جسکو وہ
ذکر کرتا ہے بسبب دشمنی امیرالمومنین علیہ السلام کے اور وہ غیر مامون ہے یہانتک
کہ فرماتے ہین مجہل اسمین یہ ہے کہ ابی محمد حسن بن یحیے صاحب علم النسب نے
اپنی کتاب مین اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی مین سے تہا
لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ امر حق اور واقعی ہے ورنہ یہ علوی کیون نقل کرتا حالانکہ
اوسنے اسپر نہین غور کیا کہ اس علوی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے انتہے
کلامہ الشریف بقدر الحاجۃ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اول موجد اس افترا کا
زبیر بن بکار ناصبی ہے کہ اوس سے ابی محمد حسن بن یحیے نے نقل کیا بعد اسکے
لوگ اسیوجہ سے مشتبہ ہوے اور بیجا اشتباہ پڑا اور بقول مولوی حیدر علی جسطرح
ابوحنیفہ مین بہت سی مسائل خلاف واقع ابوحنیفہ کو فی کیطرف بوجہ اشتراک
نام منسوب ہوے جسکی تحقیق بعضونکو اوسوقت ہوی بعضون کو نہوے اور
متاخرین نے طوق تقلید گلے مین ڈالکر بلا تحقیق تفحص اون معائب کو نقل کیا
اوسیطرح اس مسئلہ مین بھی متاخرین نے بتقلید واضعین متقدمین یا متقدمین
سابقین بلا تحقیق و تفحص اون روایات کو نقل کیا دربے تحقیق نہوے اور متعدد
امم کلتوم کے مختلف حالات مین جو مجموعہ بنا کر ایک کی طرف منسوب ہوے
تمیز نہ کر سکے یا بالقصد باز آنے والا حق واضح ہوتا من جاهد فینا لنهدینهم سبلنا
بالجملہ میری تقریر واقعی اور تقریر مصنوعی انحضرات مین جو فرق ہے مخفی نہین اور
یہ امر یعنی اہلسنت کا اس مسئلہ مین تحقیق نہ کرنا ان نظایر کے بعد تو کسیطرح
تعجب انگیز نہین ہے چہ جائیکہ انحضرات نے ایسے امور کے لیے اصول بھی بنا لیے

کہ جب روایت احکام حلال و حرام ہو تو اوسمین تشدد کرو اور جب بیان فضائل وغیرہ
مین ہو تو اوسمین مسامحہ کرو اور تحقیقات مین تشدد نہ کرو جیسا کہ سنی مشکور مولوی
عبدالحی مین ہے پس جب عموماً احادیث فضائل کے لیے یہہ قانون مقرر ہو
تو وا سے برحال فضائل عالیہ موضوعہ خلیفہ دوم جنکے لیئے ہزارون موضوعات
کی یونہین ضرورت ہوتی ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ عمل درآمد اس قانون کا
صرف دربارہ خلفا و صحابہ و امیہ مقبولین اہلسنت ہی ہوتا ہے جناب امیر اور
اہلبیت طاہرین کے لیے تو برخلاف اسکے آیات محکمہ اور روایات صحیحہ و یقینیات کی
بھی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ ناظرین تحفہ و ازالۃ العین پر مخفی نہین لیکن شیعون کے
شکایت اہلسنت سے اس بارہ مین بیکار ہے کیونکہ جب انبیاء کرام کے ساتھہ بھی
انکے یہی برتاو ہین کہ بجاے اظہار فضائل و مناقب انکے حقائق حالات
کو مکرتے ہین اور در پے تحقیق نہین ہوتے مسامحہ کرتے ہین تو اہلبیت طاہرین
کے بارہ مین کیا امید کیجاے دیکھیے علامہ ابن حجر مکی نے کتاب منہج مین جہان
اسکی تحقیقات کی ہے کہ اجداد و ابا کرام سرور انام دین اسلام پر تھے جو ہمیشہ
سے اعتقادات مخصوصہ شیعہ سے ہی جسپر علماے اہلسنت اکثر طاعن رہے
اور ہین علامہ مذکور بعد تحقیقات بیشمار تحقیق پدر حضرت ابراہیم مین فرماتے ہین
کہ از پدر نہ تھے بلکہ چچا تھے چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے
قرآن مین از پدر باپ کا اطلاق ہوا بقاعدہ جمع مین الاحادیث اسکا قایل
ہونا ضروری ہے اور بعض لوگ مثل بیضاوی وغیرہ کے جو قایل ہوے
کہ حقیقۃً از رباپ تھے یہ چچا پس اونہونے معنی ظاہر آیہ مراد لیا اور تحقیقات

ص ۱۹۸ سطر ۱۷ سنی مشکور ان الف افتہ ج القایلون ان اباء النبی کانوا موحدین بقولہ و تقلبک فی الساجدین و بقولہ لاستغفرن لک ما لم انہ عن ذلک و بقولہ لابیہ ابراہیم الظاہر ان ۱۲ منہ کما نقل عنہ فی استقصاء الافحام من صفحہ ۱۵۰ الی صفحہ ۱۵۵ من طبع مصر و ما علیہ من مناکیر التفصیل ملخص ج ۱ الیہ ۱۲

ص ۶۲
مدارج النبوۃ ج ۲

پوری نہ کی اسمین مساہلہ اور سستی کی ہے اور شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوۃ
مین فرماتے ہین متاخرین نے اثبات کردہ اند کہ اباواجداد انحضرت پاک و مصفا
بودند از دس شرک و کفر جس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اہلسنت کو اسکی تحقیق
نہوئی یا دیدہ و دانستہ امر خلاف کے قایل ہوے ہای افسوس صد صد
خلفا کے معائب پوشی نے ان لوگون کو کن کن امرون مین مبتلا کیا کہ اباء انبیا
کرام کے کفر کے قایل ہوئے بلکہ بہواخواہی حضرت فاروق بغرض مساوات
نسب رسول مین بھی قدح کی حتے کہ بتصریح محمد بن فضل اللہ المحبی خلاصۃ الاثر
فی اعیان القرن الحادی عشر مین ملا علی قاری نے ایک رسالہ مشتمل بر
اسارت ادب والدین انحضرت ﷺ تصنیف کیا اگر یہ تصنف نہوتی تو اوسکے
تالیفات و تصنیفات کے فوائد سے دنیا مملو ہوتی لیکن چونکہ یہ واقعہ نہایت
شرمناک واقعہ ہے جس سے مخالفین اسلام کو خندہ زنی کا موقع ملتا ہے
لہذا ہم بیان نہین لکھ سکتے اصل کتاب پر مع رد محول ہے بہرکیف جب ایسے
امور عظیمہ مین ان لوگون نے مساہلہ کیا بلکہ درحقیقت اقرار کیا اور انساب انبیا
ان اغراض باطلہ سے مقدوح و مخدوش کیا تو اگر انہین اغراض سے اس مسئلہ
مین مساہلہ کیا اور طالب تحقیق نہوے یا دیدہ و دانستہ اعلاے مراتب حضرت
فاروق کے لیئے اقرار ایراد زیان کین ہون کہا ہوا فی الواقع تو کوی محل استبعاد
و استعجاب نہین کیونکہ اسکے لیے خاص قانون ہے بنایا گیا ہے کہ فضائل
مین مساہلہ کرد جو اسدرجہ حاوی ہوا ہے کہ اوسکے باعث سے موضوعات و ضعاف وغیرہ سب فضائل
خلفا مین بالاجماع العین تسلیم کیے جاتے ہین خیر ہم ابھی تک احتمال اشتباہ رواۃ پر جسکو بھی ساقطاً

مع نظایر و دلایل و وجوہ اشتباہ بیان کیا ہے ثابت قدم ہین مصاحبہ گفتگو
کرتے ہین کہ رواۃ کو بوجہ اشتراک نام اس مسئلہ مین اشتباہ ہوا اور اس نسبت
مین اونسے خطا ہوئی دیگر علماء رواۃ بھی بہ تبعیت اونکے مبتلاے خطاء
وہم و اشتباہ ہوتے گئے ورنہ جیسا بعد مدت مدیدہ
اسلام اباء و اجداد انبیاء کرام علیہم السلام کا انکو پتہ ملا اور بہ ہمارت نسب سے نام
کا سراغ لگایا یہ بھی ضرور معلوم ہوتا کہ یہ نسبتین بھی محض غلط اور سراسر تہمت اہل
بدعت ہین نہ خلیفہ نے خواستگاری کی نہ عقد ہوا نہ دوسرا کوئی امر بلکہ اصلیت
اسیقدر ہے کہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے خطبہ عقد کیا اونسے
انکار کیا حسب استدعاے بی بی عائشہ عمرو عاص نے مکر و حیلہ سے کام لیا کہ
یہہ فتنہ فرو ہوا اور زوجیت ام کلثوم بنت جرول خزاعی جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم
کے زوجہ بہتی اور اوسکے بطن سے عبداللہ بن عمر و زید بن عمر وغیرہ پیدا ہوئے تھے
کہ ان ماں بیٹے نے بعہد معاویہ ساتھ وفات کی اور نیز زوجیت ام کلثوم
بنت عقبہ جس سے بمقام حدیبیہ خلیفہ نے بعد اسلام عقد کیا تھا باسباب
رواۃ ہوا جسکے سبب انکار و اصرار و وقوع عقد و تولد زید و وفات بعد معاہ
وغیرہ سب امور حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر ع کیطرف منسوب ہو گئے اور
ناقلین آثار و حاملین اخبار نے بالخصوص اون علماء نے جنکو اثبات موافقت
ثلثہ اور اہلبیت کے سب سے زیادہ فکر رہی تھی مثل ابن سمان مصنف کتاب الموافقہ
وغیرہ کی وہمین غلط اور مشتبہ خبرونکو باغراض فاسدہ اپنی جابجا مشتہر کیا پس اگر
حضرات اہلسنت کچھ بھی خدا و رسول کا خیال کرکے اس تقریر صحیح امیز کو میرے

قبول کریں تو سبحان اللہ نعم الوفاق کیونکہ ہمارا اونکی حقیقت و بطلان کا کچھ اسی
قصہ پر نہین ہے نہ خلیفہ دوم کے ایمان و فضیلت کا ثبوت اس عقدہ پر منحصر ہے کیون
ناحق ایذا دہی خدا و رسول کیجاے اور اگر مصالحہ و مساہلہ سے فرار کرین اور
خلاف حکم خدا و رسول حدیبیہ والی قصہ کیطرح اپنی ادہین روایات موضوعہ
واہیہ پر اڑے رہین تو بدرجہ مجبوری ہم بھی اونکی خدمت گذاری سے باز نہ رہینگے
اونہین کے قواعد و اصول کے مطابق غلطی بلکہ موضوعیت انکی روایات کی
ثابت کر دکھائینگے بحول اللہ و قوتہ تعالے **مقالہ ثانیہ** یہ امر تو
یقینی ہے کہ جب کسیکو خدا اور رسول کا خوف نہین ہوتا تو نہ اوسکو کچھ دین و ایمانکا
پاس ہوتا ہے نہ کذب و افترا سے پرہیز خصوصاً در صورتیکہ اس جھوٹ سے
کوئی غرض بھی نکالتا ہو خواہ وہ غرض کسیکی عداوت سے متعلق ہو یا کسیکے
بیجا محبت سے دیکھئے **حضرت مریم** علیہا السلام پر اعداے دین نے
کیا کیا تہمتین لگائین جسکی پروردگار عالم کو اپنے کلام مجید مین کرنی پڑی چند
سورہ مین اونکی پاکدامنی و عصمت و عفت پر شہادتین فرمائین حالانکہ وہان تہمت
لگانیوالون کو صرف عداوت اسکا باعث ہوئی کیونکہ اس تہمت سے عیاذاً باللہ بجز
ابطال ایک آیہ الٰہی یعنے ثبوت صادقہ حضرت عیسی روح اللہ علے نبینا
علیہ الصلوٰۃ کے دوسرا کوئی فائدہ نہتھا بخلاف اس مسئلہ عقد مریم ثانی
حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے کہ عداوت اور محبت کی دونون غرضین
ساتھ شامل ہین عداوت تو جناب امیر و اہلبیت طاہرین ع کی کہ جسطرح ہو سکے
انکی توہین ہو اور محبت خلیفہ ثانی کی جنکے اثبات فضایل و مناقب کے لیے

فصل ۱۲ مقالہ ثانیہ
موضوعیت روایات

کیا کیا بہتان نہ جوڑے گئے حتے کہ عیب پوشی نسب کے لیئے
نسب مطہر سرور عالم مین قدح کی گئی بلکہ بالخصوص نسب خلیفہ دوم کے
مماثلت مین اوسکو پیش بھی کیا اور خوف دار و گیر ملحق سے آخر
اوسکے قباحت پر متنبہ ہو کر خود ہی اوسکو باطل بھی کیا اور اوسکے
قایل کو کافر بنایا پس ان لوگون سے ایسا اتہام لگانا کیونکر
تعجب پذیر ہو سکتا ہے خصوصًا در صورتیکہ یہی بغض و نفاق داخل
اصول مذہب قرار پائی اور اہالیان سلطنت کی یہی دلی خواہش ہو
کیا خوب تقریر کی ہے ابو جعفر اسکافی نے بجواب جاحظ عثمانی
کہ اگر خیال غلبہ جہل و حب تقلید نہوتا تو اس عثمانی کے جواب
دینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سب جانتے ہین دولت و سلطنت
اوسنین کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہم اوار
ہون اور سب آگاہ ہین کہ قدر و منزلت اوسنین علما و شیوخ کے
ہوتے تھے جو فضایل ابو بکر بیان کرتا بنی امیہ کے اس باب مین
کسقدر تاکید دیتے ہے کہ بدون اسکے کسیطرح دنیا سے
تمتع ممکن نہ تھا پس ان محدثین نے بھی کوی دقیقہ ایسی روایات کے
بنانے مین اوٹھا نہ رکھا اور چونکہ یہ امر بدون اخفاے مناقب
علے بن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح در پے ہوے کہ ذکر علے
و اولاد علے کو محو کرین اور اونکے فضائل و مناقب و سوابق کو
مٹائین چنانچہ اسلیے سب کو برانگیختہ کیا کہ انحضرات کو سب و شتم

کی نقل ضمن تعلیقہ
انتصار مین
عنایت الاولیا
فی رد بنی الولایت
صہ

کرین اور منبرون پر لعن کرین اور اونکے یعنے اولاد علی کی یہ حالت تھی کہ اونکے
دشمنون کی قطار روز مرہ بڑہتے جاتی ہے اور تلوارین اونکے خون سے
رنگی جاتی ہین تعداد کم ہوتی جاتی ہے کوئی کہین قتل ہوتا ہے کوئی اسیر ہوتا ہے
کوئی کہین پوشیدہ ہو رہا ہے غرض عجب عالم خوف وبیم وترس ہے یہانتک
کہ فقیہ محدث قاضی متکلم سبکے سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین
کہ انکے فضائل نہ بیان کرو انکے گرد نہ پھٹکو نوبت بدینجا رسید کہ محدثین مارے
خوف کے جناب امیرؑ کا نام نہین لے سکتے اگر کسی حدیث مین حضرت کا ذکر ہے
تو یون تعبیر کرتے ہین کہ کہا ایکمرد نے قریش سے یا ایسا کہا ایکمرد قریش نے
مگر نام نہین لے سکتے انکی تو یہ حالت ہے اما اہل مذہب جنکے ہین وہ سب اسی پر
تلے بیٹھے ہین کہ فضایل ومناقب کو انکی باطل کرین تاویلات بعید اور حیلہ
ومکر سے کام لین خارجی ہون یا ناصبی عثمانی ہو یا معتزلی یا جو فرقے
ان فرقون سے پیدا ہوے سبکی یہی خواہش ہے کہ کسیطرح انکے فضائل
ومناقب کو مخفی کرین حتے کہ زمانہ معاویہ ویزید سے مابعد والی سلاطین
بنی امیہ تک کا اسی سال تک اونکی سلطنت رہی کوئی دقیقہ سب وشتم ولعن و
طعن مین انحضرت کے اوٹھا نہ رکھا اسپر بھی نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا کیا فضائل
ومناقب انکے مشہور ہوتے گئے انتے پھر دوسرے مقام پر کہتے ہین
تم خوب جانتے ہو کہ سلاطین وملوک کوئی دین یا کوئی بدعت قایم کرتی ہین
تو اپنی رعایا کو اوسکی تعمیل پر ایسا مجبور کرتے ہین کہ اس دین وبدعت
کے سوا دوسرے سے واقف تک ہونے نہین دیتے جیسا کہ حجاج بن

یوسف نے کہ عامل عبدالملک بن مروان تھا علاوہ اون ظلم وستم کے جو اولاد علی
پر کئی لوگون کو مجبور کیا کہ قرآن کو بقرارت عثمان پڑہین اور قرارت ابن مسعود وابن
بن کعب کو ترک کرین کل بیس برس اوسکی سلطنت رہی مگر اوسکی زندگی ہی تک
تمامی ملک عراق قرارت عثمان پر متفق ہوگیا اب انکی جو اولاد ہوئین تو
سوائے اس قرارت عثمانی کے دوسری قرائتون سے بالکل ناواقف تہی
خواہ اسوجہ سے کہ اون کے مان باپ پانع ہوے یا اوسوجہ سے کہ معلمون
نے اوسکی تعلیم ہی موقوف کی تا اینکہ اگر کوئی شخص عبداللہ بن مسعود یا ابی
بن کعب کے قرارت پر پڑہتا تو اوسکو وہ لوگ قرآن نہ جانتے تہے بلکہ پڑہنے
والے کی تکلیفات و موضوعات سے قرار دیتے تہے پس یہہ حال تو ان سلاطین
ورعایا کا اس قرارت کے بارہین تہا جسکے خلاف کے رواج سے نہ خوف
زوال ملک تہا نہ کسی فساد کا ڈر بخلاف اظہار فضائل علی ع کے اور اونکی اولاد
کی بزرگیون کے ظاہر ہونے مین تو ہر طرح کا خوف تہا اسلیے اسمین اور بہی کد کے
مگر خدا نے ان لوگون کے عظمت وجلالت کو روز بروز ظاہر کیا انتے مختصر پس
ایسی حالتون مین جو کچہہ ان دنیا پرستون کے اہتمامات کو فروغ ہو تہوڑا ہے اور جو
کچہہ نہ انکے موضوعات کو ترقی ہو کم ہے کیونکہ استحکام سلطنت وحصول
وجاہ کا اسی پر دار و مدار تہا جب دنیا بغیر اسکے محال تہا چہ جائیکہ بغیر ان ضرورتون کے
بہی موضوعات بنائی جائین اور اونے اون امرون کے لئے اسکا ارتکاب
ہو چنانچہ علامہ ابن اثیر جامع الاصول مین بذیل طبقات مجروحین فرماتے ہین
کہ بدترین طبقات جرح سے افترا کرنا ہے رسول مقبول پر جسکے بارہین

حضرت نے فرمایا ہے جو جان بوجھکر مجھپر افترا لگائے اوسکی جگہ جہنم مین ہے
مگر اس بلا مین بہت بڑی جماعت مبتلا ہوے جنکی مقاصد و مطالب جداگانہ
ہین بعض انمسے زنادقہ ہین مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی کی جنہونے
اس غرض سے احادیث وضع کیے کہ لوگون کے دلونمین شک پیدا کرین
بعضون نے اپنے خواہشون کے مطابق حدیثین بنائین جس سے بعض نے
توبہ بھی کی اور اپنی وضع کا اقرار کیا چنانچہ ایک شیخ نے شیوخ خوارج سے
بعد توبہ کہا کہ یہ حدیثین دین ہین دیکھو تم اپنے دین کو کس سے لیتے ہو ہم لوگ
جب کوی بات چاہتے تھے تو اوسکو حدیث بناتے تھے ابو العنبا کہتا ہے
کہ سمنے اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے سامنے پیش کی
سبنے قبول کی مگر ابن شیبہ علوی نے کہ وہ پہچان گیا اور کہا اول حدیث آخر سے
نہین ملتی سلیمن بن صرد کہتا ہے کہ ایک شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ وہ روتا ہے
سمنے وجہ پوچھی تو اوسنے کہا کہ چار سو حدیثین بنا کر مینے داخل کر دین ابکہ لوگون
بعضون نے بغرض خوشنودی خدا حدیثین بنائین تاکہ لوگونکو فضایل اعمال
کیطرف رغبت دلائین مثل ابی عصمہ و نوح بن مریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی
و احمد بن عبد اللہ جوئباری وغیرہ کے چنانچہ کسیسے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم نے
حدیثین ہر ہر سورہ کی فضیلت مین ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت
کرتے ہو حالانکہ دوسرے شاگردان عکرمہ اوس سے واقف نہین تو ابی عصمہ
نے کہا چونکہ مینے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ و مغازی ابن اسحق مین مشغول اور
قرآن سے بالکل روگردان ہین اسلئے مینے قربۃ الی اللہ یہہ احادیث

وضع کی بعضون نے خوشامد مین بادشاہون کے حدیثین بنائین چنانچہ
غیاث بن ابراہیم نے مہدی خلیفہ کے یہان گیا چونکہ وہ سیدی اور رنیوالے کبوترونکا
بڑا شوق تھا کہ دور دور مقامات سے منگاتا تھا اسلئے غیاث نے ایک
حدیث نقل کی کہ فرمایا حضرت نے سبق[1] نہین ہے مگر خف اور حافر او نصل اور
جناح مین جسپر مہدی خلیفہ نے دس ہزار درہم دلوائے جب غیاث وہانسے
چلنے لگا تو مہدی خلیفہ نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تیری قفا جھوٹون
کی ایسی ہے بعد اوسکے کل کبوترون کو ذبح کرڈالا کسینے کہا کبوترون کا
کیا قصور ہے اوسپر خلیفہ نے کہا انہین کی بدولت تو رسول پر تہمت دھری گئی
کسینے مامون بن احمد مروزی سے کہا شافعی کی عظمت و جلالت دیکھتے ہو
کہ خراسان والے انکے کیسے مطیع و منقاد ہین مامون نے یہہ حدیث بنائے
کہ فرمایا حضرت نے ہماری امت مین ایک مرد ہوگا جسکو محمد ابن ادریس
کہینگے اوسکی مضرت ہماری امت کے لئے ابلیس سے بہی زیادہ ہوگے
اور ایک شخص ہماری امت سے ابو حنیفہ نامی ہوگا جو چراغ ہے ہماری امت کا
بعض انمین سے وہ لوگ ہین جو دروازونپر سوال کرتے پھرتے ہین اور بازارون مین
کھڑے ہوکر حضرت کیطرف موضوعات کی نسبت کرتے ہین چونکہ سندین
صحیح یاد کرلی ہین انمین اسناد صحیحہ کے ساتھہ اپنے موضوعات کو بیان کرتے ہین
اسلئے اخر عبارت جامع الاصول واضح ہو کہ یہہ خلیفہ مہدی عباسی وہ ہے
جسکے لیئے اسقدر موضوعات بنائے گئے کہ مہدی موعود اہلسنت کہا گیا اور
پایا اور اسیکے بدولت یہہ حدیث بنائی گئی کہ مہدی کا نام میرا نام ہوگا اور اوسکے

[1] اصل حدیث لا سبق الا فی خف او حافر او نصل او جناح یعنی نہین ہے مگر خف اور حافر او نصل اور جناح مین

وضع حدیث غیاث بن ابراہیم

وضع حدیث مامون بن احمد مروزی

وضع حدیث ابو حنیفہ

باپ کا بھی وہی نام ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے چنانچہ تاریخ الخلفا مین ہے
واخرج ابن عدی من حدیث عثمان مرفوعا المهدی من ولد العباس عم نقرد به محمد
بن الولید مولی بنی هاشم وکان یضع الحدیث واورد الذهبی هذا حدیث ابن مسعود مرفوعا
المهدی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی اخرجه ابو داود والترمذی وصححه یعنے ابن عدی نے
روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا مہدی اولاد سے چچا میر عباس کے ہونگی راوی اسکا محمد
بن ولید ہے جو حدیث وضع کیا کرتا تھا اور یہین پر ذہبی نے اس حدیث کو بھی
وارد کیا ہے کہ مہدی میرے ہمنام ہونگے اور انکے باپ میرے باپ کے
ہمنام ہونگے اور ابو داود اور ترمذی نے بطور صحیح اسکی روایت کی اب اسی سے
انکے موضوعات کا حال سمجھ لینا چاہیے کہ حالانکہ بالیقین ثابت ہے کہ حضرت
مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ اولاد جناب سیدہ سے نسل جناب امام حسین علیہ السلام
ہین مگر ان خوشامد خورون نے مہدی عباسی کو مصداق اس حدیث کا بنادیا
اور اسم ابیہ اسم ابے اوسپر اضافہ کیا جسکی وجہ سے کیا کچھ اختلاف پیدا ہوا
چنانچہ تفصیل اسکی مجلد ہشتم ذوالفقار حیدری مین بشرح وبسط تمام مرقوم ہے
بہرکیف جب واضعین کی یہ کثرت اور انکے مقاصد کی یہ حالت ہو سلطنت
کا وہ تقاضا مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت مین مدح خلفاے ثلثہ اور
توہین حضرات اہلبیت طاہرین مین موضوعات کا بننا اور مشہور ہونا کوئی
بڑی بات نہین ہے خصوصًا در صورتیکہ بڑے بڑے علماے اہلسنت
جنکو خاص خلیفہ دوم والا خطاب امیر المومنین فی الحدیث کا لقب ملا ہو
اس مرض مہلک مین مبتلا ہون چنانچہ ایک واقعہ ہے جسکے روایت

نہ کرنے سے حدیث غدیر ایسی حدیث متواتر غیر صحیح ہوجائے بلقب امیر المومنین
فی الحدیث ملقب تھا اور سنے بیس ہزار حدیثین موضوع بنائین میزان الاعتدال
مین ہے کہا در آوردی نے واقدی امیر المومنین فی الحدیث ہے اور مسند
ابو حنیفہ خوارزمی مین ہے کہ کہا یحیے بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار
حدیثین بنائین اور رسولخدا کیطرف اونکی نسبت کی اور شافعی نے کہا کہ کتابین
واقدی کے کذب ہین **التفصیل** فی المجلد الاول من استقصا
الافحام کیون صاحبو ایک عالم اہلسنت بلکہ امیر المومنین اونکا بیس ہزار
حدیثین بنائے اور حاص رسول پر تہمت لگائی اور وہ سب شایع و مشہور ہون تو اونکی
اتباع و لواحق نے کیا کہ نہ بنائی ہونگی اور جب خود رسول پر اسقدر تہمتین ہوئین تو دیگر صحابہ
حلفا پر اور خاص جناب امیر پر کیا کیا تہمتین لگائی ہونگی یہی وجہ ہے کہ امام
ابو حنیفہ و شافعی و امام غزالی وغیرہ بھی اس فیض سے محروم نہ رہے پس
بنظر کثرت واضعین و تواتر موضوعات و تکاثر اغراض ان روایات عقد کے
موضوع ہونیکا اگر یقین نہین ہوتا تو ظن غالب قریب بیقین تو ضرور حاصل
ہوتا ہے خصوصا بنظر اون احادیث کے جنمین حضرت نے پیشین گوئے
فرمائی کہ جو امور بنی اسرائیل مین گذرے ہین اس امت مین بھی ضرور ہونگے
کیونکہ ان امتمامات کی نظیر ہو حضرت مریم علیہا السلام پر بنی اسرائیل نے لگائے
اگر ملتے ہی تو یہی نظیر کہ عیاذا باللہ مریم ثانی حضرت ام کلثوم بضعہ رسول
پر ایسی تہمت لگائی اور خلاف عقل و دیانت ایسی نسبت کی چنانچہ بتصدیق
میرے اس دعوے عدم صحت ان حکایات کے اور موضوعیت ان

دلیل اول

روایات عقد کی ان ادلہ سے بخوبی ہوتی ہے دلیل اول یہ ہے
کہ جتنی روایتین دربارہ اس عقد موضوع کے حضرات اہلسنت پیش
کرتے ہین کوئی روایت اسکی نہ صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم مین نہ دیگر صحاح
ستہ مین چنانچہ مطالعہ انکا شاہد ہے اور صواعق محرقہ وازالۃ الخفا مین اسپر
گواہ ہے اور صحیحین مین مذکور نہونا دلیل عدم تیقن بہ صحت روایت ہے کیونکہ
صہ ۶ ورق ۱ قاضی محمد بن ابراہیم کتاب منہل الروی فی علم اصول الحدیث النبی مین فرماتے ہین
ویعرف ان الدلیل علیہا بالنص علی صحتہ من امام معتمد فی نقل المعتمد کما
بمجرد وجودہ فیہما الا اذا اشترط فیہا مولفہا الصحیح ککتاب ابن خزیمہ وابی بکر
البرقانی ونحوہما یعنے جو حدیث کہ صحیحین سے خارج ہو اوسکی صحت قابل قبول
نہین جبتک کوئی امام معتمد سنن معتمدہ مین اوسکی صحت پر نص نکرے فقط کسے
کتاب معتمد مین پائی جانے سے وہ صحیح نہین ہو سکتے ہان اگر کتاب کے مصنف نے
شرط کرلی ہو کہ بجز روایت صحیح کے کسی حدیث کا اخراج نکرینگے تو البتہ حکم
صحت اوسپر جاری ہو سکتا ہے مثل کتاب ابن خزیمہ وابو بکر برقانی کے انتہے
پس یہ روایات عقد جو خارج از صحیحین ہین حکم صحت سے بھی خارج ہین کیونکر قابل
قبول ہونگے اور ابن القیم کہتے ہین دربارہ حدیث متعہ کے جو صحیح مسلم سے
منقول ہے کہ بخاری نے اپنی صحیح مین اس روایت کو نہ لکھا باوصف شدت
حاجت کے کیونکر اصول اسلام سے ہے پس اگر یہ حدیث صحیح ہوتے تو
ممکن نہتا کہ بخاری اوسکو روایت نہ کرتا اور اوس سے احتجاج نہ کرتا اسطرح
کہا ابن تیمیہ نے دربارہ حدیث لا الا مومن کے جو صحیح مسلم مین منقول ہے

کہ بخاری نے اس سے اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکو نہ لکھا
جس سے معلوم ہوا کہ صرف بخاری کا کسی روایت کو نہ لکھنا اور نقل نہ کرنا قادح
صحت روایت ہر گز و صحیح مسلم مین بھی ہو چہ جائیکہ نہ صحیح بخاری مین ہو نہ صحیح مسلم
مین نہ دیگر صحاح ستہ مین جیسا کہ ان روایات عقد مین مشاہدہ ہے اور جب
حدیث غدیر ایسے متواتر و یقینی حدیث مین جسکے صرف طرق روایت
کے جمع مین ابن عقدہ اور طبری اور عبد اللہ جسکانی اور ابو سعید
سجستانی اور علامہ ذہبی نے مصنفات خاص اسکے بارہ مین تصنیف کئے
اور ابو العالی جوینی کا بیان ہے کہ مینے بغداد مین ایک صحاف کے
ہاتھہ مین ایک کتاب دیکھی جسمین اسی حدیث غدیر کے طرق روایت کو جمع
کیا ہے اوسپر لکھا تہا کہ یہ اٹہاسیوین جلد ہے طرق من کنت مولاہ کی اور
اوسپر تیسوین جلد اسکے بعد آتی ہے الخ اور سو صحابی سے زیادہ اس
حدیث کے راوی ہین اور علامہ ذہبی اور علامہ سیوطی ملا علی متقی
جمال الدین محدث اور ملا علی قاری محمد بن اسمعیل امیر صنعانی الدین مقدسی
محمد صدر العلم قاضی ثناء اللہ پانی پتی علم الہدی اہلسنت مولوی مبین
وغیرہ بالاتفاق بیان کرتے ہین کہ یہ حدیث متواتر ہے چنانچہ جناب آیۃ اللہ
فی العالمین علی اللہ مقامہ نے اعلی علیین نے مجلدات عبقات الانوار
فی حدیث الغدیر مین نمونہ اعجاز یدا للعے دکہایا ہے اہلسنت بھی عذر پیش
کرتے اور اوسکی صحت و تواتر کو بوجہ نہ درج ہونے صحیحین کے باطل کرتے ہین
چنانچہ امام فخر الدین رازی اور عضد الدین صاحب مواقف و علامہ تفتازانی

اسامی تصنیفین کتب در تخریج طرق حدیث غدیر

اسامی علمای متواتر حدیث غدیر

اور سید شریف جرجانی شارح مواقف اور علامہ قوشجی شارح تجرید اور
مرزا مخدوم صاحب نواقض اور اسحٰق ہروی صاحب سہام ثاقبہ اور حسام الدین
بررنجی صاحب مرافض الروافض اور ابن تیمیہ اور ابن حزم اور محسن کشمیری
اور شیخ عبدالحق دہلوی اسی بنیاد پر اس حدیث غدیر کو باطل کرتے ہین جیسا
کہ سید شریف شرح مواقف مین بجواب شیعہ کہتے ہین کہ صحت حدیث
ممنوع و غیر مسلم ہے یعنے صحیح نہین ہے کیونکہ ارباب حدیث مثل بخاری
و مسلم وغیرہ اسکو نقل نہین کرتے اور شیخ عبدالحق صاحب جنکی منصف مزاجی پر
اہلسنت کو ناز ہے شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین روایت نہ کردہ اند ازا
اہل حفظ و اتقان کہ در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کردہ اند مثل بخاری
و مسلم و واقدی و جز انشان از اکابر اہل حدیث الخ **والتفصیل** فی
التعلیقات پس ان تقریرون سے معلوم ہوا کہ بوجہ نہ روایت کرنے بخاری
و مسلم کے یہ حدیث غدیر غیر صحیح قرار پائی تو یہ روایات موضوعہ عقد پدرجہ اولے
غیر صحیح بلکہ موضوع قرار پای جو نہ صحیحین مین ہین نہ دیگر صحاح ستہ مین بلکہ
صرف بعض کتب غیر معتمدہ اہلسنت مین البتہ داخل ہین جس سے صاحب
صواعق متعصب مولوی حیدر علی جا حد نقل کرتے ہین کہ اونکے نام مولوی صاحب
یہ بتلاتے ہین ابو عمر صاحب استیعاب نورالدین حسینی و شریف موسوی و
شیخ ابن السمان و دارقطنی و بیہقی و مانند انشان جس سے بخوبی معلوم ہوا
کہ مولوی صاحب کے نزدیک ہے کوی روایت صحاح ستہ مین نہین ہے ورنہ اونکے
جامعین کے نام مرقوم ہوتے پس صحیحین بلکہ صحاح ستہ مین نہ مندرج ہونا

فص صحت حدیث غدیر بطریق صحیحین
اندراج صحیحین

ان روایات عقد کا دلیل عدم صحت ہے حالانکہ بجا اور یعنے بذریعہ نقل کرنے
بخاری و مسلم کے روایت کو غیر صحیح اور باطل کرنا کچھ اسی حدیث غدیر کے ساتھ
خاص نہین ہے بلکہ دوسری روایتون کے بھی دلیل پیش کرتے ہین ابن تیمیہ درباره حدیث
ما اقلت الغبرا لخ منہاج السنہ مین کہتے ہین کہ اس حدیث کو نہ کسی جماعت نے روایت کیا نہ صحیحین مین
ہے نہ سطح حدیث مستفرق امتی کی یا یہ مین کہا کہ صحیحین مین نہین ہے اور شاہ سلامت اللہ کشفی
معرکہ الارا مین درباره حدیث کرار غیر فرار کہتے ہین و ہر گاہ در روایتے از روایات
صحیحین لفظ کرار غیر فرار نیست و زیادہ غیر ثقہ مقابل ثقہ و ثقہ مقابل
اوثق محل کلام ست پس تشبث بازیادت کذائی مقبول ارباب عقول نیست
جس سے معلوم ہوا کہ چونکہ لفظ کرار غیر فرار صحیحین مین نہین ہے تو شاہ صاحب
کے نزدیک اوس سے استدلال کرنا غیر معقول ٹھہرا اور مولوی حیدر علی صاحب
عالم تبحر جنکے قدح بلکہ حکم بموضوعیت روایات متفقہ صحیحین سابقا مذکور ہوے
درباره اوس روایت کے جو زرندی نے کتاب الاعلام بسیرۃ البنی علیہ السلام
مین بطور حتم و جزم روایت کی ہے کہ جب بی بی عائشہ کو احتضار مرگ شروع ہوا
تو لوگون نے کہا روضہ رسول مین آپکو دفن کرین تو عائشہ نے کہا مجھکو ہمارے
بھائون کے ساتھ بقیع مین دفن کرو فانی قد احدثت امورا بعدہ یعنے بعد آنحضرت
بہت سے امور مین نے احداث ہوے ہین منتہی الکلام مین فرماتے ہین
لانسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد و سند منع روایت بخاری
ست کہ از لفظ مذکور عاری ست و روایت صاحب اعلام در باب سیزدہم از
کتاب مذکور سند مردی ست پس چہ ان احادیث و روایات کی صحت

بتصریح ان اکابر اہلسنت کے بوجہ نہ درج ہونے کے صحیح بخاری و مسلم مین
باطل ہوی جس سے نہایت درجہ مستحکم ہونا اس دلیل کا کہ چودہ پندرہ عالمون نے
اس سے استدلال کیا ظاہر ہوا تو روایات عقد بدرجہا وے غلط و
باطل قرار پائینگی جو نہ صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب
مشروط الصحۃ مین نہ مسانید معتمدہ مین نہ حکم صحت امام معتمد اور یہ تقریر ان لوگون کی
صرف بمقابلہ شیعہ ہی نہین ہے جہان بغیر انکار قطعیات و یقینیات و متواترات
چارہ نہین ہے بلکہ باخود ہا کی خانہ جنگیون مین بھی کسی روایت کی باطل کرنے مین
یہی دلیل پیش کرتے ہین چنانچہ مولوی بشیر صاحب مئو سے دربارہ من جاز القنطرۃ
الخ ناقل ہین ولم یخرجہ احد من اصحاب الکتب الستۃ ولا رواہ احمد فی مسندہ
ولا احد من الائمۃ المعتمد علی ما اطلقوہ ولا صححہ امام یعتمد علی تصحیحہ یعنے دلیل
عدم صحت روایت مذکورہ مین کہتے ہین کہ یہ حدیث نہ صحاح ستہ مین ہے
نہ مسند احمد مین نہ کسی امام معتمد نے اسکی روایت کی ہے نہ کسی امام معتمد نے
اسکی صحت کا حکم کیا ہے پس ان روایات عقد کا نہ صحیحین مین ہونا نہ صحاح ستہ
مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحۃ مین دلیل قطعی ببطلان روایات مذکورہ ہے
جسمین اہلسنت کو بھی عذر نہین کر سکتے فان اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول
یعنی مقر کا اقرار اوسپر حجت ہوتا ہے اور یہ تقریر میری مثل تقریر لاطائل اہلسنت
از راہ مجادلہ اور ہٹ دھرمی کی نہین ہے بلکہ مطابق واقع و تحقیق کیونکہ درمیان
حدیث عذیر اور ان روایات عقد کے بڑا فرق ہے اسلئے کہ حدیث عذیر
اون روایات سے ہے جسکا خلاف جناب امیر پر مفض ہونا آفتاب تابان کیطرح نمایان ہے

چنانچہ امام غزالی[1] و حکیم سنائی[2] و شیخ فریدالدین عطار[3] و محمد بن طلحہ شافعی[4]
و سبط ابن جوزی[5] و محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی[6] و سعیدالدین فرغانی[7]
و ابن زولاق[8] و شہاب الدین دولت آبادی ملک العلما[9] و علامہ محمد بن اسمٰعیل
امیر یمانی[10] و مولوی محمد اسمٰعیل برادرزادہ شاہ عبدالعزیز[11] وغیرہ کی تصریحات سے
ظاہر و باہر ہے کما فصل[12] فی العقبات[13] پس ایسی روایت کا نقل نہ کرنا عموماً اہلسنت سے خصوصاً
بخاری و مسلم سے کچھ تعجب نہیں ہے کہ انہوں نے ایسے مضرترین روایت کو جس سے سارا مذہب[14]
اہلسنت باطل ہوتا ہے حذف کر دیا کیونکہ خود اکابر اہلسنت نے تصریح کی ہے
کہ عادت بخاری سے ہے کہ روایات فضایل جناب امیر[15] میں دیدہ و دانستہ
اغماض کرتا ہے اور قطع و برید کر کے لکھتا ہے اور بوجہ قدح و جرح قطعان
در بارہ امام جعفر صادق[16] روایت نہ کرنا حضرت سے اور دیگر ائمہ ہدیٰ سے
از قبیل مشہورات[17] سے ہے بخلاف اسکے ان روایات وقوع عقد کو نہ ذکر کرنا
دلیل قوی اسکی ہے کہ یہ روایات اوسکے نزدیک بھی موضوعات و مفتریات
سے تھی جبھی تو نہ ذکر کیا کیونکہ بدانست اہلسنت جو فضیلت و منقبت خلیفہ دوم
اس امر سے ثابت ہوتی ہے دوسرے کسی امر سے یہ فضیلت نہیں نکلتے
اور اوسکو مشہور بھی کہتے ہیں پس ایسے منقبت عظمی کو نہ ذکر کرنا خصوصاً
بخاری کا جنکی محبت و ولا خلیفہ دوم کے ساتھ محتاج شرح نہیں دلیل قوی ہے
بطلان و عدم صحت روایات مذکورہ پر اور باوصفیکہ تصریح مولوی حیدر علی
صحیحین میں دو سو دس سے زیادہ حدیث ضعیف اور موضوعات ہیں اسپر
بھی ان روایات کا نہ ادسمیں مندرج ہونا نہ دیگر صحاح میں بندائے بلند آواز دیتا ہے

---

[1] از صفحہ ۲۴۴ الی ۲۴۸ [2] جلد رابع از مجلدات احوال و غیرہ
[3] عقبات الانوار مطبوعہ لکھنؤ [4] کما فی الجلد الاول من
[5] استقصاء الافحام مقلا عن [6] ذوالفقار علی حسین بن حیدر صفحہ ۹۸
[7] تفصیل اسکی ذوالفقار [8] حیدر جلد اول میں آئندہ لکھے گا
[9] قطع و برید بخاری فضائل جناب امیر علیہ السلام میں

کہ یہ سب ایسی موضوعات اور مفتریات سے ہین کہ بخاری و مسلم وغیرہ نے
دوسرے موضوعات کے برابر بھی اسکا وزن نہ سمجھا جو اپنے صحاح مین داخل
کرتے حالانکہ اگر یہ روایات ان صحاح مین (جو حقیقۃ سقام ہین) مذکور ہوتی
ہوتی تو شیعہ پر حجت نہین ہو سکتی تھی بلکہ خود اہلسنت بھی اوس سے استدلال
نہین کر سکتے تھے کیونکہ اکابر اہلسنت نے بھی صحیحین کی قدح کی ہے چنانچہ
کلام مولوی حیدر علی سابقا مذکور ہوا **والتفصیل** فی استقصاء الافحام[1]
حبقات[2] الانوار پس ایسی جعل روایات سے ایسے امر عظیم پر استدلال کرنا اپنی خبط بلکہ چونن کی
داد دینا ہے **دلیل دوم** یہ کہ مسند امام احمد بن حنبل کے بارہین حضرات اہلسنت فرماتے ہین کہ سات
لاکھ حدیث سے انتخاب کر کے اسکو لکھا ہے اور اوسکو امام بنایا ہے
جو روایت اسمین نہ پای جائے اوسکے اصلیت نہین ہے اور قابل
حجت نہین ہے جیسا کہ حبقات شافعیہ امام سبکی و مفتاح کنز الدرایہ مین
مرقوم ہے اور کلام صارم منکی سابقا مذکور ہوا پس اوسمین بھی اس روایت کے
نہونے سے جیسا کہ منقولات ابن حجر مکی و حیدر علی وغیرہ سے ظاہر ہے
اس قصہ کا بے اصل ہونا ثابت ہوا **دلیل سوم** یہ کہ اگرچہ صحیحین بلکہ
صحاح ستہ و مسند امام احمد مین نہ مذکور ہونا ان روایات عقد کا خود عیب صحیح اور
اور بے اعتماد ہونے کے لیے ان روایات کی دلیل کافی ہے مگر
بنظر مزید توضیح دوسرے بعض حالات انکے اجمالاً حوالہ قلم ہوتے ہین
کیونکہ یہ سب روایتین دو حال سے خالی نہین ہین یا بلا سند ہین یا باسند
جو بلا سند ہین اونکی دو حالت ہے یا درج کتب حدیث ہین یا درج کتب

[1] استقصاء الافحام ص ۱۰۲ اول
[2] حبقات الانوار جلد اول ص ۳۹۹ و ۴۰۰ الطبع الحدیث

تواریخ **قسم اول** احادیث بلا سند یعنی مندرجہ کتب احادیث پس انکے
عموماً غیر صحیح ہونے کے لیے یہی دو جملے شاہ عبدالعزیز صاحب کے کافی ہیں کہ
ایک مقام پر فرماتے ہیں اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب
مسندہ محدثین ست مع الحکم بالصحۃ و حدیث بے سند نزد ایشان شتر
بے مہار ست کہ اصلا گوش بآن نمیدہند اور بذیل حدیث تشبیہ فرماتے ہیں
وقاعدہ مقررہ اہلسنت ست کہ حدیثی را کہ بعضے ائمہ فن حدیث در کتابے
روایت کنند و صحت مافی الکتاب را التزام نکردہ باشند مثل بخاری و مسلم
و بقیہ اصحاب صحاح و بصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب
یا غیر او از محدثین ثقات تصریح نکردہ باشند قابل احتجاج نیست زیرا کہ جماعۃ
از محدثین اہلسنت کہ در طبقہ متاخر پیدا شدند مثل دیلمی و خطیب و ابن عساکر
چون دیدند کہ احادیث صحاح و حسان از متقدمین مضبوط کردہ رفتہ اند و جائے
سعی نماندہ مایل شدند بجمع احادیث ضعیفہ و موضوعہ و مقلوبۃ الاسانید والمتون
تا بطریق بیاض یکجا فراہم آوردہ نظر تانے نمایند و موضوعات را از حسان
لغیرہ یا ممتاز سازند بسبب قلت فرصت و کوتاہی عمر خود آنہا را این مہم انجام نشد
پس جو روایتیں دربارہ اس عقد کے بلا سند ہیں یا اوپر حکم صحت نہیں جائے
ہوا سے وہ سب ہوا ہو گئیں کہ اہلسنت نے اوپر کان دے سکتے ہیں نہ ان
شتران بے مہار کے مہار لے سکتے ہیں اور شیعے تو یو ہیں اونکے روایات
کو گو شتر سمجھتے ہیں باقی رہے روایات **قسم دوم** بلا سند کے
جو درج کتب تواریخ ہیں پس اونکے بارہ میں مولوی حیدر علی صاحب

نسخہ در مرد روایات بلا سند

ص ۸۸۹

ازالۃ الغین مین فرماتے ہین حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل
تالیفات وتفسیر صافی ملا محسن ومنہاج شیخ ابو العباس آنقدر عیان است
کہ محتاج بیان نیست پس بطلان ان روایات عقد کا جو درج کتب تواریخ
ہین بخوبے ظاہر ہوا الحمد للہ یہانتک تو اجمالی گفتگو اصل روایات بلا سند کے
متعلق تہی اب ایک نظر اجمالی متعلق بہ متن احادیث اور دیکھہ لینا چاہیے

**دلیل چہارم** یہہ ہے کہ کل روایتین اس عقد کی باسند ہون یا بلا سند
کتب احادیث مین ہون یا کتب تواریخ مین وہ سب اسقدر مختلف اور روات
اونکے ایسے مضطرب ہین کہ کسیطرح توافق اونمین ممکن نہین چنانچہ جناب شیخ
مفید اعلی اللہ مقامہ فی فراديس الجنان اسیطرف اشارہ فرماتے ہین کہ
بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہین اور حدیث سبعے
فی نفسہ مختلف ہے کہ کبھی[1] روایت کرتا ہے جناب امیرؑ خود متولی عقد ہوے
اور نکاح کر دیا کبھی[2] روایت کرتا ہے کہ عباسؓ عم رسول نے عقد کر دیا
کبھی[3] یہہ روایت کرتا ہے یہہ عقد بعد وعید وتخویف وتہدید بنی ہاشم واقع ہوا
کبھی[4] روایت کرتا ہے کہ رضا وخوشنودی سے عقد ہوا علاوہ بریں بعض رواۃ کا
یہ بیان ہے کہ عمر سے لڑکا ہوا اور اوسکا نام زید رکھا بعض[5] کا یہ بیان ہے کہ قبل از رہم بستری عمر
قتل ہوا بعض[6] کا یہ بھی بیان ہے کہ زید عمر کی ہی اولاد ہوی اور بعضون کا قول ہے کہ زید قتل کیے گئے
اور اونکی کوئی عقب باقی نہین اور بعضون کا قول ہے کہ زید مر گئے اور بعضون کا
قول ہے کہ قتل ہوے بعض[7] کا یہ بیان ہے کہ مان بیٹے دونون ساتھہ قتل
ہوے بعض[8] کا یہ بیان ہے کہ بعد زید ام کلثوم ترید رہین بعض رواۃ کا

ف پیش کرنا مصنف کا اپنی طرف سے روایات کا

ف مولف کا مصنف پر تعریض بطلان راہ

یہ بیان ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم مہر دیا
بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مہر دیا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا
کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہیں انتہے کلامہ الشریف
فقیر حقیر اللطیف ان اختلافوں کے ساتھ چند اختلاف و اضطراب اور
گذارش کرتا ہوں کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کے
حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا اوسپر عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے
اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہو گی پس اور العقد سن یا آورد
علی جواب داد کہ بدرستیکہ من او را در نکاح تو دادم بعد ازیں کے خلیفہ صاحب
بمقام روضہ تشریف لاکر حضار سے طالب مبارکباد ہوے الخ ازالۃ الخفین ص ۹۴۱
بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم نزد امیر المومنین علی فرستاد جواب
فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیر ست فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من ص ۹۴۰ ازالۃ الخفین
خانہ داری نیست (اس روایت میں وقوع عقد کا مطلقاً ذکر نہیں ہے)
بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس مادہ میں کی تب حضرت نے
عذر صغر سنی کیا اوسپر عمر نے حدیث رسول بیان کیا حضرت نے رضیت کر کے
عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا میں بہت خوش ہوں اور راضی ہوں
پس حضرت امیر نے اور اعقد لبنتک بنجانہ عمر فرستاد بعض کا بیان ہے کہ ص ۹۴۲ ازالۃ الخفین
حضرت نے فرمایا کہ اس بارے میں میرے ساتھ دو امر ہیں پس دولت سرا میں
تشریف لاکر حسنین ع نے فرمایا کہ میں نے مکروہ سمجھا کہ بغیر تمہارے اون سے نکاح کروں ص ۸۴ ذخائر العقبی
بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا بعد از مشورہ جواب دینگے حسنین سے

مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن او سکے بعد حضرت کے عمر پاس بھیجا عمر نے
گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگون سے کہا کہ مجھے علی سے درخواست کی
اونہون نے تزویج کر دیا حضار نے کہا ایسے صغیرہ سے عقد کرنے کا کیا نتیجہ
عمر نے حدیث رسول بیان کی بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے حسنین سے
سے فرمایا عمر سے نکاح کر دو اوسپر امام حسین نے فرمایا وہ عورت ہیں مثل
سایر زنان اپنے امور مین مختار ہین اسپر جناب امیر غضبناک ہو کر چلے امام حسن نے
دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جو فرماتے بجا لائین تب عقد واقع ہوا بعض کا
یہ بیان ہے کہ حسنین سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسین ساکت رہے
امام حسن نے تعریف عمر بیان کی اوسپر حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا
کہ مطلب تمہارا برلائے عمر نے گلے سے لگایا اور حضار کو خبردار کیا کہ اسنے
ہم عقد کیا چاہتے ہین بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے عباس اور عقیل
سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اوسپر حضرت نے عباس سے کہا کہ یہ کلام عقیل
خیر خواہی نہین ہے بعد اوسکے عقیل سے کہا مقصود عمر فقط عمل بر حدیث
رسول ہے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہو گا بعض کا بیان ہے حضرت نے
عباس اور عقیل اور امام حسن سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوے
اور کہا جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام دستور گذرتے ہین
(معاذ اللہ) تمہاری عقلین بیٹھتی جاتی ہین واللہ اگر تم ایسا کیا تو ہر آئینہ ہو گا اور ہو گا یعنی فساد عظیم
قایم ہو گا الخ بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجھا بوجھا کر تو عقد کر دیا بعض کا
بیان ہے عمر نے ساق پکھولا بعض کہتے ہین بوسہ لیا بعض کہتے ہین گلے سے لگایا

صواعق محرقہ ص ۱۵۹
ازالۃ الخفین ص ۹۴۳
صواعق محرقہ ص ۱۵۹
ازالۃ الخفین ص ۹۴۴
ذخائر العقبے ص ۲۱ ۶۴
اسماء الرجال مشکوۃ ص ۱۴

بعض کہتے ہین چادر کھینچلی اور بعض کہتے ہین کہ عمر نے نظر بھر کے کہا اور بعض کہتے ہین
زید اور رقیہ دو لڑکے پیدا ہوے بعض کا بیان ہے کہ بعد عمر حضرت نے عون بن
جعفر سے عقد کرنا چاہا تو حسین نے پہلے ہی جاکر کہا کہ اگر اسودگی دینا چاہو
تو ممکن ہے اگر حضرت کو اپنا مختار کیا تو فرزند جعفر سے عقد کردینگے جب جناب
امیر نے اختیار حاصل کرنا چاہا تو ام کلثوم نے آسودگی دنیا کی دانشمندان
اوسپر حضرت نے کہا بوجہ حسین تمنی ایسا کہا حضرت رنجیدہ ہوکر چلے تب
امام حسن نے دامن تھاما اور از روے منت کی حضرت راضی ہوے
بعد اوسکے عون سے عقد ہوا (حالانکہ یہ عون خود ایام خلافت عمر مین
شہید ہوچکے تھے) اسیطرح بہت سے اختلافات ہین کہ کسینے کہا بعد عمر محمد
سے عقد ہوا تب عون سے عبداللہ سے کسینے کہا صرف عون بن جعفر سے
بعد اونکے عبداللہ سے نکاح ہوا جسکا یہ مطلب ہوا کہ محمد بن جعفر سے عقد
نہین ہوا کسینے کہا پہلے محمد مرے بعد اونکے ام کلثوم کسینے کہا پہلے ام کلثوم مرین
تب محمد بن جعفر کسینے کہا بعد معاویہ و زید کے ساتھہ انتقال کیا بعضون نے
یہ بیان کیا کہ معرکہ کربلا مین شریک تھین بعض نے کہا پہلے ام کلثوم مرین تب
عبداللہ بعض نے کہا نہین پہلے عبداللہ مرے تب ام کلثوم حالانکہ وفات
عبداللہ سنہ مین ہے جس سے بعد معاویہ مرنا باطل ہوتا ہے اسیطرح بہت سے
اختلاف ہین جنکو اصل کتاب مین بتفصیل و بسط تمام لکھا ہے اور قبل اسکے
بھی کچھہ مذکور ہوا بہرکیف اختلاف روایات و اضطراب رواۃ اس مادہ مین یقینی ہے
اور اضطراب بھی ایسا کہ کسیطرح جمع و توفیق ممکن نہین پس خود اس اختلاف

اور اضطراب سے بھی بھیہ روایات باطل و غلط ٹھہرے کیونکہ خود شاہ عبد العزیز صاحب
فرماتے ہین اضطراب مانع عمل ہست بالبدیہۃ العقلیہ زیرا کہ عمل بطرفین متخالفین
ممکن نیست پس اسیطرح حصول علم و یقین بھی متخالفین سے بالبدیہیہ القطعیہ
ناممکن ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہین ہرگز عاقل درین قسم تخالف
و تعارض و اضطراب بہ احد الطرفین عمل نمیتواند کرد اور دوسرے مقام پر
فرماتے ہین و تعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد خبرے
روایت کند کہ مخالف دیگر باشد قادح صحت خبر میشود و مفید شہرت اور خود مولوی
حیدر علی نے کہا اذا تعارضا تساقطا یعنے جب دو روایتین باہم خلاف ہونگے
تو دونون ساقط کردے جائینگے اور چون ازروئے آئین شہادت بھی اختلاف
بیان دلیل کذب و افترا ہے پس یہ روایات ساقط الاعتبار محض بیکار
قرار پائین کیونکہ ان روایات مین جسقدر اضطراب و تخالف ہے غالبًا
دوسرے روایات مین نہو پس اس رو سے بھی یہ روایات غلط و بے بنیاد
قرار پائے فقولوا جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا افسوس
کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر مین ہر ہر روایتونکے سبب وضع کو کہ کس کس
خیال سے یہ حدیثین مختلف بنائین گئین بخوبی لکھا ہے بوجہ اختصار یہان
بیان اختلافات پر اکتفا ہوا **دلیل پنجم** روایات مسندہ کی عدم صحت
اور موضوعیت سے متعلق ہے افسوس کہ یہ بحث اصل کتاب ذوالفقار حیدر
جلد پنجم مین اس توضیح و تفصیل سے لکھی گئی ہے کہ خلاصہ کرنا دشوار
حال ہے تو دشوار ضرور ہے کیونکہ ہر ہر روایت کے راوی کی تضعیف و

دتکذیب بلکہ اوسکے ناقلین کے مقدوحیت اور جن جن کتابو مین یہ روایتین
درج ہوئین اونکی لغویت اور بطلان باقرار علماے خود اہلسنت نہایت بسط سے
دکھائے گئے ہی حتے کہ ایک روایت بھی ان عیوب سے جنکو اہلسنت ابطال
روایت مین پیش کرتے ہین خالی نہین ناظرین باتمکین ہنین بعض روایتون سے
جنکا حال اجمالا مختصار یہان مذکور ہوتا ہے سمجھ سکتے ہین ع قیاس کن
زگلستانِ من بہار مرا

صہ ۹۲۶ ازالۃ الخفین

**روایت اول** ازالۃ الخفین مین ہے
اصابہ ابن حجر عسقلانی مین کہا ابن ابی عمر مقدسی نے حدیث کیا
سفیان نے عمر سے اوسنے محمد بن علی سے کہ عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم
بنت علی کا جناب امیر نے صغر سنی بیان کیا لوگون نے عمر سے کہا
کہ حضرت نے تھکو رد کیا دوبارہ عمر نے اصرار کیا حضرت نے کہا مین تمہارے
پاس بھیجتا ہون اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے جب ام کلثوم
عمر کے پاس آئین تو عمر نے ساق کو کھولا ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر المومنین ہے
سنوتا تو تیری آنکھ پھوڑ دیتی انتہے یہ اصل روایت ہے راوی اسکے

سفیان

**سفیان** ہین جنکی تدلیس پر تلبیس مشہور ہے کیونکہ سفیان دو ہین سفیان
بن عیینہ صاحب تفسیر اور سفیان ثوری یہہ دونو بزرگ تدلیس کرتے تھے

اعمش ابن اسحق

جیسا کہ شرح النشرح نخبۃ الفکر ملا علی قاری مین ہے کہ اعمش اور ثوری
(یعنے سفیان ثوری) اور ابن عیینہ (یعنے سفیان بن عیینہ) اور ابن اسحق

تدلیس

وغیرہ تدلیس کرتے تھے یعنے روایت ہی اور کیسکی نسبت کرتے ہین
دوسری کیطرف علامہ ابن جوزی تدلیس کو تلبیس ابلیس کہتے ہین اور خیانت

تلبیس ابلیس

شرع مطہر جانتے ہین اور کتاب الموضوعات ابن جوزی مین ہے کہ تدلیس
اعظم خیانات شریعت سے ہے علامہ سیوطی تدریب مین شعبہ سے
ناقل ہین کہ زنا کرنا بہتر ہے تدلیس روایت سے تدلیس برادر کذب ہے
اور امعان النظر توضیح نخبۃ الفکر مین ہے کہ جس شخص نے ایک مرتبہ
تدلیس کے وہ مجروح ہوا اور روایت اوسکی ہمیشہ کو مردود ہوے
خود شاہ صاحب نے بھی تدلیس کو کذب سے تعبیر کیا ہے چنانچہ فرماتے ہین ص ۲۴۹ سطر ۲
نیز اطلاق کنند بر خبر کاذب الاسناد کہ راوی سماع آن خبر از شخصے دارد
ونسبت میکند او را بہ پدر او یا جد او انتہے پس جب دونون سفیان مبتلاے
تدلیس ہوے کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسرے طرف حالانکہ وہان
نہ شرکت نام ہوتی ہے نہ باعث اشتباہ تو ان بزرگون کے آگے
ہوا خواہی خلیفہ دوم ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف
منسوب کر دینا کون بڑی بات ہے بہرکیف یہ روایت سفیان کی کاذب
و باطل و مردود قرار پای خواہ سفیان ثوری ہون خواہ سفیان بن
عیینہ حالانکہ سفیان بن عیینہ بشہادت یحیی بن سعید آخر عمر مین مختلط ہوگیا تھا ص ۱۹۶
ص ۱۶۶ میزان الاعتدال کہ اس زمانہ کی روایتین لاشی ہوگئین جیسا کہ حاشیہ کاشف اور میزان الاعتدال
مین ہے اور قبل اسکے بھی زاید از سبت احادیث مین غلطی کرتا تھا اور
سفیان ثوری علاوہ برآن کہ تدلیس پر تلبیس انکے ابلیس سے بھی زیادہ
مشہور ہے جیسا کہ میزان الاعتدال تہذیب التہذیب تقریب التہذیب
کتاب المبین لاسماء المدلسین وغیرہ مین مذکور ہے مخالفین اور معاندین

اہلبیت طاہرین سے ہے کہ ہمیشہ ان حضرات طیبات پر معترض رہا پھر اوسکو
تہمت لگانا اہلبیت طاہرین پر کون مشکل ہے تا اینکہ جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام نے اپنے حضور کرامت ظہور سے نکال دیا اور منع فرمایا کہ
میرے یہان نہ آیا کر کہ تجھسے مجھے ضرر پہونچیگا اور مجھسے تجھے ضرر پہونچیگا
جیساکہ لواقح الانوار امام شعرانی حلیۃ الاولیا تذہیب التہذیب امام ذہبی
مطالب السئول محمد بن طلحہ شافعی تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی فصول المہمہ
ابن صباغ مالکی عقد النبوی و سیر مصطفوی شیخ بن عبداللہ العیدروس وغیرہ مین مذکور ہے محصل لواقح شعرانی یہ ہے کہ سفیان ثوری
خدمت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام مین حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت جبہ خز
پہنے ہین سفیان نے اسپر اعتراض کیا کہ آپ اہلبیت نبوت سے ہین اور ایسا
لباس پہنتے ہین حضرت نے اوس کو رباطن کو دکھا دیا کہ دیکھ یہ لباس ظاہری
بمصالح باطنی ایسا ہے اور اپنے نفس کشی کے لیے جو نیچے اسکے
ملصق بہ بدن ہے کیسا گندہ اور خشن ہے قربان اعجاز نمای امام برحق
کہ بعد اوسکے سفیان کے ظاہر و باطن کا حال دکھا دیا کہ فریب ہی عوام
کے لیئے تو ظاہری لباس ایسا گندہ اور پشمی جبہ پہنے ہے اور نیچے اوسکے
جو بدن سے ملصق ہے وہ کپڑا ایسا نرم اور ملایم ہے کہ پوست اندرون
سبنیہ کے ملامست ہے اوس سے کم ہے یہی حال ہے اہلسنت کے اولیا اللہ
مشایخ تصوف کا بعد اوسکے حضرت نے فرمایا اے سفیان تو زیادہ
ہمارے پاس نہ آیا کر تجھسے ہمکو ضرر پہونچیگا اور مجھسے تجھکو ضرر ہوگا اور

نوادر الانوار صفحہ ۸
حلیۃ الاولیا ج ۲ صفحہ ۸۹
تذہیب التہذیب صفحہ ۳۵
مطالب السئول صفحہ ۲۷۵
تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۱۳۲
فصول المہمہ

اور حلیۃ الاولیا مین ہے کہ جب ثوری نے کہا جتبک آپ کوی حدیث
نہ بیان کرینگے مین یہانسے نہ اوٹھونگا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت نے
نکالا تہا مگر یہ اڑکر بیٹھ گیا تو حضرت نے فرمایا خیر مین حدیث بیان کرتا ہون
مگر زیادہ حدیث تیرے لیے اچہی نہین ہے اور فصول المہم مین ہے کہ حضرت نے
سفیان ثوری سے فرمایا تو وہ ہے کہ بادشاہ لوگ تجھ طلب کرتے ہین
اور تو انکے پاس آمد و رفت رکہتا ہے اور ہم ادنے پر بہی رہتے ہین
نکلجا میرے یہان سے و التفصیل فی عقبات الانوار و استقصاء الافحام
پس ایسے دشمن امام کی روایت کیونکر مقبول ہو سکتی ہے جسکو حضرت نے
بارہا اپنے دولتسرا سے نکالدیا اور وہ ہمیشہ حضرت پر معترض رہا اور اوس سے
زیادہ حدیث بیان کرنیکو فرمائین کہ خیر نہین ہے اور تیرا آنا جانا میرے لیے
باعث ضرر ہے سبحان اللہ صلق الصادق المصدق الامین علیہ السلام
قربان اس اعجاز کے کہ جیسا حضرت نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا اب اس سے
بڑہ کر کیا نصاریٰ ہوگا کہ اس ثوری نے اپنے نام کا اثر دکہایا اور خاندان
رسالت پر ایسی تہمت نالائق لگائی جسکے تصور سے ہر مومن کے
قلب و جگر کو رعشہ ہوتا ہے آخر سبط ابن جوزی کو بہی باوصف تعصب مذہبی
اسلام کا جوش آہی گیا اور اس روایت کو اپنے نانا کی کتاب سے نقل کرکے
باطل کر دیا جیسا کہ مذکور ہوا بہرکیف اس روایت کے موضوع اور باطل
ہونے مین کوی عذر نہین رہا دوسری روایت بنقل ازالۃ الخفین
از اصابہ روایت کیا ابن وہب نے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے اوسنے

ص ۱۲۱۵
عبقات الانوار ج ۲
ص ۱۵۰
استقصاء الافحام ج ۲

ص ۲۱۴ مین
حاشیہ پر اوقتح
بعبارت مذکور
ہوی ہے

ص ۹۲۷
ازالۃ الخفین
ص ۳۴۳
اصابہ

زید سے اور نے اسلم سے کہ عمر نے نکاح کیا ام کلثوم سے اور چالیس ہزار
درہم مہر دیا اولاً اس روایت سے کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
علیہ السلام کی تخصیص اور تعیین نہیں سمجھے جاتے کیونکہ صرف نام ام کلثوم
کے متعلق ہے اور سابقاً مذکور ہوا کہ خلیفہ دوم کی دو جورو نکا نام ام کلثوم
تھا پس اونہیں دونو میں کسیکا مہر ہوگا کما مر پس ایسی روایت سے یقین نکاح
حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام پر استدلال کرنا دا خبط دنیا ہے ثانیاً
عبد الرحمن بن زید بتصریح میزان الاعتدال و کاشف و حاشیہ کاشف صہ ۲۴۶ میزان اعتدال جلد اول
بشہادت یحیی بن معین و عثمان دارمی و ابن منکدر و اصبغ و قتیبہ و ہشام
و بخاری و ابو حاتم و ابن مدینی و نسائی ضعیف ہے اور یحیی نے کمالیس بشیء
اور ابن مدینی نے کہا کہ کل اولاد زید بن اسلم میں کوئی ثقہ و معتمد نہیں ہے پس
یہ شخص ہر طرح عموماً و خصوصاً ضعیف و لیس بشیء و غیر ثقہ قرار پایا جسکے کہ مولوی
عبد الحی ذہبی اپنی سعی مشکور میں اقرار کیا کہ تقی سبکی نے اقرار کیا ہے صہ ۳۸۶ سعی مشکور
کہ غفاری اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں انتہی باقی رہا زید بن
اسلم خادم خاص خلیفہ دوم جیسا کہ ازالۃ الخفاء میں ہے زید بن اسلم آزاد کردہ عمر بن خطاب صہ ۹۴۴ ازالۃ الخفاء
کہ آزاد کردہ عمر بن خطاب بود انم پس خود خادمیت خلیفہ دوم بے اعتبار
کے لیئے کافی ہے کہ اپنے آقائے نامدار کے لیے کیا کچھ بنایا ہوگا اور
حق نمک کیا کچھ ادا کیا ہوگا لیکن علاوہ اس وجہ کے میزان الاعتدال میں ہے صہ ۱۵۲ میزان الاعتدال جلد اول
کہ اہل مدینہ کو اسکے بارہ میں کلام ہے اور عبد اللہ بن عمر کہتے تھے کہ
قرآن کی تفسیر بالرائے کرتا ہے جسکے بارہ میں یہ روایت ہے جو شخص

تفسیر قرآن کرے اپنی رائے سے وہ کافر ہوا کما فی مدارج النبوۃ اور
تذہیب التہذیب مین ہے کہا مالک نے زید بن اسلم من تلقاء نفس حدیث
بیان کیا کرتا تہا اور مولوے حید علی نے بہی منتہے الکلام مین زید بن اسلم کے
روایت کو باوصف موافقت روایات صحیحین غیر معتمد قرار دیا چنانچہ کہا روایت
زید بن اسلم البتہ لائق احتجاج واعتقاد نخواہد بود پس نہین معلوم اہلسنت
ایسے شخص کی روایت اس امر مین کیونکر پیش کر سکتے ہین جو خلیفہ دوم کا
غلام اور غلام زادہ تہا کہ بوجہ تفسیر بالرائے کافر ہوا اور اپنی خواہش
نفسانی سے حدیثین گڑہا کرتا تہا پس یہ روایت بہی باطل ہوی اور موضوعات
اوسکی بخوبی ثابت ہوئی **تیسری روایت** بنقل ازالۃ العین عن اصابہ
کہا زبیر نے کہ بطن ام کلثوم سے زید و رقیہ پیدا ہوے ام کلثوم و زید نے
ساتہہ وفات کی انتہے **اولاً** اس روایت مین بہی کوی تصریح اسکی
نہین ہے کہ یہ ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام ہین کسی لفظ سے
اس روایت کے یہ امر ثابت نہین ہو سکتا اور سابقاً مذکور ہوا کہ ام کلثوم بنت
جرول خزاعی زوجہ خلیفہ دوم کے بطن سے بالاتفاق زید بن عمر پیدا ہوا تہا
پس معلوم ہوا کہ یہہ وہی ام کلثوم و زید ہے کہ بوجہ اشتراک نام حضرت
ام کلثوم علیہا السلام کیطرف نسبت ہوی جو باتفاق فریقین شریک
معرکہ کربلا ہوئین **ثانیاً** راوی اس روایت کا زبیر بن بکار ہے جسکا حال
سابقاً کلام جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ سے مذکور ہوا کہ دشمن جناب امیر تہا
علاوہ بران احمد بن علی سلیمانی نے اسکو منکر الحدیث کہا اور روضتین حدیث

ص ۸۲ منتہی الکلام

ص ۹۲ ازالۃ العین

صہ ۱۴۵ قلمی جلد اول

مین شمار کیا جیسا کہ میزان الاعتدال علامہ ذہبی مین ہے کہ یہہ روایت ہی
باطل ہوئی اور موضوعات زبیر بن بکار مین شامل اگر ایسے موضوعات
پر بنائے کار ہو تو اہل اسلام کا کہین ٹھکانا نہ رہیگا اور یہہ صنعت اس واضع
ناصبی کی کچھ ایسے ہی مقامون پر موقوف نہین ہے جس سے کسر شان اہلبیت
طاہرین ہو اور اعلائے مراتب فاروقی بلکہ خلیفہ اول کی زوجہ بی بی
عائشہ کی مان ام رومان کی بزرگی جتانے کے لیئے یہہ روایت بنائی
کہ جب ام رومان نے انتقال کیا تو سرور عالم جناب رسالت مآب اوسکی
قبر مین اترے اور دعائے مغفرت فرمائی اور کہا کہ جسکو حور العین کے
دیکھنے کا شوق ہو وہ ام رومان کو دیکھ لے چنانچہ یہہ روایت موضوع
اسدرجہ مشہور و معروف ہوے کہ اعاظم دین ائمہ اہلسنت نے مثل ابن السکن
اور خطیب بغدادی و ابو عمر صاحب استیعاب و قاضی عیاض و ابراہیم
ابن یوسف صاحب مطالع الانوار و ابو القاسم سہیلی و ابو الفتح اندلسی
و حافظ مزی و امام ذہبی و ابو سعید صلاح الدین وغیرہ نے صحیح بخاری کے
اوس حدیث افک پر اعتراض کرنا شروع کیا جسکا راوی مسروق ہے
ام رومان سے بربنیاد اسکے کہ ام رومان تو عہد رسول مین وفات کر چکی تھی
اور مسروق بعد وفات سرور کائنات آیا پھر ملاقات کیونکر ہوی جو روایت
کرے چونکہ صحیح بخاری پر الزام سخت آتا تھا کہ ایسی روایت منقطع درج صحیح
ہوی لہذا علامہ ابن حجر عسقلانی کو جوش آیا اور راز مخفی کو فاش کیا
اور ثابت کر دیا کہ یہہ حدیث محض غلط اور وضعیات زبیر بن بکار اور واقدی

واقدی سے ہے چنانچہ فتح الباری مین بعد نقل قول معتبر تعین فرمائی ہین
کہ بنیاد انکی اعتراضات کی واقدی اور زبیر بن بکار کے اس روایت پر ہے
کہ ام رومان نے سنہ ۶ ہجری مین وفات کیا حالانکہ بخاری نے تاریخ اوسط
و صغیر مین اس قول کے غلطی کیطرف اشارہ کیا ہے اور ابراہیم حربی نے
بیقین بیان کیا ہے کہ مسروق نے پندرہ برس کی سن مین بعہد خلافت
عمر ام رومان سے سماعت کی کیونکہ ولادت مسروق سال ہجرت مین ہے
اسی وجہ سے ابو نعیم اصبہانی نے کہا کہ ام رومان بعد وفات آنحضرت
زندہ رہی و رخطیب وغیرہ کا اعتراض بر بنیاد و قول واقدی و زبیر بن بکار کے
جو صحیح نہین کیونکہ روایت احمد مین عائشہ سے منقول ہے کہ جب آیہ تخییر نازل ہوئی
تو حضرت نے مجھسے ابتدا کی اور فرمایا کہ ایک بات مین تجھسے کہتا ہون مگر
اوسمین جلدی نہ کر تا جبتک اپنے باپ ابو بکر اور ماں ام رومان سے مشورہ
نہ لیلو اور صحیحین مین بھی یہ روایت ہے مگر ام رومان کا نام نہین ہے اور آیہ
تخییر سنہ ۹ مین نازل ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ جسوقت واقدی اور
زبیر بن بکار نے وفات بیان کی اوسوقت ام رومان نہین مرے بہرکیف
اس عبارت ملوانی سے معلوم ہوا کہ ابن حجر عسقلانی نے کسطرح واقدی
اور زبیر بن بکار والی روایت کو جسمین کمال فضیلت مادر بی بی عائشہ
باطل کیا اور ان دونون کی لغویت اور بے اعتمادی اور غلط بیانی
ثابت کی پس ایسے شخص کے یہہ روایت باوصف عداوت اہلبیت علیہم السلام
کیونکر نہ موضوع قرار پائیگی حالانکہ جن دلائل سے عسقلانی نے روایت

وفات ام رومان کو باطل کیا اونہین دلایل سے یہہ بہی باطل ہی مگر ناظرین
یہین سے سمجہ سکتے ہین کہ غلط قصے کسطرح مشہور ہو جاتے ہین کہ اتنے
اتنے اکابر علمانے ایسے موضوعات کی بنیاد پر صحیح بخاری کو مقدوح کیا
پس جہان فضیلت عمر اور توہین اہلبیت دونون غرضین شامل ہون وہان
ایسی وضعی روایت کا مشہور ہونا کون بڑی بات ہی ہای افسوس
صحیح بخاری کے برابر بہی اہلبیت نبوی ص کی قدر نہین جو کسیکو جوش آئے
اور ان وضاعین و کذابین کی پردہ دری کرے **چوتہی روایت**
بنقل ازالۃ الخفین از اصابہ ابوبشر دولابی نے بطریق ابن اسحق روایت کی ص ۹۲۰
کہ جب بیوہ ہوئین ام کلثوم بنت علی عمر سے الخ تا آخر روایت یہ ابن اسحق
وہ بزرگ ہین کہ اہلسنت کے یہان علم سیر و مغازی انہین پر موقوف ہے سعید
بن حجاج انکو امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہین مگر دیگر ائمہ دین اہلسنت ان کو
کذاب اور دجال بناتے ہین چنانچہ میزان الاعتدال مین ص ۲۸۸ سے ہے کہا ابوداود نے
کہ ابن اسحق قدری معتزلی ہے اور سلیمان تیمی نے کہا کہ کذاب ہے یعنے بہت
بڑا جہوٹا ہے ہشام بن عروہ نے کہا کذاب تہا یحیے بن سعید اور مالک
ابن اسحق کے بارے مین جرح کرتی تہے ابن ادریس سے روایت ہی کہ
مین نے امام مالک کے پاس بیٹہا تہا کہ کسیئے کہا ابن اسحق کہتا ہے علوم مالک ہمارے
پاس لاؤ کہ ہم اوسکے بیطا ہین مالک نے کہا وہ دجال ہی منجملہ دجالون کے
اسنتے کہا ابن عیینہ نے کہ مینے ابن اسحق کو مسجد خیف مین دیکہا پس مجہکو شرم
آئے کہ کوئی مجکو اوسکی پاس نہ دیکہے کہا یحیے نے تعجب ہے کہ ابن اسحق

اہل کتاب سے روایت کرتا ہے اور سفر جلیل کے روایت نہین مانتا کہا یحیے
قطان نے مین گواہی دیتا ہون کہ ابن اسحاق کذاب ہے کہا ورا ور دی نے کہ مین
صحبت ابن اسحاق مین بغرض تحصیل علوم رہتا تھا کہ ابن اسحاق کو پینک سے
آنکھ بیدار ہوکر کہا ابھی مینے خواب مین دیکھا کہ کوی مسجد مین آیا ہے اور اوسکے
ہاتھ مین رسی ہے ایک گدہے کی گردن مین ڈالکر کھینچتا ہوا لیجاتا ہے اس
خواب کے بیان کرنے کو تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک آدمی ہاتھ مین رسی لئے
ہوے آیا اور ابن اسحاق کی گردن مین ڈالکر بادشاہ کے پاس لیگیا
اور اسپر تازیانہ لگا دیگئے کہا محمد بن اسمعیل نے کہ خاص ابن اسحاق کے
ہزار روایتین ہین جنکو دوسرا کوی نہین روایت کرتا انتہے اور علامہ ابو الفتح
اندلسی عیون الاثر مین فرماتے ہین کہ یحیے قطان نے کبھی ابن اسحاق سے
روایت نکی اور امام مالک نے کہا ایک دجال ہے منجملہ دجالون کے اور ہشام
بن عروہ سے کسینی کہا کہ ابن اسحاق یہہ حدیث بیان کرتا ہے اوسپر ہشام نے
کہا کذب الخبیث خبیث جھوٹا ہے یہہ دشمن خدا کذاب میری زوجہ سے
روایت کرتا ہے بھلا کہان دیکھا اوسکو کہا مالک نے کہ ابن اسحاق کذاب ہے
الخ تا اخر عبارت طولانی عیون الاثر پس اگر ایسی دجال بلکہ خر دجال اور کذاب کے
روایت سے استدلال اہلسنت درست ہو تو لچھمن ورام کے قصون سے
اہل اسلام کیون نہ ملزم ہونگے اب یہان سے اوس حدیث کی بھی بخوبی
تصدیق ہوگئی جسکو آنحضرت نے فرمایا کہ جب دجال خروج کریگا تو مجھمین عثمان
اوسکی متابعت کرینگے جیسا کہ میزان الاعتدال اور معنی اور لسان المیزان مین

میزان اعتدال جلد اول صفحہ ۱۵۳ ترجمہ زید بن وہب

ف ابن اسحق کذاب ہے

ف خواب ابن اسحق کذاب

ہے اور ذہبی اور حافظ ابن حجر نے اوسکی تصحیح کی ہے کیونکہ اس دجال یعنے
ابن اسحق کی روایت کو دو ستد اران عمر و عثمان کس بشاشت سے قبول کرتے ہین
اور اہلحق یعنے شیعہ کے روبرو پیش کرتے ہین امر حق کو کسیطرح نہین مانتے
اور اس دجال کذاب کے پیروی پر اڑے ہین بہرکیف مولوی حیدر علی کے
اوس فقرہ کا بخوبی جواب ہوگیا جو رواۃ شیعہ کے بارہین نقل کیا تہا کہ بروایات
چندے از ابالسہ و دجاجلہ کہ نقیض این احادیث ست حوالہ می کنند کیونکہ خود
انہین حضرات کی روات دجال بلکہ خر دجال قرار پای پانچوین روایت
منقول از ازالۃ الغین از اصابہ عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ جہر بالتعین
مضمون وہی ہے جو عبدالرحمن بن زید بن اسلم کی روایت کا مضمون ہے بہرکیف
یہہ عطاء خراسانی عقیلی کے نزدیک ضعفا مین ہے اور کذاب و مفتری
بہی ابن حبان نے بہی ضعفا مین شمار کیا ہے اور اوسکی روایات سے استدلال
کرنیکو باطل قرار دیا ہے اور بخاری نے اوسکی روایات کو مقلوب الاسانید
کہا جیسا کہ میزان الاعتدال ذہبی مین ہے اور انساب سمعانی مین ہے
کہ ردی الحفظ تہا وہم و خطا و خلل مین گرفتار تہا اوسکی روایات سے
استدلال کرنا باطل ہے انتہے پس ایسے ضعیف و کاذب و مفتری کی روایت
مقلوب الاسانید سے بمقابلہ اہلحق استدلال کرنا کیونکر زیبا ہے کہ خود ان
اکابر نے اوسکی روایات کو باطل کردیا والحمد للہ وکفی اللہ المومنین القتال چھٹی
روایت ازالۃ الغین مین ہے نورالدین حسینی از رئیس المحدثین یعنے
دارقطنی روایت مینماید کہ ابوحنیفہ در مدینہ بشرف خدمت امام باقر

صفحہ ۱۰ سطر ۱۰ منقول ہوا

ف جواب عبارت مولوی حیدر علی

ص ۸ ورق قلمی ج ۲

ص ۹۲۹

مشرف شدند در وقتے کہ باشندگان کوفہ را بسوے خود راہ نمیدادند انہا را بخود
خود نمی نشانید ابو حنیفہ گوید کہ من مطلب امام را فہمیدم و بسوی آنجناب
نشستم و گفتم کہ در حق ابو بکر و عمر چہ میفرمائی فرمود کہ خدا رحمت کند بر ایشان
عرض کردم کہ اہل کوفہ میگویند کہ تو از شنیدن بیزاری فرمود کہ بر رب کعبہ قسم میخورم
کہ آنہا بر من افترا می کنند ایا تو نمیدانی کہ حضرت علی بن ابیطالب دختر خود را کہ نام
او ام کلثوم بود از بطن مبارک حضرت فاطمہ زہرا پیدا شد بنکاح عمر داد جد او
حضرت پیغمبر خاتم المرسلین ست و جدہ او حضرت خدیجہ کبرے سیدہ
اہل الجنۃ و برادرانش حسن و حسین سرداران اہل بہشت و عم او حمزہ و جعفر بن ابیطالب
اگر علی مرتضے عمر بن الخطاب را مستحق تزویج نمیدانست زنہار دختر خود را
کہ حالش دانستے بنکاح عمر نمی سپرد ابو حنیفہ میگوید کہ بعد ازین عرض کردم کہ
کاش این مضمون را باہل عراق در مکتوبے می نوشتے تا ایشان را معلوم می شد
کہ تو ازین تہمت مبرا ہستی فرمود کہ اہل عراق اطاعت نمیکنند ترا گفتم کہ
نزد من بنشین برگفتہ من عمل نکردی انہا کہ سزاے شریعت می تابند سخن مرا کے
گوش میکنند انتہے **اقول** اما لاس نقل سے مولوی صاحب کی نور الدین حسینے
سے بخوبی شاہ صاحب کی اوس اتہام کی حالت ظاہر ہوئی جو تحفہ مین
اس روایت کے نسبت کتب شیعہ کی طرف کی اور کوی نام اوس کتاب کا
یا راوی کا بہی نہ لکہا کیونکہ اگر کہیں اصلیت اسکی شیعونکی کسی کتاب مین ہوتے
تو کبہی مولوی صاحب اس روایت کو اپنے یہان کی روایت نہ بتاتی چونکہ تحفہ کے
جواب مین شاہ صاحب کی حرفت اس بارہین بخوبی ظاہر کی گئی ہے لہذا مولوی صاحب

نے اودہر اسکی نسبت نہ کی اور بخوف تفضیح اپنے ہی مفتریون کے سر مڑھا
خیر شکر خدا کہ مولویصاحب کی بدولت اس افترا سے نجاۃ ملی ثانیاً موضوعیت
اس روایت کی ہر ہر لفظ سے تو اس ہداہت سے ظاہر ہے کہ کسی عاقل کو ذرا تامل
بھی نہو کا بفور سماعت اسکے موضوعیت کا حکم لگا دیگا ثالثاً خلاف روایات
مذکورۃ الصدر ہے جسمین انکار اور اعتذار جناب امیر اور ناراضی حضرت کی
یقیناً مذکور ہے مگر ہم ان امور سے قطع نظر کرکے اصل روایت اور سند کے
حالت بیان کرتے ہین کیونکہ ناقل اس روایت کے نورالدین حسینی ہین جو
مشہور بہ سید سمہودی ہین جنکے تصانیف سے تاریخ مدینہ اور جواہر العقدین
ہے فاضل رشید انکی ثنا مین فرماتے ہین ماکتاب جواہر العقدین را میدانیم
و مصنف ازانمی شناسیم ذکر او بقسم مجہولین بجز از اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد
پس مولویصاحب کی خدمت مین ہم بھی یہی مضمون بلاغت مشحون
فاضل رشید ادا کرتے ہین عطائے تو بہ لقائے تو کہ ایسے مجہولین سے
استناد خصوصاً مقابلہ اہلحق بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد باقی رہے
نقال اول یعنے رئیس المحدثین دارقطنی جنسے سید سمہودی نے نقل کیا
پس انکے بارہ مین زیادہ کد کرنیکے ضرورت نہین ہے یہان صرف عبارت
سعی مشکور پر کفایت کیجاتی ہے کیونکہ مولوی محمد بشیر تضعیف حدیث
من زار قبری مین فرماتے ہین کہ اس حدیث کو کسینے حفاظ مشہورین سے
صحیح نہ جانا اور ائمہ محققین نے اسپر اعتماد کیا بلکہ فقط امثال دارقطنی نے
روایت کیا ہے جو اپنی کتاب مین غرائب سنن کو روایت کرتا ہے

سید سمہودی

دارقطنی

ص ۳۳

اور بہت سی روایات منکرہ اور موضوعہ اوسمین بہرتا ہے اور بعض جگہ
علتہ حدیث اور سبب ضعف وانکار بیان کرتا ہے انتہے مولوی عبدالحی
بجواب اسکی فرماتے ہین کہ اس سے موضوع اور ضعیف وہی ہونا اس روایت کا
لازم نہین پس کچھہ ضرور نہین کہ جو روایتین اسمین ہون وہ سب ساقط ہو جائین
تا آخر تقریرہ پس اس سوال وجواب اہل حدیث وحنفی سے دار قطنی کا
جامع غرائب سنن ومخرج روایات منکرہ وموضوعہ ہونا ثابت ہوا کیونکہ
مولوی عبدالحی نے جرح دار قطنی کو قبول کیا گو ایک روایت خاص
من زار قبری مین دوسرے خصوصیات سے وہ حکم عام کتاب دار قطنی نہ
جاری ہو مگر اصل کتاب کا مجموعہ غرائب سنن وموضوعات ومنکرات
ہونا بخوبی ثابت ہوا حالانکہ بنص امام ذہبی لفظ منکر الحدیث مثل الفاظ
دجال وکذاب ووضاع وغیرہ اردء عبارات جرح سے ہے کما فی مقدمہ
میزان الاعتدال بہرکیف اگر مولوی صاحب روایت ابوحنیفہ کو دربارہ
عقد جسے دار قطنی نے نقل کیا مثل روایت من زار قبری کے عیوب
موضوعیت ومنکریت سے خالص کرینگے تو دیکھا جائیگا ابھی تو حکم بن اعتمادی
اوسپر جاری ہے اور کیونکر نہ جاری ہو کہ خود شاہ عبدالعزیز صاحب
نے بے اعتمادی اوسکی ظاہر کردی ہے چنانچہ فاضل رشید شوکت عزیزی مین
فرماتے ہین صاحب تحفہ در رسالہ اصول حدیث میفرماید طبقہ ثالثہ اتحاد
جماعۃ از علمائے متقدمین بر زیان بخاری ومسلم یا معاصرین انہا
یا لاحقین بانہا در تصانیف خود روایت کردہ اند وکتب آنہا بشہرت و

وقبول در طبقہ اولے وثانیہ نرسیدہ ورجال آن کتب موصوف بعدالت اند
و بعضے مستور و بعضے مجہول واکثر آن احادیث معمول بہ نزد فقہا نہ شدہ اند
بلکہ اجماع برخلاف آن منعقد شدہ واسامی آن کتب اینست مسند دارمی
مسند ابی یعلی موصلی مسند عبد بن حمید سنن دار قطنی الخ پس کتاب سنن دار قطنی
کا مجموعہ روایات مستورین وغیر عادلین ومجہولین ہونا مسلم ہوا اور خود دار قطنی
کی بھی عظمت تحقیق بخوبی معلوم ہوگئی پس کیا تماشا ہے کہ اپنی خانہ جنگی اور
تحقیقات واقعی مین تو روایات دار قطنی کو موضوعات ومنکرات سے قرار دین
اور خلاف اجماعیات بتائین اور شیعون کے سامنے اس بشاشت
اور مسرت سے اوسکے موضوعات کو پیش کرین سبحانک ھذا شیء عجیب
**باقی** رہے راوی اول اس روایت کے اہلسنت کے امام اعظم ابوحنیفہ نعمانی
پس سبحان کیا مجال جو اونکی شان والا مین کچھ کہہ سکون ابھی اونکی امت
حنفی اوگ سر کھائینگے دماغ چاٹ جائینگے مگر چونکہ تحقیق روایت کا واسطہ ہے
گو بم مشکل وگرنہ گویم مشکل ہان چند شہادتین بڑے بڑے ائمہ دین اہلسنت
کی اونکے بارہمین حصہ اول ذوالفقار حیدری مین لکھ چکا ہون وہین کیطرف
اشارہ کافی ہے جسکے بعد کسی عاقل دیندار کو انکی روایت پر اعتبار نہین ہو سکتا
اور اگر اہلسنت اون عام شہادتون کو نہ مانین اور اپنے بڑے بڑے پیشوایان
دین کے گواہیون کی نہ سماعت فرمائین تو بمجبوری اور چند شہادتین
یہان لکھتا ہون جنکو اصول فن حدیث سے خاص تعلق ہے اور حدیث
کی صحت وسقم کا اوسپر مدار ہے پس واضح ہو کہ انکی ابتدائے سوانح

ص ۱۶۹ تا ۱۷۲ ذوالفقار حیدری حصہ اول

عمری ہین بھی اہلسنت کو اختلاف عظیم لاحق ہے کوئی انکو کابلیونکی نسل
سے بتاتا ہے کوئی عجم سے کوئی نسل عرب سے کہتا ہے مگر اکابر علماے
اہلسنت مثل امام فخر رازی محقق دہلوی وغیرہ کے ناقل ہین کہ ابوحنیفہ
غلام زادہ تھے آزاد و احرار سے نہ تھے چنانچہ انکا نسل عجم سے ہونیکی
اسی امر کی دلیل ہے انکے دادا زوطی نام کی نسبت موخون کا بیان ہے
کہ کابل سے گرفتار ہوکر آئے اور قبیلہ بنی تیم کے کسی عورت کی غلام رہے
بعض ہوا خواہون نے اسکا بھی دعوے کیا ہے کہ غلام زادہ نہ تھی اور سند
مین اسکے خود انکے پوتے اسمعیل کا قول نقل کیا ہے جسکی بے اعتباری
ایسی ہے کہ محتاج برہان نہین بعضون نے یہانتک ترقی کی کہ انکو
نسل عرب مین داخل کردیا جسکی بدولت غیر غیر لوگون کو انکا دادا پردادا
بنانا پڑا مگر جب اسکی خرابی پر تنبہ ہوا تو خود انہین لوگون نے تردید کرکے
عجمی النسل ہونا انکا ثابت کیا بہرکیف چونکہ امام فخر رازی نے انکے اس
غلام زادگی کو دلایل فضیلت امام شافعی مین پیش کیا ہے اور اسوجہ سے
بھی امام ابوحنیفہ کو اونسے مرجوح کیا لہذا اسقدر حوالہ قلم ہوا ورنہ
زیادہ بحث اس سے فضول ہے کیونکہ اکثر ائمہ اہلسنت ایسے ہی انکو نہین
رنگ ہوی ہین اور انکے پیشہ کی نسبت صاف صاف یہ نہین کہا جاتا کہ جولاہے
بلکہ کہا جاتا ہے کہ خزاز انکا پیشہ آبائی تھا یعنی خز جو ایک قسم کا کپڑا ہے
اوسکو بنتے تھے اور اوسکی تجارت کرتے تھے جیسی نہارس وغیرہ کے
جولاہے زربفت مشروع بنتے ہین شاید یہی وجہ ہے کہ جولاہہ دہیے

فی سوانح عمری ابوحنیفہ

فی ذات ابوحنیفہ

سیرۃ النعمان مولفہ شبلی صفحہ ۱۰

سیرۃ النعمان صفحہ ۱۰

فی پیشہ ابوحنیفہ

سیرۃ النعمان صفحہ ۲۰

دیگر اقوام زیادہ تر انکے پیرو و مقلد ہین الجنس یمیل الی الجنس کیونکہ ہمجنس
کیطرف میل کرنا امر فطری ہے انکی ابتدائے تحصیل علم کے متعلق علامہ
خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابو حنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا
ابو حنیفہ نے جب مجھ مین شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت
کرنا شروع کیا کسیسے کہا علم قرآن سیکھو ہمنے فائدہ پوچھا تو لوگون نے
کہا کہ جب قرآن سیکہ لوگے تو مسجد مین بیٹھکر لڑکون کو تعلیم کروگے کچھ دنون بعد
کوئی لڑکا تمسے زیادہ یا تمہارے برابر حافظ ہوگا ساری ریاست تمہاری
جاتی رہیگی تب ہمنے کہا کہ علم حدیث حاصل کرین اور ایسی حافظہ حدیث بنین
کہ دنیا مین ہمارے برابر کوئی حافظ نہو لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑاپے مین
مبتلائے اغلاط ہوگے آخر تمکو لوگ کاذب کہکر بدر کرینگے تو ہمنے (ابو حنیفہ)
کہا ایسے علم کی مجھے حاجت نہین **اچھا علم نحو** سیکھین لوگون نے کہا
تب معلم بنوگے منتہائے آمدنی تمہاری دو دینار یا تین دینار ہوگی تب کہا
کہ فن شعر مین مہارت پیدا کرین لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسیکی تمنی مدح کی
اور اوسنے کچھہ دیا تو خیر ورنہ تم ہجو کہوگے اور پارسا عورتون پر تہمت لگاؤگے
تب ہمنے کہا کہ علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا آخر نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر و
زندقہ کا تمپر الزام لگایا جائیگا آخر قتل ہوگے اور اگر بچ گئے تو ہمیشہ مغموم
و ملوم رہوگے تب ہمنے کہا علم فقہ حاصل کرین لوگون نے کہا تب تمام لوگ جاؤ
لوگ تمسے فتوی لینگے قاضی بنینگے تو ہمنے ابو حنیفہ کہا کل علوم مین علم فقہ سے زیادہ
نفع کا کوئی علم نہین بس ہمنے علم فقہ سیکھنا شروع کیا یہانتک کہ سیکھا تمام ہوا

فی ابتدای تحصیل علم ابو حنیفہ

کلام ابو حنیفہ مختار مختصر تاریخ بغداد ہے مولوی محمد شبلی نعمانی نے
بھی اپنی سیرۃ النعمان مین اس روایت کو کچھ کتر بیونت کر بطور اختصار
لکھا ہے مگر اوسکے غلط ہونیکا ہی دعوے کرتے ہین کہ کہتے ہین کہ ماما
جور یمارک امام صاحب کیطرف منسوب کیے ہین ایسی جاہلانہ ریمارک ہین
کہ ایک معمولی آدمی کیطرف بھی نسبت نہین کیجا سکتی اس روایت کو صحیح
مانین تو ماننا پڑیگا کہ حدیث و کلام کیطرف امام ابو حنیفہ نے توجہ ہی نہین کی
حالانکہ ان فنون مین امام ابو حنیفہ کا جو پایہ ہے اوس سے کون انکار
کرسکتا ہے افسوس ہے کہ اس معترض نے مطلقا
اسکا خیال نہین کیا کہ یہہ اعتراض اس روایت پر کس اصول کے مطابق
ہے کیونکہ روایت کی غلطی یا از راہ سلسلہ کیجاتی ہے یا از راہ درایت سلسلہ
مین تو کوئی عذر ہی نہین کیونکہ علامہ خطیب بغداد اپنی تاریخ مین مسلسل بسند
یہہ روایت لکھتے ہین اور اس تاریخ کا یہہ مرتبہ ہے کہ جناب رسالتمآب
اسکی سماعت کو تشریف لاتے تھے کما فی بستان المحدثین لشاہ عبد العزیز
باقی رہا دوسرا اصول یعنی درایت کی راہ سے پس جب خود اسکو بڑے
فخر سے بیان کرتے ہین کہ ابو حنیفہ نے حسب تقاضائے سلطنت تمدن
مسائل کو سہل کیا اور سلطنت کے ایک رکن قرار پائے اور پیشہ
تجارت کے بعد تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوے تو کس عاقل کو تامل ہوسکتا ہے
کہ ایسا آدمی ضرور اعلے درجہ کے پر نفع علم کیطرف متوجہ ہوگا جسکے منافع
بہ نسبت تجارت کے زیادہ ہون کہ وہ علم فقہ ہے جسکی بدولت کیا کچھ نفع

نہ ملا اور فائز برام ہوے سوائے اسکے جس دنیاوی خیال سے امام
ابو حنیفہ نے ان علوم کے نفع وضرر کو بیان کئے ہین ایسے بدیہی ہین
کہ کسیکو اوسمین تامل نہین ہو سکتا پس ایسے بدیہی نفع ونقصان دکھانیوالے
کو جاہل کہنا سراسر حیرت خیز ہے **باقی** رہا ابو حنیفہ کا بے بہرہ ہونا علم کلام
وعلم حدیث سے پس ایسا مسلم ہے کہ کسیکو عذر ہی نہین کیونکہ اہلسنت کے یہان
اصلی اوستاد علم کلام کے معتزلہ ہین مگر جیسے اشاعرہ کا مذہب قائم ہوا
تو اب تین اوستاد مانے جاتے ہین ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی
حنابلہ ابو حنیفہ کو کیسے بھی اس فن کا اوستا نہین جانا ہے **باقی** رہا علم حدیث
پس حقیقت یہ ہے کہ ابو حنیفہ کو بہ نسبت کل علوم کے زیادہ تر نفرت اسی
علم سے تھی بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات وتہذیب الاسماء چار صحابی
جناب رسالت مآب کے انکے زمانہ مین موجود تھے مگر کسی سے کوئی حدیث
کی روایت نہین کی مولوی شبلی صاحب نے بھی اقرار کیا ہے پس اس سے
بڑھکر انکے کمارہ کشتی کی دلیل علم حدیث سے کیا ہو سکتی ہے اور لسان المیزان
مین امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اوسکا اوستاد ابو حنیفہ
مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبریٰ
مین نقل کیا ہے کہ حنفیونکی کتابین مثل فروخ کے مشک کے ہین
کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا لیتے ہین مگر دراصل سب
مسائل انکے خلاف ہین از نیجاست کہ بیہ امام اہلسنت اکثر احادیث
بنوی کے بارہین حکم دیتے تھے کہ اسکو خنزیر یعنے سور کی دم سے

۵۱ معیار الحق صفحہ ۱۰ لاہور

۵۱ عمارۃ المساجد مولوی محمد سعید صہ ۱۹

چھیل ڈالو اور خلیفہ دوم کے بعض احکام کو ہذیان مجنون بتاتے تھے
کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد ہان بعض ہواخواہون نے جیساکہ انکی
تابعین سے ہونیکا دعوے کیا ہے اوسیطرح بعض صحابی سے بسندانکے
روایتین بہی نقل کین تاانیکہ ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی نے دفعیہ عار
جہل علم حدیث کے لیئے ابوحنیفہ کے پانچ سوچوبیس برس مرنیکے بعد
سنہ ۶۶۵ کے قریب قریب ایک مسند تیار کیا جسمین چند اور مسندون کا
نام بہی بتایا ہے حالانکہ کہین اونکا پتہ نہین آخر خود انہین لوگون نے
فیصلہ کردیا کہ محض جعلی کارروای یارون کی حرفت بازی ہے
نتیجہ اس ہواخواہی کا یہ ہوا کہ جس عیب سے بچنے کے لئے امام صاحب سے
علم حدیث سے گریز کیا تہا اون بدخواہون کی بدولت اونہین جرموں
مجرم اور اونہین الزامون کے ملزم قرار پائے شعر دشمن دانا کہ بی جان بود
بہتر از ان دوست کہ نادان بود بہت صحیح ہے مین اپنے دعوے کی تصدیق
مین چند شہادتین ائمہ عدول اہلسنت کی پیش کرتا ہون علامہ ذہبی
جنکو شاہ عبدالعزیز صاحب امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال
مین لکہتے ہین نعمان بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ کوفی امام اہل الرای
کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اسیطرح ابن عدی وغیرہ نے
بلکہ اوسی میزان مین ہے اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت ابوحنیفہ
کو کہا ابن عدی نے کہ تینون ضعیف ہین سہ پشتی ضعف اسیکو کہتے ہین
علامہ عبدالروف مناوی اپنے فیض قدیر مین جہان اس حدیث

فضائل اہل بیت و مناقب
عبدالرؤف مناوی
خلاصۃ الاثر فی اعیان
القرن الحادی عشر
صاحب ہم مصنفہ محدثین
فضل اللہ محی بن طاہر
دہلوی کہ امام کبیر جن
وہابیت قدوہ صاحب
نصاریت بیرو اہل
ام عصر خود و لاریب ہو
اور الیہ فاضل وزراء
دعا بدوقات وفاتح قد تصنیف
وکثیر النفع ومنتشر بین
علم وصایرہ وصارف سے
سر علوم واصطلاحات انواع
باوصف اعتماد اظہار انواع
وبیان اقسام کہ استدلال
سر کیلئے اوکو معاندین
چلوہ جمع وا وجود
اصول معتبرہ
رسالہ
اعادیث
کتاب

اذا طلعت الثریا من الربیع من العاهۃ کے ضعیف ہونے کی وجہین بیان
کی ہین اور ہین لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا ایک شعیب ہی جسکو ذہبی نے
ضعفا مین شمار کیا ہے اور ایک راوی اسکے نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ)
ہین جسے ذہبی نے ضعیفون مین گنا ہے اور ابن عدی کہتے ہین کہ کل
روایتین انکی غلطی اور تصحیف و زیادات سے مملو ہین اور علامہ ابن جوزی
نے کتاب منتظم مین لکھا ہی کہ کہا سعید بن ابی مریم نے کہ یحیے بن سعید سے
ابو حنیفہ کو پوچھا تو یحیے نے کہا حدیثین اوسکی لکھی نہ جائین قابل نقل
نہین اور عبد اللہ بن علی نے عبد اللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ کو
از حد ضعیف جانا کیونکہ ابو حنیفہ نے کل پچاس حدیثین روایت کین اور
سبھون مین خطا کی اور ابی حفص عمرو بن علی سے روایت ہی کہ کہا ابو حنیفہ
حافظ نہین ہی مضطرب الحدیث اور واہی الحدیث ہی ابو بکر بن ابی
داؤد نے کہا کہ کل یکصد و پنجاہ حدیثین ابو حنیفہ نے روایت کین
سبھونمین خطا کی یا کہا کہ نصف روایتین غلط ہین انتہے اور امام بخاری
حمیدی سے ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ گیا تو حجامت
بنانے والے سے تین سنتین سیکھین کیونکہ جب حجامت کے لیے ہم بیٹھے
تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو بعد اوسکے داہنی طرف سے حجامت بنانا شروع کیا
اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی کہا حمیدی نے کہ ہو شخص ایسا ہو
کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے نہ واقف ہو کہ حجام سے سیکھے کا
محتاج ہوا اوسکی تقلید احکام خدا میراث و فرائض و زکوۃ و صلوۃ و دیگر امور

اسلام مین کیونکر کی جا سکتی ہے اور امام فخر الدین رازی رسالہ ترجیح مذاہب
شافعی مین فرماتے ہین کہ بخاری ابو حنیفہ کو ضعفا مین شمار کرتے تھے اور
امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کی نہ رائے ہی نہ حدیث بلکہ تاریخ صغیر
بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا قراری نے ہم سفیان کے پاس
تھے کہ خبر مرگ ابو حنیفہ آئی اوسپر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑہ ٹکڑہ
کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا پس جب
ایسے ایسے ائمہ دین اہلسنت اور ارکان شرع متین انکے ضعف اور نا قابلیت
اور عدم صحت روایت پر ابو حنیفہ کی نص قطعی کرین اور اتنی جماعت کثیر محدثین
محققین متفق اللفظ انکی روایت کے باطل ہونے پر شہادت دین تو کون ایسا
مسلمان ہے جو انکی روایت پر اعتماد کر سکتا ہے بالخصوص اس روایت مین
جس ہی ہمکو بحث ہے یعنی روایت عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے
باریمین تو پرلے پرابر بھی انکی صداقت نہین مانے جا سکتے کیونکہ خود
اصل روایت ہی سے انکی مخالفت امام کے ساتھ ظاہر ہے کہ امام زمان
منع کرتے ہین تو ہمارے پاس نہ آنا مگر یہہ عدول حکمی کرتے ہین اور کسیطرح
حکم امام نہین مانتے اور دربار امام مین چلے جاتے ہین گو امام علیہ السلام
مصلحۃ للوقت یا بخوف فتنہ و فساد کان پکڑوا کر نکلوا تو ندیا مگر غیظ و غضب اپنا
ظاہر فرمایا اور کہدیا کہ تو ہی انہین اہل کوفہ سے ہے جنہوں نے احکام شریعت
سے سرتابی کی ہے تجھے منع کیا کہ میرے پاس نہ آ مگر چلا آیا پس جس شخص کو
رد بر امام علیہ السلام کے یہہ جرات ہو اوسکے نزدیک امام پر اتہام لگانا

اور افترا جوڑنا کیا مشکل ہے چنانچہ یہی ابو حنیفہ نے جنکو اسکا دعوی ہے
کہ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین اور مرید ان انکے اس شاگرد
و تلمذ کو بڑے فخر سے لکھتے ہین ابھی جو مخالفت امام کی وہ معلوم ہوے
اب اونکی سلوک کو اپنے مرشد زادہ اور محسن زادہ محسن تمام عالم جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام ابن جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ملاحظہ
فرمائیے کہ قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابو حنیفہ
مین لکھتے ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے
کہلا بھیجا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر مفتون
اور گرویدہ ہو رہے ہین تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت
و دشوار ہون تاکہ امام اوسکے جواب سے عاجز ہون پس مینے حسب الحکم
خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کیے اور منصور خلیفہ کے پاس بمقام
حیرہ بھیجدیا خلیفہ نے مجھے بلا بھیجا جب گیا تو دیکھا کہ منصور خلیفہ سریر خلافت پر بیٹھا ہے
اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بھی داہنے طرف خلیفہ کے رونق افروز
ہین امام علیہ السلام کے مشاہدہ سے وہ ہیبت اور رعب میرے دل مین
معلوم ہوا کہ منصور خلیفہ کا بھی یہ دبدبہ کبھی نہ معلوم ہوا تھا حسب الحکم خلیفہ
مین بیٹھ گیا تو منصور امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوا اور کہا
کہ یا ابا عبد اللہ یہ ابو حنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون
تب منصور خلیفہ نے کہا اے ابو حنیفہ پوچھو انسے اون مسائل کو جسے
منتخب کیا ہے پس جسنے سوال کرنا شروع کیا حضرت امام علیہ السلام

ص ۱۹۰ اخبار الطوال
ابو حنیفہ و فضل
فی استقصاء الآثار
و مبشرات الانوار
ص ۲۶۲

ہر مسئلہ کا ایسا مسکت جواب فرماتے تھے کہ مین لاجواب ہو جاتا تھا
یہانتک کہ چالیسون سوال کا جواب دیا اسیوجہ سے مین کہتا ہون کہ
امام جعفر صادق علیہ السلام اعلم ناس ہین باختلاف فقہا اور سب
سے زیادہ فقیہ ہین انتے **ناظرین** کو اس روایت سے جسکو اتنے بڑے
خیر خواہ بلکہ محسن ابو حنیفہ نے لکھا ہے اخلاص و محبت ابو حنیفہ کا حال
بہ نسبت حضرات اہلبیت طاہرین بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا اور سلطنت کے
مخالفت امام سے اور ابو حنیفہ کا لگاؤ سلطنت کے ساتھ اور خاندان
رسالت سے اپنی علیحدگی جتانا خلیفہ وقت کے نزدیک جس سے خلیفہ نے
جانا کہ جناب امام علیہ السلام ابو حنیفہ کو پہچانتے بھی نہونگے اسیوجہ سے
ظاہر کیا کہ یہ ابو حنیفہ ہے اور فرزند رسول کا صبر و تحمل اور خوش اخلاقی
سے کام لینا کہ اتنا ہی نہ فرمایا ہمارے ہی خاندان کا تعلیم یافتہ ہے
یہ کل امور ایسے بدیہی ہین ہر شخص اس روایت کے دیکھنے سے سمجھ سکتا ہے
پس جس شخص کی ہمت علیا بمخاطر خلیفہ عباسی تذلیل و تحقیر فرزند رسول
امام جناب امام ہمام علیہ السلام پر ایسے منہمک ہو کہ دربار عام مین حضرت کو
لاجواب کرکے عیاذاً باللہ عوام پر جہالت حضرت کی ثابت کرنا چاہے اور
اونکی گرویدگی و حسن عقیدت کو مٹانا چاہے تو اوسکے نزدیک امام پر
اتہام لگانا کون بڑی بات ہے خصوصاً ایسے ایسے امراء خلفاء و اعدائے
اہلبیت طاہرین علیہم السلام کی خوشامد مین جنسے ہزار ہا روپیہ انعام
پاتے تھے اور جنکو ہمیشہ توہین اہلبیت طاہرین اور اظہار فضائل مصنوعہ

خلفائے ثلثہ خصوصًا خلیفہ دوم کی فکرین رہتی ہون اور انواع مکر وحیلہ
سے اسکے اشاعت اور شہرت مین سرگرم رہتے ہون پس گو اب اس
روایت کے بعد کہ ابو حنیفہ نے دربار عام مین اپنے محسن زادہ فرزند رسول
کے ساتھ یہہ برتاو کیا بلکہ جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کے ساتھ بھی حضرت
کے عالم صغر سنی مین یعنی پنج شش سالگی مین بھی سلوک کیا اور جواب دندان شکن
پاکر خود ذلیل ہوا اسکا موقع نہین رہا کہ انکے مخالفات کو اصحاب امام کے ساتھہ
بیان کرین مگر چونکہ ظرافت آمیز ہے اور اوس مخالفت امام کی زیادہ تر
تائید ہوتی ہے لہذا ایک لطیفہ بیان کرتا ہون کہ ایک روز ابو حنیفہ اور
مومن الطاق علیہ الرحمہ سے جو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
کے تھے مسئلہ رجعت مین مباحثہ ہوا ابو حنیفہ کچھہ مونہہ آئے اور کہا کہ تم لوگون
کے عقیدہ کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کئے جائینگے اور ہر ایک پر قتل و
قصاص جاری ہوگا پس تم سے اشرفیان اسوقت ہمکو قرض دو رجعت مین
ہمسے لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے کہا ہان مگر ہمکو یہہ کیونکر معلوم
ہوگا کہ تم کس صورت مین مبعوث ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تمسے روپیہ وصول
کرینگے اگر اسکے اطمینان ہوجائے تو ہم قرض دینے کو حاضر ہین ابو حنیفہ
اس جواب سے شرمندہ ہوکر ساکت ہوئے علے ہذا القیاس ہزارون مکالمے
ہین جنمین ظاہر بظاہر عداوت و بغض و عناد اہلبیت کے ساتھہ ابو حنیفہ نے
ظاہر کئے ہین پس ایسے شخص کی روایت کیونکر قابل اعتبار ہوسکتی ہے نہایت
قابل حیرت یہہ امر ہے کہ باوصفیکہ حضرات اہلسنت فضائل و مناقب

علوم و کمالات اہلبیت طاہرین ع کے مقر ہین حتی کہ اس شاگردی کو ابو حنیفہ
کے بڑے فخر و مباہات سے بیان کرتے ہین کہ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے
شاگرد تھے با اینہمہ نہ معلوم انکو امام اعظم کا خطاب کیونکر ملا اور امام مالک جو
انکے اوستاد تھے اس شرف سے کیون محروم ہوے شاید اسکے یہہ وجہ ہو
کہ جس خلیفہ یا عالم کو قران و رسول ص و اہلبیت سے زیادہ علاقہ گی رہی وہی اعظم
بنایا گیا چنانچہ خلیفہ دوم جنھونے سیکڑون مسائل مین خود رائی کر کے
خلاف حکم خدا و رسول اپنے قیاس و رائے سے احکام جاری کئے جنکو اصول
اجتہادات ائمہ اربعہ کہتے ہین اور مذہب فاروقی کہا جاتا ہے اونکو فاروق
اعظم کا خطاب ملا ابو حنیفہ نے جو بہ نسبت بقیہ ائمہ اربعہ کے بالکل قرآن و حدیث
و اہلبیت کے مخالفت کر کے اپنے قیاس و رائے سے حسب خواہ سلاطین
وقت احکام جاری کئے تو امام اعظم بنے چنانچہ دیکھے معاویہ و یزید و ہارون رشید
وغیرہ جو اپنی ماں بہن پھوپھی کے ساتھ مرتکب فعل شنیع ہوے اونکے لئے
یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنے محرمات شرعیہ کے ساتھ بلفظ حریر مرتکب حرام ہو
تو جائز ہے فرق اتنا ہوا کہ نام بردگان بلا پردہ مرتکب ہوے اس امام اعظم
نے ایک پردہ شرعی قائم کر دیا طرہ یہ کہ اختراع کیا کہ اگر اپنی ماں بہن
کے ساتھ نکاح کرلے تو کسیطرح اوسپر حد نہین جاری ہو گی اور چونکہ
خلفاے بنی عباسیہ کے زمانہ مین عورتون کے ساتھ لواطہ کرنا رائج تھا اسواسطے محدثین اہلسنت نے یہ روایت بنائی کہ آیہ لمساو کہ حرمت کی
اسی بارہ مین نازل ہوا کہ عورتون کے دبر مین جماع کرو جسکی قباحت پر

سیرۃ النعمان ۱

نافع

ہدایہ جلد اول ۲ صفحہ ۲۹۶

متنبہ ہوکر اخیر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکالدیا چنانچہ سابقاً
مذکور ہوا مگر امام ابوحنیفہ نے عام فتوی دیدیا کہ عورتون کے ساتھ لواطہ جائز ہے
اور اوسکی کوی اصلاح بھی نہ کرسکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانے الآثار
مین لکھتے ہین کہ کہا عبدالرحمن بن قاسم نے مینے کسی ایسے شخصکو جو قابل
اقتدا ہو امردین مین ایسا نہ پایا جو اسمین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر
مین وطی کرنا حلال ہے بعد اوسکے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا اب
اسسے بڑہ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ
اگر وطی کرے اپنے غلام کے دبر مین یا اپنی لونڈی کے دبر مین یا اپنی عورت
کی دبر مین تو اوسپر حد نہین ہے اور اسمین کسیکو اختلاف نہین ہے
اسیطرح چونکہ اون سلاطین کو شراب و کباب کا از حد شوق تہا حتے
کہ خود قاضی یحیے بن اکثم جو بڑا عالم اہلسنت کا تہا ہارون رشید کو شراب
پلایا کرتا تہا تو اونکی خوشامد مین ابوحنیفہ نے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر نو پیالہ
شراب پیے اور نشہ نہو تو اوسپر حد نہین اسیطرح سے نماز کی یہ گت بنای کہ نبیذ
سے (جو ایک قسم کی شراب ہے) اولٹا وضو کرے اور کتی کی کہال دباغت
کی ہوئی پہنے اوسپر بہی چوتہای کپڑہ نجاست سے آلودہ کرے اور اللہ بزرگ
اور دو برگ سبز کہہ کے مرغون کیطرح دو چار ٹہوکرین لگا کر بجاے سلام
آخری گوز کردی تو نماز درست ہے جیسا کہ تفصیل اسکی ظفر المبین مین
مذکور ہے اور جلد ہشتم ذوالفقار حیدر مین مفصل لکہہ چکا ہون اسیطرح
اون سلاطین کو چونکہ ایمان سے کوی واسطہ نہ رہا تہا امام ابوحنیفہ نے

ص ۶۷۸ عینی شرح ہدایہ ج ۲ مطبوعہ نولکشور
صفر المبین ص ۲۶۷
فتاوی عالمگیری مطبوعہ مصر ج ۵ ص ۱۲۱
فتاوی سراجیہ ص ۳۰ ج ۲
ظفر المبین ص ۲۱۰

کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑہتی ہے چنانچہ کہا ایمان
ابوبکر و ایمان ابلیس واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا لعلین
وکفش وغیرہ کی پرستش کرے تو جائز ہے وغیرہ وغیرہ مسائل کہ اجمالاً
جلد اوّل ذوالفقار حیدر مین مرقوم ہوا پس غالباً یہی وجہ ہوے کہ اس امام کا
مذہب اہلسنّت کو نہایت درجہ مرغوب ہوا کیونکہ ع ہر عیب سلطان بہ
پسند دہر ہست ۱۲ اہلسنّت کا نہایت ہی مضبوط اصول ہے چنانچہ ابتدا
سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ سلطان وقت جو
فعل کرے وہ قابل اعتراض نہین ہے از نجاست کہ اصول کو تابع ان
سلاطین کا بنایا نہ یہ کہ خلفا و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دین
چنانچہ جب امام صاحب نے ان سلاطین و امرا کی رعایت مین احکام
شرعی کی یہہ حالت بنائی تو اُن سلاطین نے بھی بقاعدہ ھل جزاء
الاحسان الا الاحسان اس مذہب کے ترویج مین نہایت کوشش کی سیر النعمان ص ۲۰۱
مین ہے ابن حزم جو ارباب ظاہر کے مشہور امام ہین اونکا قول ہے
کہ دو مذہبون نے سلطنت کی زور سے ابتدا ہے رواج عام حاصل
کر لیا ایک ابوحنیفہ کا مذہب کیونکہ جب قاضی ابو یوسف کو قاضی القضاۃ کا
منصب ملا تو انہون نے حنفی لوگون کو عہدہ قضا پر مقرر کیا دوسرا امام مالک کا
مذہب اندلس مین کیونکہ امام مالک کے شاگرد یحیی صمودی خلیفہ اندلس کے
نہایت مقرب تھے اور کوی شخص بے انکے مشورہ کے عہدۂ قضا پر مقرر
ہو نہین سکتا تہا وہ صرف انہی ہم مذہبون کو مقرر کرتے تھے سوای اسکے

مصنف سیرۃ نے اور اور خلفا اور سلاطین کے حالات بھی لکھے ہیں جنہوں نے
اس مذہب حنفی کو رواج دیا اور نہایت غلو سے اسکی ترویج میں کوشاں
ہوئے مگر افسوس ہے کہ ان واقعات کے بعد بھی مولف کو خیال تردید قول
ابن حزم پیدا ہوا جو موجب صد مضحکہ ہے از انجا کہ مشاہدہ سے یہ بھی ثابت ہے
کہ اکثر ظالم لوگ اپنی سزا کو پہونچ جاتے ہیں خوشامدی کی مکاری آخر کھل جاتی ہے
ابو حنیفہ نے بھی اپنا نتیجہ اوٹھایا جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کو
تباہ کیا تھا پہلے اونہوں نے کفر و زندقہ سے دو مرتبہ ابو حنیفہ کو توبہ کرایا
آخر میں یزید بن عمر و بن ہبیرہ نے جو مروان کیطرف سے کوفہ کا گورنر تھا
حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس دُرّے لگائے جائیں چند روز تک کوڑے
کھایا کئے جب مروانی سلسلہ سلطنت کے بعد بنی عباس کا دور آیا خلیفہ
منصور جسکی خاطر سے ابو حنیفہ نے چالیس سخت مسئلہ جناب امام جعفر صادق
سے پوچھے تھے اور معاذ اللہ حضرت کو جاہل بنانا چاہا اور دوستوں کے
محبت و گرویدگی کو کم کرنا چاہا تھا اور اس سے منصور کی تعلیم سے امام مالک نے
کتاب **موطا** تصنیف کی کہ بڑے فخر سے اس تعلیم کو امام مالک نے کر
کتے تھے جیسا کہ تاریخ ابن خلدون میں ہے اور اوسکی تعریف عدالت
زہد و تقوے و فضل و کمال سے کتاب تاریخ خمیس اور کنز الاخبار
اور تاریخ الخلفا علامہ سیوطی اور تاریخ ابن خلدون وغیرہ مالا مال ہے ایسے
خلیفہ عادل عالم زاہد اہلسنت نے جسکو بقول صاحب سیرۃ النعمان مرتبہ
اجتہاد ہی حاصل تھا نہ معلوم کتنی تحقیقات واقعیہ کے بعد اس امام اعظم

۱ نوبہار کا
ابو حنیفہ کا کفر
زندقہ سے توبہ
۲ تاریخ بغداد اور
جامع المسانید
خوارزمی سے منقول
ہے صفحہ ۳۳۲
۳ سیرۃ النعمان
صفحہ ۵۷

ابو حنیفہ کو سنہ ۱۴۶ مین قید کیا مگر انکے مریدون اور پیرون کی جماعت
ایسی لاتعداد تھے کہ منصور ایسا خلیفہ عادل امام برحق انکا باوصف
ثبوت جرم ابو حنیفہ کے عام مجمع مین تعزیر نہ کر سکا اور باوصف کمال رعب
و دبدبۂ شاہی اور شوکت و جلالت سلطانی کے ایسا خائف رہا کہ بقول
حضرات اہلسنت ابو حنیفہ کو قتل نہ کر سکا آخر قید خانہ مین زہر دلوا دیا مگر
اسپر بھی فتنہ اونکا فرو نہوا اور لوگون نے اونکی پیروی نہوڑی علامہ خطیب
بغدادی ایک سنہ ۴۶۱ علماے دین کا نام ایکجگہ اور پینتیس ۳۵ امامون کا نام دوسری جگہ
لکھتے ہین جنہون نے امام ابو حنیفہ کی تردید کی اور نہایت توہین و تحقیر سے
پیش آئے حتے کہ امام بخاری کے اوستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف
کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو
اولٹ دیا حتے کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا ناجایز ہوا وہ ائمہ
سلف سے اپنے اس امام اہلسنت کے نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ
خطیب کا حکم کہ ابو حنیفہ دجال ہے اور خود پیر دستگیر غوث الاعظم عبد القادر
جیلانی کی شہادت انکے کفر و گمراہی اور جہنمی ہونے پر حصہ اول ذوالفقار حیدر
مین تفصیل لکھ چکا ہون لہذا حاجت اعادہ نہین صرف اسقدر کہنا کافی ہے
کہ امام صاحب کے قیاس و راے کا اور شریعت نبوی کے تخریب کے تصدیق
اس تعریف سے بخوبی ہوتی ہے کہ صاحب سیرۃ النعمان ص ۲۱۶ کہتے ہین بعض
لوگون کا خیال ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فقہ کی تدوین مین رومن لا یعنے
رومیون کے قانون سے بہت کچھ مدد لی اور اوسکے بہت سی مسائل

اپنی فقہ مین داخل کرلیے اس عبارت کو مولف نے تعریف مین ابو حنیفہ کے
ذکر کیا ہے کہ مثل مقننین قوانین انگوزیہ انکا درجہ قایم کیا چنانچہ اسیوجہ سے
اس فقہ حنفی کو چار شخصون کی رایونکا مجموعہ قرار دیا مگر آخر مین کچھ سمجھ
بوجھ کر اسکی تردید کرنے چاہے ہی اور بہت کچھ دماغ سوزی کی مگر کچھ
بن نہ پڑا آخر مین اسکا اعتراف کیا کہ مینے رومن لا نہین دیکھا جو موازنہ کرتا
بہرکیف اس جملہ سے امام غزالی کے اوس جملہ کی بخوبی تصدیق ہوئے
کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اولٹ دیا اور انتظام کو اوسکے بدلدیا اور
چونکہ شناخت کے لیے یہہ قاعدہ بھی نہایت ہی خوب ہی کہ جس شخص کے
حالت دریافت کرنا منظور ہو تو اوسکے ساتھی کو دیکھنا چاہیے لہذا
اس امام اہلسنت کے شاگرد ساتھی کا حال لکھنا بھی دلچسپی سے خالی نہوگا
خصوصًا حال ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ جو بلقب احد صاحبیہ ملقب ہین
تاریخ الخلفا ص۲۵۲ علامہ سیوطی مین ابن المبارک سے جو مثل ابو یوسف وغیرہ کے
تلامذہ ابو حنیفہ سے ہین اور انہین چند نفرون نے ملکر ابو حنیفہ کو امام بنایا
اور فقیہ کہلوایا نقل ہی کہ ہارون رشید خلیفہ ہونیکے بعد اپنے باپ
مہدی عباسی کی ایک لونڈی پر عاشق اور فریفتہ ہوا جب قصد ہم بستر
کیا تو اوس لونڈی نے کہا کہ ہم تمیر حرام ہین کیونکہ تمہارے باپ کے
تصرف مین آچکے ہین ہارون نے ابو یوسف قاضی کو بلا بھیجا اور رسالہ
بیان کیا ابو یوسف نے کہا اے امیر المومنین اس لونڈی کے کہنے کا
کیا اعتبار اور اوسکے کلام کی تصدیق کرنے کی کیا ضرورت ہو ٹھا

جان کر اپنی کارروائی کرو ابن المبارک کہتے ہین ہم نہین جانتے ان تینون
آدمی کے حال سے کسکا حال زیادہ قابل تعجب ہے آیا ہارون رشید کے
حال سے تعجب کرین جسنے ہزارون مسلمانون کا ناحق خون کیا اور مال
اونکا غصب کیا اسپر بھی اپنے باپ کی حرمت کا خیال کرکے
ابو یوسف سے فتوے لیا یا اس لونڈی کے حال پر تعجب کرین کہ
بادشاہ روے زمین اوسکا قصد کرتا ہے اور یہ گریز کرتی ہے یا اس ابو
یوسف کے حال سے تعجب کرین جو فقیہ روے زمین ہے ہارون رشید
کو فتوے دیا کہ اپنے باپ کی ہتک حرمت کرے اور اپنی شہوت پوری
کرے اور گناہ اوسکا میری گردن پر رکھے اور نیز اوسی کتاب مین ہے
کہ ایکدفعہ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ ہم ایک کنیز پر راغب ہین
چاہتے ہین کہ قبل از تمامی عدہ اوس سے کار برآری کرین کوئی حیلہ تمہارے
پاس ہے ابو یوسف نے کہا ہان اوس کنیز کو اپنے کسی لڑکے کو
ہبہ کردو بعد اوسکے نکاح کرلو اور ابن سحق سے منقول ہے کہ ہارون رشید نے
ایک رات ابو یوسف کو بلایا اوسنے حسب خواہ خلیفہ فتوے دیا ہارون رشید
نے حکم دیا کہ لاکھ درہم انعام مین دیا جاے ابو یوسف نے عرض کیا
کہ اگر امیر المومنین اس انعام کے ادا کارین تعجیل کرین تو بہتر ہے کہ قبل
از طلوع آفتاب وصول ہوجاے خلیفہ نے تعجیل کا حکم دیا ملازمین
خلیفہ نے عرض کیا کہ خزانچی اپنے گھر ہی دروازے بند ہین اور ابو یوسف
نے کہا کہ ہمارے یہان ہی تو دروازے بند تھے جب خلیفہ نے

بلایا دروازے کھلگئے اور شاہ ولی اللہ رسالہ انصاف مین لکھتے ہین کہ
ابو یوسف و محمد شاگردان ابو حنیفہ عیدین مین بطریق ابن عباس تکبیر کہتے
تھے کیونکہ ہارون رشید کو اپنے جد امجد کا طریقہ نہایت پسند تھا اسنے بہرکیف
ان شہادتون سے دنیا طلبی ابو حنیفہ اور اونکے شاگردون کی نجوبے
ثابت ہوئی کہ اونے اونے امرونہین خلیفہ کے خوشامد مین یہ لوگ اپنے
دین و ایمان کو برباد کرتے تھے افسوس کہ بوجہ اختصار زیادہ شرح و بسط
نہین کرسکتے صرف ترجمہ پر اختصار کیا جسکو شوق تفصیل ہو جلد اول
استقصاء الافحام و ضربت حیدریہ ملاحظہ کرے بہرکیف بنجوائے سہ
کجا بودم اکنون کجا آمدم ہزار رفتم اما بجا آمدم بعض وجوہ سے خارج
از بحث چلا گیا کیونکہ مقصود دیگر ہے جرح و قدح ابو حنیفہ سے متعلق بفن حدیث
پس ہرگاہ یہ بزرگوار بشہادت ان ائمہ کبار کے معدوح و مجروح ہوئے
بلکہ بہ لقب دجال ہذہ الامۃ ملقب ہوئے اور بقول امام غزالی ائمہ سلف سے
انکے حق مین لعن و طعن منقول ہو تو انکی روایت کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے
خصوصاً در صورتیکہ یحیے بن معین کا عام حکم ہو کہ روایات ابو حنیفہ قابل
نقل نہین اور علامہ عبد الرؤف مناوی صرف اسوجہ سے کہ ابو حنیفہ
راوی ہین حدیث کو باطل کر دیتے ہین تو اس روایت کے موضوع
اور مکذوب اور باطل ہونے مین کس جاہل کو شک ہو سکتا ہے
طرہ برآن یہ ہے کہ بعض علماے اہلسنت نے روایات ابو حنیفہ کی تعداد
پچاس یا کچھ اس سے زاید بتائی تھی مگر بعض محققین متاخرین نے بڑی جانچ

پرتال کے بعد ثابت کیا کہ کل سترہ روایت کا اسنے وجود پایا جاتا ہے
چنانچہ علامہ ابن خلدون جو متاخرین محققین سے ہین اپنی تاریخ مسمے
بہ عبر دیوان المبتدا والخبر مین فرماتے ہین فابو حنیفہ رح یقال بلغت روایتہ
الی سبعۃ عشر حدیثا ونحوھا یعنے کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ کی روایتین سترہ
ہین یا مثل اسکے جس سے معلوم ہوا کہ کل سترہ روایتین انسے منقول ہین
خواہ وہ صحیح ہون یا غیر صحیح بلکہ فی الواقع کل غیر صحیح ہین کیونکہ شاہ
ولی اللہ صاحب جو ابن خلدون سے بھی متاخر ہین اپنی کتاب مسوے
شرح موطا مین فرماتے ہین کہ امام ابو حنیفہ سے بطور ثقات کے روایت
نہین ہوئی انتہے پس معلوم ہوا کہ کوی روایت انکی صحیح نہین ہے
والحمد للہ جمعین اب تک گفتگو اس روایت مین از روے سند تھی جس سے
ضعیف و واہی و موضوع و باطل ہونا اس روایت کا ثابت ہوا
اب ایک نظر اجمالی ازراہ درایت بھی اس روایت پر کیجاتی ہے جسکے
اصول کو بقول صاحب سیرۃ النعمان خود بدولت نے قایم کیا پس اس
راہ سے بھی موضوعیت اسکے بیّن ہے کیونکہ اولاً یہی امر خارج از عقل ہے
کہ جناب امیر ایسا اشرف واشجع بلا وجہ وبلا سبب اس عقد کو قبول فرماین
کہ اپنی دختر نیک اختر چار یا پنج سالہ کو عمر ایسے پیر شصت سالہ بد خلق و بد فرج
منکوح النسب سے بیاہ دین حالانکہ حسب وصیت رسول مقبول نسب اور
سیدہ کرامکے چچازاد بھائی محمد بن جعفر سے مقرر ہوا اور باوصفیکہ خود
حضرت کارہ اور متنفر ہون اور تمامی خاندان از خورد تا بزرگ ناراض ہون

ص ۳۴ کما نقل فی الحطہ تصدیق حسنخان مطبوعہ نظامی

ص ۱۹ کما نقل فی عمارۃ المساجد لمحمد سعید بنارسی

بلکہ خود دختر بھی عدم رضا اپنی ظاہر کرے اسپر بھی بکمال جبر شدید عقد فریادن
کوی عاقل منصف مزاج قبول نہین کرسکتا فانیگا ایسے امر کو جو بفرض
محال باین جبر شدید واقع ہو جیساکہ روایات موضوعہ اہلسنت مین مندرج
ہے اور کوی دسپر راضی ہو جناب امام علیہ السلام فضائل عمر مین
بیان کرین وہ بھی بمقابلہ ابو حنیفہ جسکو دعوے شاگردی واخلاص ہو
کیونکہ یہ امر خود نہایت بدیہی ہے کہ جو بات کسی مجبوری کے عالم مین ہوتی ہے
اوس سے نہ کسی فضیلت پر استدلال کیا جاتا ہے نہ کسی عیب پر جہ
جائیکہ خود امام ع ایسے امر سے استدلال فرماوین اور ابو حنیفہ ساکت
ہو جاوین بلکہ اسی جملہ سے حضرت کو دستداران شیخین سے مانین اور
اون روایات کو بھی نہ پیش کرین جسمین ناراضی جناب امیر ع اور حضرت
عقیل وعباس وجناب امام حسن ع وامام حسین ع مندرج ہے کما مر
پس یہ بدیہیت عقل سلیم معلوم ہوا کہ یہ روایت جیسے از روے سلسلہ
موضوع وغلط ہے ویسے ہی از راہ درایت محض غلط وبے بنیاد ہے
کوی اصلیت نہین ہے من سمجھتا ہون کہ جن ہواخواہان خلیفہ دوم وابو حنیفہ
کے روایت کرنے کو صحابہ رسول سے جھوٹی جھوٹی موضوعات ولغویات
سے ثابت کرنا چاہا کہ آخر اونہین کے ہم آوازون نے اس دعوی سے
استعفا دیا اور غلط بنایا اونہین لوگون نے دیگر حدیثون کی طرح بنا کر ابو حنیفہ
کیطرف نسبت کردی تاکہ عمر اور ابو حنیفہ دونون کی خیر خواہی ہو جائے
ورنہ حقیقت مین ابو حنیفہ اس روایت سے ویسے ہی بری ہین جیسے

دوم اس خیال فاسد سے یعنے صرف یا رونکے درمیانی کارروائی ہے
ازینجاست کہ یہہ روایات صحاح ستہ اہلسنت مین نہین پائی جاتی بلکہ
بلکہ صرف دارقطنی ایسے لوگون نے اپنی کتابون مین جو مجموعہ موضوعات
وضعاف ہے نقل کیا جیساکہ سابقاً مرقوم ہوا پس الحمدللہ کہ اس روایت کے
بطلان وموضوعیت مین دراتہ روایۃ کوی حالت منتظرہ باقی نہ رہی
**ساتوین روایت** اوسی ازالۃ الخفاء ص ۹۴۰ مین محدث ابوصالح سے
روایت ہی مضمون وہی ہے کہ عمر نے خواستگاری کی اور حدیث
رسول بیان کی کہ ہر حسب ونسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا حسب
ونسب جسپر عقد حضرت ام کلثوم ہوا اب انکی حالت سننا چاہیے کہ ابوصالح
کاتب لیث وہ ہین کہ علامہ ذہبی میزان الاعتدال ص ۲۲۱ مین فرماتے ہین کہ
کہا صالح جزری نے ابن معین اسکے توثیق کرتے ہین اور میرے نزدیک
وہ مرتکب کذب ہوتا تھا حدیث مین اور کہا نسائی نے کہ ثقہ نہین ہے
یحیے بن بکر میرے نزدیک اون سے احسن ہے اور کہا ابن مدینی نے ہم
اوسے کچھ نہین دیکھتے پس تعجب ہے کہ ایسے کاذبین غیر موثقین کے
روایت الحق کے سامنے پیش کرکے ایسے امر عظیم کا اثبات چاہتے ہین
**آٹھوین روایت** اوسی ازالۃ الخفاء ص ۹۴۲ مین ہے دارقطنی از حدیث لیث
بن سعد از موسی بن علی بن رباح مضمون واحد ہے لیث بن سعد کو
جو راوی روایت ہین امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین مجہولین سے
شمار کیا ہے چنانچہ کہا کہ چودہ مقامون مین صحیح مسلم کے روایت مجاہیل ہے

جسکو ابو علی عسانی منقطع کہتے ہین پہلے روایت یتیم مین ہے حدیث انے الجہم سے
کہ روایت کیا لیث بن سعد نے الخ اور ظاہر ہے کہ روایت مجہول کی کبھی
مستند نہین ہو سکتی جیسا کہ سابقا مذکور ہوا **نوین روایت** اوسے
ص ۹۴۲ ازالۃ العین مین ہے و مولف کتاب ذریۃ طاہرہ از عاصم بن عمر بن قتادہ
روایت مینما یدالخ حالانکہ عاصم کے بارہین عام حکم ابن معین ہے کل عاصم
فی الدنیا ضعیف جیسا کہ کتاب الضعفا محمد طاہر گجراتی مین ہے اور عبد الحق نے
ص ۲۰۳ تضعیف اسکی علما سے بالخصوص نقل کی ہے کما فی میزان الاعتدال
**دسوین** روایت اوسی ازالۃ العین مین ہے ہم دار قطنی از طریق ابن مہران
از حدیث شریک بسند آوردہ الخ راوی اول ابن مہران یعنے سہیل ابن انے
خرم مہران ضعیف ہے کما فی التقریب **راوی دوم** شریک اسکے
ص ۱۸۶ میزان الاعتدال جلد اول بارہین حلامہ ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین شریک ابن عبد اللہ
نخعی کوفی یحیے بن سعید سے اسکی تضعیف منقول ہے کہا عبد الجبار نے
کہا سمعت یحیے بن سعید سے کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ شریک آخر عمر مین
مختلط ہو گیا یحیے نے کہا ہمیشہ سے مختلط ہے ابن معین نے کہا شریک
بن عبد اللہ بن سنان نخعی جداد سکا قاتل حسین ع ہے ابن مبارک سے
نقل ہے کہ کہا حدیث شریک لیس بشئے ہے اور جوزجانی نے کہا
ص ۳۱۴ سیئ الحفظ مضطرب الحدیث مائل ہے انتہے اور سعی مشکور مین ہے کہا
سعی مشکور مولوی عبد الحی علی بن مدینی نے کہ یحیے نے روایت نہ کی شریک سے گیارہوین روایت
ص ۲۸۴ تاریخ خمیس جلد ۲ زہری سے ہے تاریخ خمیس مین کہ پہلے عمر کا عقد ام کلثوم سے ہوا

بعبدالعزیز عون سمی الخ یہہ زہری وہ بزرگ ہین کہ ابن ابے الحدید معتزلی نے شرح
نہج البلاغہ مین لکہا ہے منجملہ مصنفین کے جناب امیرؑ سے زہری ہے
چنانچہ جریر بن عبدالحمید نے محمد بن شیبہ سے روایت کیا کہ مین مسجد رسول
مین تہا کہ دیکہا زہری اور عروہ بن زبیر بیٹہے ہوے جناب امیرؑ کا تذکرہ
کر رہے ہین پس ان دونون نے جناب امیرؑ کو برا کہنا شروع کیا یہ خبر
جناب امام زین العابدینؑ نے سنی تو تشریف لائے اور فرمایا اے
عروہ میرے پدر بزرگوار یعنے جناب امیرؑ سے اور تیرے باپ زبیر سے
خدا کے یہان محاکمہ ہوا خدا نے میرے جد امجد کے مطابق فیصلہ کیا
اور تو اے زہری اگر مکہ معظمہ مین ہوتا تو جناب امیرؑ کی عظمت و جلالت
دکہاتا انتہے واضح رہے کہ ابن ابے الحدید گو معتزلی ہے اور اہلسنت
بمقابلہ شیعہ معتزلہ کے نام سے فوراً واویلا کرنے لگتے ہین مگر یہ معتزلی وہ شخص ہے
کہ فاضل فضل بن روزبہان صاحب ابطال الباطل اسکے کلام سے
استدلال کرتے ہین بلکہ قرین ابن حجر ہی ذکر کرتے ہین تاہم انحراف زہری جناب امیرؑ
سے خود استیعاب ابن عبدالبر مکی سے بہی ظاہر ہے کیونکہ ذکر زید بن حارثہ مین
لکہتے ہین کہ کہا زہری نے ہم جہانتک جانتے ہین زید بن حارثہ کے پہلے
کوئی اسلام نہ لایا کہا عبدالرزاق نے سوائے زہری کے اور کسینے ایسا
بیان نہین کیا ہے انتہے پس اس سے بہی انحراف زہری کا جناب امیر
علیہ السلام سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ باوصفیکہ جناب امیرؑ کا سابق الاسلام
ہونا اس درجہ مشہور و معروف و متواتر ہے کہ سب واقف ہین مگر محض

بغرض اغواے عوام ایسا بیان کیا کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ اسلام
لائی پس اگر ایسے معاندین جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرکے اثبات اس
عقد کا کیا جائے تو سراسر عجب ہے باینہمہ زہری بتصریح امام ذہبی مبتلاے
تدلیس تھا کہ روایت ہو اور کسی نسبت لوگون دوسرے کیطرف جسکی مذمت
سابقا مذکور ہوی پس جب بلا سبب ان لوگون کی تدلیس کارگر ہوتی ہے
تو جہان اشتراک نام ہو کہ ایک ام کلثوم کے واقعات کو دوسری ام کلثوم
کیطرف منسوب کرین تو کیونکر یہہ تدلیس پر تلبیس نہ کارگر ہوگی اور شیخ عبدالحق
جنکو مولوی حیدر علی محقق دہلوی کہتے ہین اور وہ حضرت بڑی پردہ داری سے
بعض جگہ بمجبوری اپنی روات کے معائب کو ظاہر کرتے ہین اسماء الرجال ص ۶۲
مشکوۃ مین جو تحریر کرتے ہین وہ بھی اس زہری کی ضلالت و خسران کے
لیئے کافی ہے کیونکہ شخص صاحب موصوف فرماتے ہین زہری بن شہاب
صحبت مراد (یعنے خلفاے بنی امیہ مین مبتلا ہوا اقران اوسکے جو عباد
و زہاد سے تھے معترض ہوتے تھے اور اس شرکت کو اوسکی قبیح جانتے تھے
زہری بجواب اونکے کہتا کہ مین اونکے امر خیر مین شریک ہون نہ امور شر کا
وہ لوگ بجواب اوسکے کہتے تھے کہ یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اونکے فسق و فجور کو دیکھتا ہے
اور خاموش رہتا ہے کچھ اعتراض نہین کرتا سنہ ۱۲۴ مین بعمر ۷۲ سال وفات
کے انتقے پس جو شخص بطمع دنیا شریک فسق و فجور خلفاے بنی امیہ ہوا
اوسنے اگر اونکی خوشامد مین یہہ روات تدلیس پر تلبیس وضع کی ہو تو کیا
جاے تعجب ہے کیونکہ سابقا تقدم بنی امیہ کا درباره سب و شتم جناب امیر

اور اہتمام اونکا ایسی احادیث کے بنوانیمین جس سے توہین حضرت
کی ہو اور خوشامد پرستی علماے اہلسنت کی کہ کبوترون کے واسطے
رسول پر تہمت لگا دی ہو مذکور ہوی پس خود صحبت خلفاے بنی امیہ
اسکے لئے کافی تھی چہ جائیکہ خود بھی اتنا بڑا دشمن ہو کہ عیاذا باللہ حضرت کو
دشنام دے اور برخلاف جماعی فریقین صرف بغرض کسر شان علوے
زید بن حارثہ کو سب سے سابق الاسلام بناوے بہرکیف بوجہ اختصار ان
روایتون پر اختصار کرتے ہین جنکو مولوی حیدر علی سے عالم بلتستان امامیہ
اہلسنت نے انتخاب کرکے لکھا ہے بقیہ دو چار روایتین واہیہ ازالۃ الیقین
کی در صواعق محرقہ وغیرہ کی جنکی حالتین مع قدح رواۃ وجرح صحیح روایات
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ بشرح وبسط تمام مرقوم ہے
ذکر اونکا سبب تطویل سمجھ کر یہان حذف کیا اگر پروردگار عالم توفیق دے
اور حیات مستعار نے وفا کی اور مومنین بالیقین نے توجہ فرمائی تو عنقریب
انشاء اللہ حل کتاب حلیہ طبع سے مجلی ہو کر ملاحظہ مومنین ہین در آئیگے
والافضل للہ ما یشاء ویحکم ما یرید **افسوس** صد افسوس کہ حضرات
اہلسنت ایسے روایات موضوعہ سے (جنکی کاروای ضعیف کاذب وضاع
مقری لیس بشیئ دجال بلکہ خر دجال ہین اثبات ایسے امر عظیم کا چاہتے ہین
دشمنان ومخالفین اہلبیت طاہرین ہوا نواہان وخادمان خلیفہ دوم ہی
تو روایت کرتے ہی تھے نوبت بدینجا رسید کہ قاتلان حسنا سید اشباب
مظلوم کربلا روحی لہ الفداء کے اولاد سے بی اس بارہ مین روایت کرینگے

جنھونے اہلبیت نبی کی خون ریزی کی پھر اونکو یا اونکی اولاد کو آبرو ریزی
اہلبیت مین کیا عذر ہوگا ناظرین باانصاف ذرا غور کرین کہ ان راویون کے
روایتین کبھی لایق سند ہوسکتی ہین ایسے ایسے واضعین وکاذبین و
مفترین بلکہ دجالون کی روایتون پر کوی بھی اعتماد کرسکتا ہے کیا غضب ہے
کہ ذری ذری باتون پر تو روایتون کی یہانتک قدح کیجاے کہ چونکہ ابو حنیفہ
راوی ہے لایق اعتبار نہین اور ان روایات عقد کے بارہین تحقیق وتفحص سے
ذرا کام بھی نہین لیا جاتا یہہ نیا ظلم ہے بدعتین خلفا اور صحابہ خصوصًا بی بی
عایشہ کا احداث ایسا قطعی ویقینی کہ خود بی بی عایشہ نے کہا مجکو روضہ
رسول مین نہ دفن کرو کیونکہ ملنے بعد انحضرت احداث کیا اسپر بھی
بدعتین اونکی جب کتب صحیحہ اہلبیت سے دکھائی جاتی ہین تو قدح وجرح
رواۃ کی بدولت غلط بناتے ہین مگر ان روایات واہیہ وموضوعہ مین ذرا
تامل نہین کرتے دیکھئے خود شاہ صاحب تحفہ مین ص ۶۵ دسوان طعن بی بی
عایشہ یہ بیان کرتی ہین کہ عایشہ نے ایک اپنی لونڈی یا لیپالک لڑکی
کو خوب آراستہ وپیراستہ کرکے کہا کہ شاید اسکی بدولت بعض جوانان قریش
کو شکار کرین اور پھنسائین انتہے حالانکہ یہ طعن شیعون کی کتابون مین نہین
پایا جاتا شاید شاہ صاحب نے اوپج کی لی ہو کہ جن امرون کو شیعہ نہین بھی لکھتے
اونکا بھی جواب دین بہرکیف اسکے جواب مین شاہ صاحب فرماتے ہین جواب
این طعن انست کہ اول این روایت بچند وجہ مجروح است زیرا کہ خبر راوی کہ
بن الحراح عن عمار بن العمران عن امرۃ من غنم عن عایشہ آوردہ است وعمار

فساد رب ما یعلمون

بن عمران مجہول الحال ہست وامرۃ من عنفہ مجہول الا سعد والمسی ہست فلا یصح
الاحتجاج بہما دبازدرین روایت عنفہ ہست کہ محتمل ارسال وانقطاع باین قسم
روایات بے سر وبن در مطاعن امہات المومنین تمسک جستن شان مومنین ہست
دوم جاے طعن نیست زیرا کہ طلب کفو کریم برائے دختر خانہ پروردہ خود چہ
عیب دارد پس جاے تعجب ہو کہ راوی کہ صرف مجہول الحال ہونیکے سبب سے
توہین روایت باطل ہو جاے استدلال نہ درست ہو حالانکہ سیکڑون بلکہ
ہزارون مجہول الحال کی روایتین کتب صحاح وغیرہ مین بھری پڑی ہین
اور ان روایات عقد کے جو رواۃ مجہول الحال کذاب دجال وضاع
مقرری ہین اوسپر بھی اس روایت کے صحت مین کوی خلل نہ پڑے اور
استدلال اس سے باطل ہو اور روایت کا بطریق عنعنہ ہونا کہ عن فلان عن فلان
بیان قادح کیا جاتا ہے حالانکہ صحاح کی اکثر روایتین بھی یونہین ہین
اور روایات عقد جو بطور عنعنہ ہین یہہ قدح نہ کارگر ہو سراسر عجب ہے
دیکھئے اصابہ کی کل روایتین اس مادہ مین یونہین وارد ہین عن عمر عن محمد بن علے
الخ عن عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ الخ من طریق ابن اسحق
عن الحسن بن علی الخ ابن سعد عن انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ
الخ واہ کیا خوب انصاف اہلسنت ہو کہ جہان جو چاہا بنالیا خیر جہان تو
مطاعن بی بی عائشہ کا واسطہ تہا اب سنئے کہ فضائل جناب امیر ع جو باقر
الئہ دین اہلسنت کیسی تقینی اور متواتر ہین اوسمین یہ کوشش کیجاتی ہے
کہ خود اپنے ہی بیان کی روایات مین کسی راوی کو ضعیف یا شیعہ بنا کر

اصل روایت کو باطل کرین جیسا کہ حدیث ان علیا منی وانا من علی
وھو ولی کل مومن بعدی ہین شاہ صاحب فرماتے ہین یہ حدیث باطل است
زیرا کہ در اسناد او اجلح واقع شدہ واو شیعی سیت متہم در روایت خود و جمہور او را
تضعیف کردہ اند پس بحدیث او احتجاج نتوانکرد وغیرہ وغیرہ جسکی رد مجلدات عبقات
الانوار مین موجود ہے پس سراسر حیرت ہے کہ ایسی روایات متواترہ قطعیہ تو
ایک راوی کے ضعیف یا شیعہ ہونیکی بدولت باطل ہوجائین حالانکہ بکثرت
طرق اس روایت کے اس عیب سے خالی ہین اور یہ الزام بھی غلط ہے جیسا
کہ جلد ثالث عبقات الانوار خاص اسی حدیث کے لیے تصنیف ہوے
اور ان روایات موضوعہ وکاذبہ مین رواۃ دجال کذاب وضاع مفتری دشمن خلیفہ
دوم اولاد قاتل امام حسینؑ سے ہین ایک نظر سرسری بھی نہین ڈالی جاتے
کہ رواۃ اس قصہ کے کیسے ہین نہ اصل واقعہ پر غور کیا جاتا ہے کہ کسیطرح
یہ امور جو ان روایات مین مذکور ہین ممکن الوقوع ہین یا نہین پھر کیف ان
روایات کے حالات سے بخوبی معلوم ہوا کہ انکی روایتین بالکل موضوع ہین
اور اصل قصہ باطل ہے کیونکہ یہ بات تو بدیہیات اولیہ سے ہے کہ توثیق حدیث
موقوف توثیق رجال پر ہے کما قال المولوی بشیر وسلمہ المولوی عبدالحی فی
السعی المشکور پس الحمد للہ کہ یہ روایات بلکہ کل روایات اس قصہ کے غلط و بے بنیاد
ہوی کیونکہ جب صرف ایک صاحب ہدایہ کے خطا سے یہ بیچارے عالم نے
اور انکی متابعت کی اور بقول فاضل رشید خاطی عمر سے تو جہان اتنے دجال
وکذاب اغوا و اضلال کے لئے مہیا ہون اور مجھین عمر و عثمان متابعت کرین تو کیون

تو سب جاہلی وضال ومضل بنائے جائین گے حالانکہ بلا اس جرح وقدح کے
بھی یہ روایتین عقلاً باطل نہین چہ جائیکہ بلا سند ہون اور روایت بلا سند
بقول شاہ صاحب قابل اعتبار نہین بلکہ ستر بیمار ہین فالحمد للہ ثم الحمد للہ

## بحث از دعوی اہلسنت بشہرت وتواتر این قصہ

بلکہ وبحمد اللہ وحسن توفیقہ بطلان اور موضوعیت ان روایات کی اجمالاً وتفصیلاً
بخوبی ثابت ہوچکی تو اب ہمکو کوئی ضرورت انکی دعوے شہرت وتواتر سے
بحث کرنے کے نہین رہی کیونکہ شہرت اور تواتر انہین روایات موضوعہ کی مجموعہ
کا نام ہے نہ یہہ کہ کوئی خاص جانور ہو پس جب اصل روایات موضوعہ و
غلط وباطل ہوے تو انکے مجموعہ کے موضوع وباطل ہونے مین کیا
عذر رہا چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین واگر احیاناً خبرے از اخبار
ایشان بروایت جمعی وارد شد بیک لفظ یا الفاظ متقاربہ غیست اختلاف
الفاظ واضطراب آن بہ نہجے می آید کہ جمع وتطبیق دشوار مے افتد وتعدد
رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد چیزے روایت کند کہ مخالف
دیگر باشد قادح صحت خبر مثبتہ نہ مفید شہرت اند گر بنظر مزید تسکین خاطر
مخالفین اجمالاً اس سے بھی بحث کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ اولاً نفس وقوع
عقد کے بارہ مین کوئی روایت بھی صحیح نہین چہ جائیکہ مشہور ومتواتر ہو کما بان
دربارہ وفات ام کلثوم وزید بن عمر کے شاہ صاحب اور مولوی حیدر علی
نے دعوے تواتر کیا ہے چنانچہ عبارت شاہ صاحب یہ ہی کہ در نجا خود
بالقطع والتواتر ثابت ست کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ بوجود آمد واورا

عمر بنام برادر خود زید بن الخطاب کہ در جنگ مسیلمہ کذاب شہید شدہ بود مسمے کرد
وزید بن عمر جوان شد و بست سال عمر یافت در خانہ جنگے کہ فیما بین
بنی عدی واقع شدہ بود شب ہنگام برائے اصلاح از خانہ خود برآمدہ بود
از دست کسی در آن حیص بیص شہید شد و مادر مطہر او نیز ہمان روز عجز
در گذشتہ بود ہر دو جنازہ را بکوفت حاضر نمودند حضرت امام حسین ؑ و عبد اللہ
بن عمر نماز جنازہ خواندہ دفن کردند ایں ہر دو ہستند اور مولوی حیدر علی نے بھی اسے
امر پر دعوے تواتر کیا ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و فرزند او زید بن عمر
در ایام خلافت معاویہ بن ابی سفیان رو دادہ در وقت واحد جہابذہ محدثین
اہلحق بہمین امر تصریح کردہ اند و از قبیل متواترات شمردہ و ہمی و تردد
درین باب بخاطر خود راہ ندادہ اند جس سے معلوم ہوا کہ اصل دعوے
تواتر وفات ام کلثوم و زید بن عمر پر ہے بہ نفس وقوع پر جسکے باوجود
روایتیں مذکور ہوئیں گو بطریق لزوم دعوے کر سکتے ہیں کہ جب وفات
ماں بیٹے کے دعوے تواتر ہوا تو عقد پر بھی ضرور ہی ہوا لیکن اصل دعوے
اسی وفات سے متعلق ہے شاہ صاحب نے سند میں اس دعوے کے
حاشیہ پر عبارت نہایۃ الارب نقل کی ہے اور مولوی صاحب نے باوصف
تطویل لاطائل کوئی سند نہیں دی سوائے اسکے کہ عبارت اصابہ
منقولہ مولوی صاحب میں یہ مرقوم ہے ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم و ابنہا
زید الخ اور عبارت اسد الغابہ سے یہ نقل کیا ہے و توفیت ام کلثوم
و ابنہا زید فی وقت واحد الخ پس محصل ان سند دن کا یہی ہے کہ ام کلثوم

۹۲۸ ص

وزید نے ساتھہ وفات کیا امام حسن ؑ یا امام حسین ؑ یا سعید بن ابی وقاص
یا ابوہریرہ یا عبداللہ بن عمر یا سعید بن عاص نے نماز جنازہ پڑہی چاہین
اسکو سند صحیح سے تعبیر کرین یا متواتر بتائین یا مشہور کہین ہمکو اصلیت
سے اس واقعہ کے مطلقاً گفتگو نہین مگر اس سے حضرت ام کلثوم بنت
جناب امیر ؑ کی کسیطرح تعین نہین ہو سکتے کیونکہ اصل روایات مین صرف
نام ام کلثوم وزید وارد ہے جس سے نہ بالخصوص ام کلثوم بنت علی ؑ
کے تعین ہو سکتی ہے نہ زید کا پسر عمر ہونا اور سابقاً ہم ثابت کر چکے ہین
کہ خلیفہ دوم کی دو زوجہ کا نام ام کلثوم تہا ایک ام کلثوم بنت جرول
خزاعی جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین رہی اور اوس سے زید
بن عمر پیدا ہوا دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے
بمقام حدیبیہ عقد کیا اور بروایات متواترہ فریقین یہہ بھی یقیناً اور حتماً ثابت
ہو چکا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر ؑ اپنے بہائی امام حسین ؑ
کے ساتھہ شریک معرکہ کربلا رہین بلکہ اوسکے بعد بہی زندہ رہین جس سے
بدیہہ عقلیہ معلوم ہوا کہ زید کے ساتہ ان حضرت ام کلثوم علیہا السلام نے بعد
معاویہ نہین وفات کی جو تا بمعرکہ کربلا زندہ رہین بلکہ وہ ام کلثوم بنت جرول
خزاعیہ زوجہ عمر مادر زید تہی رواۃ نے بتدلیس پر تلبیس بیان کیا اور علمائے
بوجہ اشتراک نام ایک ام کلثوم کا قصہ دوسری ام کلثوم کیطرف منسوب
کر دیا جیسا کہ سابقاً بصراحت تمام مع نظایر مذکور ہوا اصل قصہ وفات
ام کلثوم و زید کے متواتر یا صحیح السند یا مشہور ہونے سے ہر گز یہ کہ جو

تعریف مشہور اور متواتر کے اصول فقہ کی کتابونمین بیان ہوی ہے اور جو شرائط
مقرر ہوے ہین کسیطرح بیان نہین پائے جاتے ہمکو بحث نہین ہے کیونکہ
مقصود ہمارا تحقیق اصل عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام سے اور اونسے
زید کا پیدا ہونا اور ساتھہ مرنا ہی جو بخوبی باطل ہوا اور یقیناً ثابت ہوا کہ نہ انکا عقد
عمر سے ہوا نہ مادر زید ہوئین نہ ساتھہ مرین حالانکہ بفرض محال اگر اہلسنت اسکے
مدعی بھی ہون اور مشہور قرار دین تب بھی کوئی فائدہ نہین کیونکہ خود امام فخر الدین
رازی بانگ پکار کر کہتے ہین کہ بیس یا ہزار راوی کے اتفاق کر لینے سے
کسی امر پر نہ تواتر واقعی حاصل ہوتا ہے نہ تواتر معنوی کیونکہ عرف مین
ہرگز مستبعد نہین ہے کہ بیس آدمی کسی دروغ واقعہ پر اتفاق کر لین اور بعبارات
مختلفہ بیان کرین اور **تصدیق** اس دعوے کی عبداللہ بن زبیر کے
حرکت سے بخوبی ظاہر ہے جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے چون آفتاب
برآمد عبداللہ بن زبیر بنجاہ مرد از سکان آن موضع نزد عایشہ آوردند گواہی
دادند کہ این آب حواب نیست و لشکر از آب حواب در اول شب
گذشت و گویند کہ این گواہی اول شہادت دروغی بود کہ در اسلام بوقوع
پیوست پس جب بیس یا ہزار آدمیون کا دروغ واقعہ پر اتفاق کرنا ممکن ہوا
اور عہد صحابہ کبار مین جسکو خیر القرون کہتے ہین بلکہ خود صحابہ کبار روبرو
ام المومنین اس امر شنیع کے مرتکب ہون کہ خفیف خفیف امر پر پچاس
پچاس آدمی جھوٹی گواہی دین تو دو چار یا دس یا پانچ راویون کا اتفاق
کر لینا اس دروغ واقعہ پر کیونکر موجب تعجب ہو سکتا ہے دیکھئے

ص ۲۵۸ کما نقل فی نواخ الرحموت شرح مسلم الثبوت وقد نقل فی عبقات الانوار ص ۱۱۲۵

اہلبیت طاہرین علیہم السلام کا انکار کرنا جواز قیاس سے اور اوسکو
ناجایز جاننا بہ اجماع علماے امامیہ واتفاق علماے اہلسنت اسدرجہ
مشہور و متواتر ہے کہ علامہ عبری قائل ہین کہ حق یہہ ہے کہ اہلبیت ع
کا مثل باقر و صادق کے انکار کرنا قیاس سے ویسا ہی مشہور ہے
جیسا کہ ابو حنیفہ و شافعی و مالک سے قول بوجوب عمل بر قیاس مشہور ہے
انتہے اور خود مخالفت ان حضرات ع کی ابو حنیفہ کے قیاس سے حیوۃ الحیوان
اور تاریخ ابن خلکان اور تاریخ یافعی وغیرہ مین بھی مذکور ہے اور اصل
حدیث معاذ جسکو جواز قیاس کی سند قرار دیتے ہین ایسی غلط و باطل ہے
کہ خود علامہ سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داود مین جوزقانی سے
ناقل ہین کہ یہہ حدیث باطل ہے لوک سنعہ سے نقل کرتے ہین بلکہ مستند
صغار و کبار مین اس حدیث کو تفحص و تلاش کیا اور جن اہل علم سے ملاقات
ہوئی اونسے بھی دریافت کیا مگر بجز اس طریق کے یعنی جس مین حارث بن
عمرو داخل ہے دوسرے طریق سے یہ روایت نہین پائی جاتی اور یہہ
حارث بن عمرو مجہول ہے اور اصحاب معاذ شہر حمص کے بھی معروف
نہین ہین اور ایسی سند پر اصول شریعت مین اعتماد نہین ہو سکتا اگر
کوئی کہے تمامی فقہا نے اس روایت کو اپنی کتابون مین لکھا ہے اور
اوسپر اعتماد کیا ہے تو کہا جائیگا اس روایت کا یہی طریق ہے اور متاخرین متقدمین
کی اسمین تقلید کی اگر اس طریق روایت کے سوا دوسرے طریق سے کوئی روایت
قابل قبول اہل نقل پیش کرینگے تو ہم اونکے قول کیطرف رجوع کرینگے مگر یہہ

مرد نکا امکان ہین نہین ہے البتہ انتے جس سے معلوم ہوا کہ خود اہلسنت
کی بیان بھی یہ حدیث قابل اعتماد دربارہ قیاس نہین ہے اور خود
فاضل رشید بھی ستہار انکار اہلبیت اطہار کے مقر ہین چنانچہ شوکت عمریہ
مین کہتے ہین ستہار انکار بر قیاس و منع آن از امہ اطہار در حق قدمائے
شیعہ مسلم است سیرالہ در اکثر عامے بود ند انخ با ائمہ بطلان واقعی روایت
قیاس و افتراء بہ ستہار انکار اہلبیت اطہار علیہم الصلوۃ والسلام من الملک
الغفار فاضل ملتانی نے بنی تنبیہ السفیہ مین بہ نسبت اسکے کہتے ہین و چیز یکہ
کہ کذابین و وضاعین مشتہر میسازند و در حقیقت اصلے ندارد بجرد اشتہار احتجاج
نتوان کرد انتہے و تفصیلہ فی المجلد الاول من ستقصاء الافحام لیس جب
واقعی امور مشہور و متواتر ہین یہ احکام انکے نافذ ہون تو نہ معلوم کہ ہم لوگ
اہلحق ان روایات موضوعہ و واہیہ عقد کے بارہین جسکی حالت مذکور ہوے
بشرط تسلیم شہرت بطور واقعی کیون نہ کہینگے کہ چیز ہاست کہ کذابین و وضاعین
مشتہر میسازند و در حقیقت اصلے ندارد پس بجرد اشتہار احتجاج نتوان کرد
سبحان اللہ نسبت شیعون کی جناب امیر ع اور اہلبیت طاہرین علیہم السلام
کیطرف کس درجہ یقینی اور متواتر ہے کہ خود حضرات اہلسنت بھی بالاتفاق کہتے ہین
حتے کہ اسی جرم پر شیعے مورد طعن ہوتے ہین جیسا کہ کلام عصندی و دوا
و مولوی عبد الحلیم سابقا مذکور ہوا ائمہ صاحب رجوم الشیاطین اس
تواتر کو مفید علم قطعی نہین جانتے چنانچہ کہتے ہین و ایضین تواتر کہ منحصر در جماعت
خاص باشند بغرض من الاغراض ہرگز مفید علم قطعی نیست چہ جائے کہ

از بدیہیات باشد وجواب بہ فی معین الصادقین پس جب اپنے
اغراض کے لیے جھوٹہ اور غلط امر پر تواتر کرنا اور اسکو مشہور کرنا ممکن ہے
تو اگر بفرض محال یہ روایات عقد اہلسنت کے نزدیک ایسا ہی مشہور
ومتواتر ہون جیسا کہ انتساب شیعہ اہلبیت کیطرف یقیناً وواقعاً مشہور ہے
تو بھی بوجہ انحصار اوسکی جماعت کاذبین غالدرین خائنین آثمین مین بفرض
من الاغراض مفید علم قطعی نہین ہوسکتا چہ جائیکہ شہرت اسکی عشر عشیر شہرت
شیع کبار بہی ہو چنانچہ فی الواقع ایسا ہی ہے پس صاحبان عقل وادراک ایسی لغویات
اور مضرفات کو کیونکر قبول کرسکتے ہین پس الحمد للہ کہ بتقریر وافی وکافی ان روایات کا بشرط
تسلیم شہرت بہی غیر مفید علم ہونا ثابت ہوا اگر بنا بر احتمال دوم اشتباہ رواۃ اور خطاے
علما کی قایل ہون تو بہی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ اسباب اشتباہ ودلائل وبراہین
وشواہد نظایر اوسکی سابقاً مذکور ہوے کہ بڑے بڑے علماے محققین چہ فقہا وچہ محدثین وچہ مورخین
وچہ متکلمین سیکڑون اغلاط مین ایسا مبتلا ہوے کہ اپنے دہو کہونکی بدولت روایات صحیحہ کو باطل کرنیلگے
چنانچہ قصہ وفات ام رومان اور نسبت شعہ طرف امام مالک کے اور اعتماد کرنا تمامی فقہا کا
روایت باطل جواز قیاس پر سابقاً مذکور ہوا پس بعض فقہا کا ان
روایات موت ام کلثوم وزید بن عمر سے جناب ام کلثوم علیہا السلام
کو سمجھ لینا اور سارے واقعی کو ادہر منسوب کرنا اسی قبیل سے ہوگا
اور اگر بنا بر احتمال ثانی وضعیت روایات اور وضاعی رواۃ کے قایل ہون
تو بہی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ دلائل اور شواہد اور نظایر اسکی
اوسا حوال شہرت وتواتر ابہی مذکور ہوے جس سے بطور حتم ویقین

ثابت ہوا کہ یہ قصہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کا محض غلط اور موضوع
اور باطل اور تہمت اور افترا ہے نہ خلیفہ نے خطبہ کیا نہ عقد ہوا نہ زید پیدا ہوا
نہ بعد معاویہ وفات کیا وغیرہ وغیرہ واضع اول نے اصل خطبہ ام کلثوم
بنت ابوبکر کے قصہ کو کچھ تبدیل و تغیر کر کے بعرض اصلاح خرافت خلیفہ
حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کیا مابعد والی راویون اور
عالمون نے بالعمد یا بلا عمد زید وام کلثوم کے اصلی حالات کو اور ہر منسوب
کر دیا اور متاخرین نے اپنے متقدمین کی تقلید کر لی تحقیق امر واقعے
نہ کی ازینجاست کہ حالات صدر اول کے غور کرنے سے کوئی نشان
اور اصلیت اس قصہ کی مطلقاً معلوم نہیں ہوتی بلکہ خلاف اسکے
ثابت ہوتا ہے چنانچہ بعض حالات کیطرف اجمالاً اشارہ کیا جاتا ہے
اول یہ کہ جب خلیفہ دوم پر ابو لولو کا وار کاری لگا تو عبد اللہ بن عباس سے
کہا کہ کیا یہ امر تم لوگون کے مشورہ سے تھا ابن عباس نے انکار کیا جس سے
معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب بنی ہاشم کو کسیطرح سے اپنا دشمن سمجھتے تھے
پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو کسیطرح خلیفہ صاحب ایسی تہمت نہ لگاتے
نہ ایسا خیال دوڑاتے دوسرے یہ کہ جب خلیفہ دوم نے وقت موت
اضطراب و قلق و بیچینی شروع کی تو بروایت بخاری وغیرہ حضرت ابن عباس
نے یون تسکین دینا شروع کیا کہ تم صحبت رسول میں رہے اور حضرت
راضی گئے ابوبکر سے صحبت رہی وہ بھی راضی گئے اور لوگون کے
ساتھ بھی اچھا سلوک کرتے رہے پھر کیون جزع کرتے ہو اور پھر خلیفہ نے

ص ۲۱۲
ازالۃ الخفا

کہا کہ جو کچھ ہمکو خوف والم ہے وہ سب بدولت تمہارے اور تمہارے
اصحاب کے ہے انتے اسیطرح اور لوگون کے فہمائشین بھی مرقوم ہین
مگر یہہ کسینے نہ کہا کہ اب کیجا جزع وفزع کرتے ہو کہ ان سب فضایل ومناقب
وصحبت نبوی کے ساتہ رسول سے تمکو ایسی قرابت قریبہ اور ایسا وسیلہ
حاصل ہے کہ خود حضرت نے فرمایا سب حسب ونسب بروز قیامت
منقطع ہونگے مگر سبب ونسب جسکو بقول اہلسنت خلیفہ نے اپنی نجات
کے لیے اسدرجہ کا عروۃ الوثقے جانا کہ بمقابلہ اسکے تمامی فضایل
ومناقب کو ہیچ وپوچ سمجہا پس اگر کچہ بھی اس واقعہ کے اصلیت ہوتے
تو ممکن نہ تہا کہ صحابہ ایسے بزرگ فضیلت کو وقت تسکین جزع وفزع
خلیفہ نہ پیش کرتے اور اس نعمت عظمی سے اونکی تسلی وتشفی نہ کرتے
کیونکہ کوی عاقل نہین مان سکتا کہ جس فضیلت کو خلیفہ صاحب یہ عظمت
سمجہین صحابہ کبار اوسکو عدل خلیفہ وصحبت رسول وصحبت ابوبکر کے
برابر بھی نہ جانین کہ ایسے وقت نازک مین اوسکا اظہار کرتے حالانکہ
عقلا ونقلا مسلم ہے کہ ایسے جانکاہ وقت مین کہ مومنین کو رحمت
خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے اور فساق اور فجار کو غضب جبار وقہار کا
سامنا پس ایسی حالت مین قاعدہ مقررہ ہے کہ وہ باتین تسکین بخش
ذکر کرتے جس سے نہایت درجہ کا اطمینان اور پوری تسکین حاصل ہو اور
پلے سرے کے فضایل وبزرگیان بیان کرتے ہین کہ دل قوی
اور مسرور وخوش رہے چنانچہ دیکھئے بنابر زعم اہلسنت ہے

کو وقت موت حضرت ابن عباس نے اونمین فضائل و مناقب سے تسلی
اور تشفی دی جو انتہا درجہ کے فضایل سے انکے تھے چنانچہ صحیح بخاری سے
منتہی الکلام مین منقول ہے کہ قبل موت عایشہ ابن عباس آئے اوخیریت
مزاج پوچھی اسکے بعد کہا تم بخیر ہوانشاءاللہ کیونکہ زوجہ رسول ہو اور سوائے
تمہارے کسی باکرہ سے رسول نے نکاح نہین کیا اور تمہارا عذر آسمان سے
نازل ہوا الخ اور ظاہر ہے کہ یہ اوصاف فضائل عالیہ نبی بی عایشہ مین
مذکور ہوتے ہین اور ایسا کوئی وصف اونمین نہ تھا پس اگر خلیفہ کا عقد ہوا
ہوتا تو اسوقت یہ امر بہی اون کلمات تشفی سمات مین پیش کرتے جس سے
بڑہ کر کوی فضیلت نہ تھی حالانکہ کسی نے بجز صحبت رسول و ابوبکر و عدالت
جو منتہاے فضیلت خلیفہ مین مذکور ہوتے ہین اس امر کو نہ بیان کیا
جس سے معلوم ہوا کہ اسکی کچھ اصلیت نہین ہے ورنہ ایسے وقت نازک
مین ضرور ذکر کرتے تیسرے یہ کہ بجواب ابن عباس خلیفہ صاحب یہ
نہ فرماتے کہ میری بیچینی و اضطراب سب تمہاری بدولت اور تمہارے
اصحاب کے سبب سے ہے کیونکہ جب اسدرجہ محبت و موافقت تھی بقول
اہلسنت تو پہر انکے سبب سے خوف عذاب کیون ہوتا جو کہا قسم بخدا
اگر تمامی روے زمین طلا ہو جاتا تو قبل مشاہدہ عذاب خدا اوسکو تصدق
کرتا چوتھی یہ کہ اگر واقعی یہ عقد ہوا ہوتا تو کچھ تو خلیفہ صاحب جناب امیر
کی خلافت مین سعی کرتے جیسا کہ عبدالرحمن بن عوف نے عثمان کے
لیے سعی کی لا اقل عثمان کی تو سعی نہ کی ہوتی جیسا کہ ذوالفقار حیدر جلد ثانی

Chaabeel 1987

مین مفصلاً لکہہ چکا ہون پانچوین یہہ کہ نواصب جنکی محبت شیخین سے
اور عداوت اہلبیت طاہرین سے باقرار اہلسنّت اسلئے زیادہ ہے
وہ بھی اس امر غلط کا ادعا نہین کرتے چنانچہ شاہ صاحب کے جوابوں کے
نقل کیے ہین اونسے بخوبی اسکی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ حاشیہ تحفہ مین ص ۶۹۱
فرماتے ہین بدان وفقک اللہ کہ تزویج حضرت زہراء باشاہ مردان
فضیلتے ست کہ مختص باو ست ونواصب گفتہ اند کہ رسول دو دختر خود
داد و فرمود مرا اگر صد دختر بودی ہمہ را بعثمان میدادم یکے پس دیگرے
پس عثمان افضل باشد دریناب از علی و تخصیص این فضیلت بعلی
روا نبود و نیز گفتہ کہ رسول دو دختر از شیخین گرفت پس ہر چہار را صہار باشند
و فضیلت مصاہرت بدو مختص نباشد اہلسنت جواب گفتہ اند کہ حضرت
زہراء از جملہ دختران بزرگتر در مرتبہ و محبوب تر بود نزد پدر دیگر انکہ حضرت زہراء
اولاد گذاشت و پس از پدر زندہ ماند پس مصاہرت نصب بو اقوی بود
از انچہ نسبت غیر وے بود نواصب درین سخن قدح کردہ اند کہ بزرگے
زہراء مقابل زیادتی منکوحات عثمان ست چہ آن دو بودند و ضعیفان
یغلبان قویا و اولاد گذاشتن و پس از پدر زندہ ماندن در امر میراث سودمند
و آن نزد شما باطل ست و در اصل مصاہرت مردن منکوحہ ضرر نمی کند
چہ بعد از وفات حضرت زہراء حضرت علی را معزول نمی فہمید و نیز خود
روایت کردہ اید کہ کل صہر و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا صہری و نسبی
پس عثمان و علی ہر دو برابر اند و انکہ منکوحات الشیان مردند در روز قیامت

درمنکوحات ایشان برانگیخته میشوند پس دربیش مردن راچه اعتبار است انتہے
جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ نواصب نے شیخین کو سسر حضرت کا بنایا:
یہ کہ داماد حضرت کا قرار دیا ہو پس اگر یہ عقد ہوا ہوتا تو عمر کو سسر اور داماد
رسول دونو قرار دیتے جیسا کہ عثمان کو اسوجہ سے کہ دو بیٹیان بیاہی گئین
جناب امیرؑ سے افضل کہتے ہین حالانکہ اوس روایت کل صہر ونسب
کو بھی لکھتے ہین معذلک اس شرف دامادی رسول ہین جناب امیرؑ اور
عثمان ہی کو داخل کرتے ہین نہ عمر کو بلکہ عمر و ابوبکر کو صرف سسر ہی جانتے ہین
پس بالیقین معلوم ہوا کہ نواصب بھی اسکے مدعی نہین ہین کہ یہ عقد واقع
ہوا اور سچ ہے وہ کیونکر مدعی ہون ایسے امر کذب بحت کے کہ بقول اہلسنت
وہ لوگ پابند راستی وصدق مقال ہین پس جیسا اس تقریر سے عدم وقوع
عقد مسلم ہوا ویسا ہی اہلسنت کا نواصب سے زیادہ مفتری اور دروغگو
اور وضاع ہونا بلکہ زیادہ دشمن اہلبیت ہونا بھی ظاہر ہوا کہ باوصف
عدم ادعاے نواصب اہلسنت ایسے امر لغو کے مدعی ہین اور بے محابا
کذب وافترا کے مرتکب ہوتے ہین اور خوف خدا اور رسول نہین ہوتا پس
درمیان نواصب و اہلسنت وہی فرق ٹھہرا جو درمیان کافر ومنافق
کے ہے جسکے بارہین پروردگار عالم یہ شہادت ادا کرتا ہے واللہ
یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ واضح رہے کہ شاہ صاحب نے اعتراضات
خوارج ونواصب کو بڑی استحکام اور مضبوطی سے بیان کیا ہے
ایک اعتراض کا تو ٹوٹا پھوٹا کچھ جواب بھی دیا جس سے خود اس جواب کا

ضعف ظاہر ہے اور اعتراض ثانی کا بالکل جواب ہے ندیا جس سے
تسلیم کرنا دس اعتراض کا اور لاجواب ہونا اہلسنت کا ظاہر ہی چونکہ ہمکو یہان
کسیکے سوال و جواب سے غرض نہین ہے لہذا اسکا جواب نہین دیتے مگر
اتنا کہی دیتے ہین کہ بنا بر تسلیم عثمان کے مشابہت یا مماثلت جناب امیرؑ
کے ساتھہ اس داماد ی بنوی مین محض لغو ہے کیونکہ عثمان کی مثال فقط وہی
اشخاص ہو سکتے ہین جو بقول اہلسنت داماد رسول تھے اور اون کے
ازواج نے رو برو ے انحضرت وفات کی یا طلاق پائی مثل ابو العاص
شوہر زینبؑ و عتبہ و عتیبہ شوہران سابق رقیہؑ و ام کلثوم جنکی طلاق کے بعد عثمان سے
او نہین دختروں کا عقد ہوا بلکہ وہ تینون باعتبار شرف تقدم حضرت عثمان سے
اشرف ہوے اور شیخین کا خسر رسول ہونا ویسا ہی ہے جیسا کہ کفار
مردگان کے سوا زندہ نہین ابو سفیان کو یہ شرف ملا اور رسول کا سسر بنا بہر کیف
خلیفہ دوم مثل خلیفہ اول سسر ہی رہے داماد نہوے اور اگر عقد او کا حضرت
ام کلثوم علیہا السلام سے عیاذاً باللہ ہوا ہوتا تو وہ بھی داماد رسول کہلاتے
جیسا کہ عثمان کہے گئے بلکہ اونکی دامادی عثمان سے افضل ہوتی پس
اس سے بھی معلوم ہوا کہ ہرگز ہرگز نہ یہہ عقد واقع ہوا نہ اسکی کچھہ اصلیت ہے
بہر کیف ان روایات عقد کے موضوع اور باطل اور افترا و تہمت ہونمین عقلاً و
نقلاً و سنداً و متناً کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے اور ان راویون کے
کذاب و وضاع و دجال مفتری غیر ثقہ ہونے مین ذرا شک و شبہہ
نرہا اور اہلسنت کے بدتر از نواصب و خوارج ہونمین ذرا عامل کی گنجایش نہین

فاتضح الحق وظهر ولا يعلو ولا يعلى والسلام على من اتبع الهدى

# خاتمہ

باقی رہا یہہ امر کہ پھر جناب ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام کا عقد کس سے ہوا اور اونکا شوہر کون تھا پس یہہ امر حسب روایات فریقین ثابت ہے کہ جسطرح سائر بنات جناب امیر کا عقد اپنے ہی خاندان بنی ہاشم میں اولاد حضرت عقیل و جعفر وغیرہ سے ہوا گو وہ کل بیٹیاں دختر جناب سیدہ تھیں اوسیطرح عقد حضرت ام کلثوم کا بھی اپنے ہی خاندان میں حضرت محمد بن جعفر طیار کے ساتھہ ہوا فقط اختلاف تھا تو اسمیں کہ آیا عمر کے ساتھہ عقد ہوا یا نہیں جسکو ہمنے بخوبی ثابت کیا کہ ہرگز خلیفہ دوم سے عقد نہیں ہوا اور اوسکے ساتھہ یہ بیان اہلسنت ہی باطل ہوا کہ بعد عمر عون بن جعفر سے پھر جناب امیر عقد ہوا کیونکہ بالاتفاق علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ عون بن جعفر نے عہد خلافت عمر میں بجنگ تستر شہادت پائی پھر وہ زندہ کہان تھے جو بعد عمر اونسے عقد ہوتا گو یہہ ممکن ہے کہ پہلے عون سے عقد ہوا ہو تب محمد بن جعفر سے مگر خلاف عقل ہے کہ محمد اونکو چھوڑ کر عون سے کیون ہونے لگا بایں ہمہ عمر سے عقد ہونا ہرطرح محال ٹھہرا اور اسکے ساتھہ یہہ دعوے بھی زیادہ تر غلط ہوا کہ بعد عمر محمد بن جعفر سے عقد ہوا بعد اونکے عون بن جعفر سے کیونکہ شہادت عون مقدم ہے وفات محمد بن جعفر پر بلکہ قتل عمر پر از بنجاست کہ جن جن علماء نے بالاتفاق بذریعہ روایات بیان کیا ہے کہ بعد محمد یا قبل از محمد عون سے عقد ہوا جہان ذکر وفات عون لکھا ہے مطلقا عقد وغیرہ کو نہین لکھا بلکہ یہی بیان کیا کہ بجنگ تستر عہد عمر مین لاولد انتقال کیا جیسا کہ سابقا عبارت

اصابہ و استیعاب مذکور ہوے مگر شیخ عبدالحق صاحب جنکو لقب محقق دہلوی
ملا ہے سبکے خلاف بلا سند کسی کتاب وغیرہ کی زہری سے ناقل ہین کہ بعد
عمر عون سے عقد ہوا اور اون سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد عون کے
عبداللہ سے عقد ہوا ان محقق صاحب نے محمد کو ایک دم غایب کر دیا اور صاحب
تاریخ خمیس اور سبی زہری سے بالکل خلاف اونکے ناقل ہین کہ بعد عمر عون
سے عقد ہوا اور کوی لڑکا نہین ہوا بعد عون محمد سے عقد ہوا اونسے
ایک لڑکی ہوئی بعد محمد عبداللہ سے عقد ہوا اور اونسے کوی اولاد نہین ہوئی
اور نہین کی زوجیت مین وفات کی انہین اختلاف سے انکی تحقیقات کا حال بخوبی
معلوم ہوتا ہے اور اسکے ساتھ یہ بیان بھی ہے جو تمامی روایات مین مذکور ہے
کہ بعد محمد و عون عبداللہ بن جعفر سے عقد ہوا بلکہ بقول مولوی حیدر علی
خود جناب امیرؑ نے یہ عقد کیا غلط ہے کیونکہ عبداللہ بن جعفر شوہر حضرت
زینبؑ علیہا السلام تھے پھر باوصف موجودگی اونکے یہ عقد جس سے جمع بین
الاختین لازم آوے کیونکر ممکن ہے پس یہ کل بیانات ان روایات کے
غلط ٹھہرے اور صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت امام کلثوم علیہ السلام کا محمد بن
جعفر سے ہوا چنانچہ یہ امر استیعاب اصابہ تاریخ خمیس اسد الغابہ سراج المحزون
شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مولوی حیدر علی وغیرہ مین مرقوم ہے مگر اونمین
معلات کے سات جسکو ہم باطل کر چکے لیکن عبارت استیعاب اور اصابہ سے
البتہ تعیین محمد بن جعفر کے بخوبی ظاہر ہے چنانچہ عبارت اصابہ یہ ہے
کہ محمد بن جعفر بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی برادر عبداللہ

وعون بن حبان وغیرہ نے انکو صحابہ مین ذکر کیا ہے دارقطنی نے کہا بمقام
حبشہ پیدا ہوے اور ابن مندہ وغیرہ نے کہا کہ عہد نبی مین اونکی ولادت
ہوئی اور ابو عمر نے کہا کہ کنیت اونکی ابو القاسم ہے انہین کا عقد حضرت
ام کلثوم بنت جناب امیر سے بعد عمر ہوا الخ جس سے بخوبی تعیین اور انحصار
عقد محمد کے ساتھہ ظاہر ہوا اور چونکہ جملہ اخیرہ یعنی بعد بیت عمر غلط ہی جیسا کہ
مذکور ہوا پس صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم کا صرف محمد بن جعفر سے
ہوا نہ عمر سے نہ عون سے نہ عبد اللہ سے اور ازانجا کہ حسب تصریحات
علماے اہلسنت ہمسن وہمعمر ہونا جناب زینب و عبد اللہ بن جعفر کا و جناب
ام کلثوم و محمد بن جعفر کا اور زیادہ تفاوت سنی نہونا درمیان ہر دو خواہر کے
مسلم ہے پس نہایت قرین قیاس بلکہ مطابق واقع ہے کہ عقد ہر دو
خواہر کا بزمانہ واحد ہوا جو مقدم ہے اوس زمانہ سے جسمین خطبہ خلیفہ دوم
وغیرہ بیان کرتی ہین جیسا کہ مقاد تمامی ان روایات کا ہی اور تایید
اس امر کی اون روایات سے بھی ہوتی ہے جسمین دربارہ تعجیل نکاح خزان
یہانتک تاکید کی گئی ہے کہ بلوغ اونکا اپنے شوہرون کے گھر ہو کیونکہ
ظاہر ہے کل مکارم اخلاق کے منبع اور اصول کرم حضرات اہلبیت
طاہرین ہین پس کب ممکن ہے کہ خود جناب امیر نے تاخیر کی ہو اور اتنی
مہلت دی ہو خصوصًا درصورتیکہ ہر دو خواہر ہمسن ہون اور اس عسرت
کے ساتھہ گھر ہی مین ایسی بہتجون سے جنکی پرورش جناب امیر علیہ السلام ہی سے
متعلق ہو بیاہ دیا ہو کہ وہ دونون خود ہی ہمسن اور ازواج بھی ہمعمر ہمسن ہون

اور ضرورت امد و رفت ہی خصوصاً بوجہ اسکے کہ اسما بنت عیس مادر حضرت
عبداللہ و محمد و عون فرزندان جعفر جناب امیرؑ کی زوجیت مین بہتین ہمہ وقت
رہتی تہے اور پردہ شرعی مانع وعائق اسکا تہا پس ایسی صورت مین
عموماً عقد مین تعجیل کیجاتی ہے اگرچہ احد الزوجین صغیر ہون چہ جائیکہ حد
بلوغ شرعی پر پہونچ بہی گئے ہون چنانچہ جناب رسالتمآبؐ نے بہی رقیہ
و ام کلثوم کا عقد ساتہی کیا تہا پس اس سے بہی معلوم ہوا کہ عقد
حضرت زینبؑ و ام کلثوم کا زمانہ خلافت خلیفہ اول ہی مین انجام پاگیا تہا
اور وفات محمد بن جعفر جنگ صفین کے بعد ہی چنانچہ اصابہ مین ہے
کہ محمد بن جعفر جناب امیر علیہ السلام کے ساتہہ شریک معرکہ صفین رہے
عبیداللہ بن عمر معاویہ کیطرف سے اور محمد بن جعفر جناب امیرؑ کیطرف سے
میدانمین لڑنے گئے دونونمین لڑائی ہوئی ایک نے دوسرے کو
مار ڈالا اور دونون وہین قتل ہوے اور بعض کا بیان ہے کہ محمد بن
جعفر محمد بن ابی بکر کے ساتہہ مصر مین تہے اور بعد شہادت محمد بن ابی بکر
مخفی ہوے اور وہانسے فلطین گئے اور ایک شخص نے اونکے
مادری رشتہ دارون سے حفاظت کی اور معاویہ کے ظلم و ستم سے
نجات دی اور یہی امر محقق ہے اسنے عبارۃ الاصابہ بہرکیف بعد وفات
محمد بن جعفر حضرت ام کلثوم یقیناً معرکہ کربلا تک زندہ رہین اور پہر کسی
سے عقد نہین ہوا کیونکہ سابقاً اہلسنت کی روایات کا یہہ بیان کہ بعد
محمد عقد انکا عبداللہ سے ہوا غلط ہو چکا ہے اور سوائے عبداللہ

اہلسنت کے یہان بھی کسیکا نام نہین ہے پس معلوم ہوا کہ یہی ام
صحیح ہے اور دعوائے عقد ثالث و رابع مثل دعوائے عقد عمر محض
غلط و افترا ہے باقی رہی وفات حضرت ام کلثوم پس اہلسنت کی تین
تین قول ہین ایک یہہ کہ قبل عبداللہ وفات کیا دوسرے یہ کہ بعد عبداللہ
تیسرا وہی وہی قول ہے کہ عہد معاویہ مین زید کے ساتہ وفات کیا
جسکا بطلان سابق مذکور ہوا کہ وہ دوسرے ام کلثوم بنت جرول
خزاعی زوجہ عمر مادر زید ہے کہ بجہت اشتراک نام ایک ام کلثوم کا نام
دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب ہوا اور اصل یہی ہے کہ وفات حضرت
ام کلثوم و حضرت زینب علیہا السلام بعد معاودت مدینہ از کربلا و شام
واقع ہوی کہ دونو معظمہ نے اپنے بہائی سید الشہدا روحی لہ الفدا کی مصیبت
مین مدد و کر جان دی اور چونکہ وفات اون دونون معظمہ کے اور عبداللہ
بن جعفر کے کہ ستہ ہی قریب زمانہ مین ہوی کسیکو پہلے عبداللہ کہا کسیکو
بعد عبداللہ کہا حالانکہ منشا اون قائلین اور ناقلین کا تعیین کرنا زمانہ
کا تہا مگر ناواقفون نے بوجہ اپنی غلط فہمی کے اسی قرب وفات سے اونکی
زوجیت کے قایل ہوے هذا ما تيسر لي في هذا المقام فيفضل الله افضل
المنعام ولا غرو انكم ترك الاوائل للاواخر والارض نصيب من كاس
الكرام والحمد لله اولا واخرا والصلوة على نبيه واهل بيته
الطاهرين ملتقا قيت الليالي والايام

تمت

اعلان۔ یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہلسنت نہ اسے دیکہین نہ خرید کرین

HYDERABAD

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

# اطلاع ضروری

جملہ حق تصنیف اس رسالہ کا محفوظ ہے کوئی صاحب
بلا اجازت مصنف قصد طبع نفرمائین جسے ضابطہ
رجسٹری اسکی کرادی گئی ہے جسکو منظور ہو یہ کتاب
اس نشان سے طلب فرمائے۔

المشتہر
سید محمد عسکری بازار بندی ضلع چھپرا

جلد ثانی رمی الجمرات جواب آیات بینات زیر طبع ہے قبل
ماہ رمضان چھپ جائیگی جو بزرگوار طالب ہون شہر لکھنؤ کٹرہ
البوترابخان مکان نواب محمد مرزا خانصاحب مرحوم کے
پتہ سے طلب کتاب مین عنایت نامہ تحریر فرمائین۔

راقم
سید عباد حسین